ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا

پھر ہم نے تمہیں شریعت کے ایک طریقہ پر چلا دیا ہے پس اس کی پیروی کیجئے

(سورہ جاثیہ: ۱۸)

رُسُومُ الشِّيعَةِ فِي مِيزَانِ الشَّرِيعَةِ

بجواب اصلاح الرسوم الطّاہرۃ

بکلام العترۃ الطّاہرۃ

رشحاتِ قلم

مُحمد حسنین السابقی النجفی

صدر مجلس عمل علماء شیعہ پاکستان

مہتمم اعلیٰ مدرسہ جامعۃ الثقلین خانیوال روڈ ملتان

Presented by www.ziaraat.com

مُحمد حسنین السابقی النجفی

کی علمی تصنیفات

- جواہر الاسرار
- میزان العقائد
- تاریخ بلال
- متضاد عقائد
- ترجمہ مصباح الہدایۃ
- ترجمہ احکام الشیعہ (۲ جلد)
- احکام خمس وزکوٰۃ
- برہان الایمان
- قواعد الشریعہ (۴ جلد)

ادارہ جامعۃ الثقلین

احمد پارک خانیوال روڈ ملتان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Presented by www.ziaraat.com

۷۸۶

۱۱۰_۹۲

یا صاحب الزماں ادرکنیؑ

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

DvD Version

NOT FOR COMMERCIAL

Knowledge for All
SABIL-E-SAKINA

يا عباس

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

Presented by www.ziaraat.com

محمد روشن
السید

خمیس ۱۰ صفر 1425 12 اپریل 2004

12 شہادت کی شرعی حیثیت

خمینی کا عقیدہ 65 خوئی کا عقیدہ 67

آسمانی فرشتہ کی اذان 106

لی شیعہ 94 فصول اذان 89

صحابہ کرام کا معمول 115 110

شہید ثالث کا خواب 193

شہادت ثالثہ کی تاریخ 123 رجوع کا حوالہ 135

شہد 138 اور کتاب فقہ رضا کی سند

کاح 215

11 وجب 267

شہید نورد اور اس کی شرعی حقیقت رجوع 303

دعویداران اجتہاد

صاویر رکھنا 299

کتاب شہادت ثالثہ مقدمہ عبدالحلیم غزی

انجمن ہیئت قمر بنی ہاشم 103

قم مقدسہ

موجودہ فقہ الرضا اصل مکی نسخہ سے مختلف ہے 131

سید العلما سید علی نقی۔ اشهد ان علیاً ولی اللہ 88

اذان کی فصول ۲۰ صدوق کے نزدیک 90

حر عاملی۔ 102 مجلس 88 صدوق امالی 107

عقیدہ ولایت، صدوق، طوسی، شہید اول 108

قالصی مذہب 116

روزِ عاشورا غسل کرنا، سرمہ لگانا خوارج کا عمل ہے ابن تیمیہ 173

نمازوں میں ذکر امیرالمومنین 162

گھر کی چھت پر نماز اور سلام 176

پیغمبر نے شہید ثالث کو خواب میں کہا مرثیوں میں بجنا و شر سے منع نہ کرو۔ 193 اگر زائر قبر معصوم کی طرف سجدہ کرتا ہے 196 بجنا و شر سے

ہدایہ صدوق۔ کتاب

مفوضہ پر لعنت صدوق 93

عبداللہ شوستری۔ رسالہ فی ادخال علیؑ ولی

اسد بک ڈپو
قدم گاہ مولا علی حیدرآباد
فون نمبر 785626

Presented by www.ziaraat.com

رسوم الشیعہ

فی میزان الشریعہ

بجواب ''اصلاح الرسوم الظاہرہ''

تالیف

صدر المحققین علامہ الحاج محمد حسنین السابقی النجفی
صدر مجلس عمل علماء شیعہ پاکستان

ناشر

ادارہ جامعۃ الثقلین
احمد پارک خانیوال روڈ ملتان

Presented by www.ziaraat.com

جملہ حقوق محفوظ ھیں

نام کتاب — رسوم الشیعہ
مولف — علامہ محمد حسنین سابقی نجفی
سن طباعت — مارچ 1996ء
دسمبر 2003ء
تعداد — دو ہزار
ناشر — مدرسہ جامعۃ الثقلین ملتان
قیمت — 125 روپے

پیش لفظ

بقلم حجتہ الاسلام خطیب العصر علامہ سید آغا علی حسین صاحب قمی نجفی دام ظلہ

رسم" عربی اصطلاح میں انسان کے ان معمولات کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جن پر مموماً" پابندی کی جاتی ہو چاہے ان کا تعلق دینی امور سے ہو یا دنیاوی امور سے جیسا کہ کشف الغمہ جلد دوم صفحہ ۲۴ پر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے متعلق منقول ہوا ہے

فمضی ابو الحسن علیہ السلام الی المسجد علی رسمہ

پس امام ابو الحسنؑ اپنے معمول کے مطابق مسجد کی طرف تشریف لے گئے

رسم بمعنی طور و طریقہ و معمولات عربی میں استعمال ہوتا ہے رسوم و رسم کے نام سے پہلے بھی عربی زبان میں کئی کتب موجود ہیں جن میں سے بعض کے اسماء ملاحظہ ہوں

(۱) رسوم التعلیم — قاضی عبید اللہ بن احمد رازی متوفی ۳۶۵ھ

(۲) رسم العبادۃ — مرزا عبداللہ آفندی متوفی ۱۱۳۰ھ

(۳) رسم القرآن — عماد الدین علی قاری استر آبادی

اصلاح الرسوم بکلام المعصوم سید محمد مرتضیٰ حسینی جونپوری متوفی ۱۳۳۷ھ مطبوعہ ۱۳۱۲ھ الذریعہ جلد ۲ ص ۱۷۲ تفصیل دیکھئے

ملاحظہ ہو" الذریعہ فی تصانیف الشیعہ جلد ۱۱ ص ۲۳۲ ص ۲۳۳

لہذا" اصلاح الرسوم" نام پر اعتراض بے جا ہے اس نام سے متعدد کتب علماء اہل سنت کی تالیف کردہ بھی مشہور معروف ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

جوحضرات "رسوم" کے اس مفہوم و استعمال پر معترض ہیں وہ لغوی موارد استعمال سے مطلع نہیں ہیں شریعت اسلامی نے ایسے رسوم و اعمال کی ایجاد کی مخالفت نہیں کی جو شریعت کے قوانین و اصول سے متصادم نہ ہوں اور ان کے نتائج و عواقب میں اسلامی و شرعی مفادات وابستہ ہوں جیسا کہ حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے

ایما عبد من عباد اللہ سن سنۃ ھدی کان لہ اجر مثل من عمل بذلک من غیر ان ینقص من اجرھم شئی

(سفینۃ البحار جلد اول صفحہ ۶۶۵) اللہ کا کوئی بندہ جو کوئی طریقہ و رسم ہدایت ایجاد کرے گا اس کو عمل کرنے والوں کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا اور ان کا اجر بھی کم نہ ہوگا مثلاً" نجفی علماء کرام کو بخوبی علم ہے کہ مسجد سہلہ کوفہ میں ہر چہار شنبہ کی شب علماء و صالحین جوق در جوق اعمال بجالانے کے لیے جاتے ہیں حالانکہ کسی حدیث میں ایسا مخصوص حکم وارد نہیں ہوا کہ اس مخصوص دن اور مخصوص وقت میں اس مسجد میں جاکر مخصوص اعمال بجالائے جائیں بلکہ یہ رسم سب سے پہلے نجف اشرف کے بزرگ مجتہد آیۃ اللہ شیخ محمد حسن مصنف جواہر الکلام شرح شرائع الاسلام متوفی ۱۲۱۲ھ نے ایجاد فرمائی علامہ طریحی نجفی لکھتے ہیں

سن للناس عادۃ الذھاب الی السھلہ لیلۃ الاربعاء من کل اسبوع

(العتبات المقدسۃ فی الکوفہ صفحہ ۱۷۳) انہوں نے لوگوں کے لیے یہ رسم ایجاد فرمائی کہ وہ ہر شب چہار شنبہ مسجد سہلہ جائیں کیونکہ وہ مقام امام مہدیؑ کے نام سے ایک عبادت گاہ موجود ہے اور روایات سے ثابت ہے کہ امامؑ کا ظہور اسی دن کو ہوگا چنانچہ آج کل یہ رسم اکابر مراجع عظام و علماء صالحین کے معمولات میں داخل ہے اسی طرح وہاں چالیس شبہاء چہار شنبہ کا پابندی سے عمل بجالانا جس سے زیارت امامؑ زمانہ کا حصول مجربات میں بیان کیا جاتا ہے یہ بھی علماء و مجتہدین کا بیان کردہ عمل ہے اسی طرح اربعین کی زیارت کے موقعہ پر پاپیادہ چل کر کربلا حاضر

ہونے کی رسم بھی سب سے پہلے آیۃ اللہ علامہ میرزا حسین نوری طبرسی متوفی ۱۳۲۰ھ کی ایجاد کردہ ہے جیسا کہ شیخ عباس قمی نے اعلام الشیعہ میں لکھا ہے اور مرحوم کا انتقال بھی اس پیدل سفر میں مریض ہونے کی وجہ سے ہوا مگر یہ رسم اس قدر مقبول ہوئی کہ ہزاروں کی تعداد میں پیدل قافلے جن میں مجتہدین عظام علماء و طلبہ و عوام زائرین پورے عراق سے چل کر آتے تھے اور باوجود صدام حکومت کی پابندی کے اب تک آرہے ہیں مگر کسی نے آج تک اس کو بدعت و حرام قرار نہیں دیا مذہب حقہ اثناء عشریہ کی مذہبی رسوم کی سرپرستی علماء اکابر ہی نے فرمائی ہے اور وہ شریعت کے عین مطابق ہیں یہ ان رسوم ہی کا ثمرہ ہے کہ باوجود تنظیم نہ ہونے کے بھی مذہب ترقی کی طرف گامزن ہے اصلاح الرسوم نامی بدنام زمانہ کتاب جو اس دور میں مذہب حقہ کو سخت نقصان پہنچانے کی غرض سے لکھی گئی ہے ہم نے مجالس و محافل میں اس گہری سازش کے متعلق قوم کو باخبر رکھ کر بیدار کردیا ہے مگر ضرورت تھی کہ اس کتاب کا ایک ٹھوس اور مستحکم علمی دلائل سے آراستہ جواب بھی قوم کے ہاتھوں میں پہنچا دیا جائے تاکہ آئندہ نسل اس کے گمراہ کن اثرات سے محفوظ رہے الحمد اللہ کے محقق جلیل عارف بصیر حجۃ الاسلام علامہ محمد حسنین سابقی نجفی نے اس خلاء کو پورا فرما دیا ہے چونکہ جناب علامہ سابقی صاحب کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے عم محترم مرحوم سید الخطباء قبلہ مولانا سید آغا حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ کے مخلصانہ تعاون کے ساتھ سب سے پہلے فتنۂ تقصیر کے خلاف ۱۹۶۸ء میں قدم بڑھایا اور جواہر الاسرار لکھ کر حقیقی شیعہ عقائد کو تحفظ دیا ہمیں امید ہے کہ علم دوست حضرات اس تحقیقی و علمی دستاویز سے خود بھی مستفید ہونگے اور حلقۂ احباب کو اس کے گہرے مطالعہ کا موقعہ دے کر تبلیغ حق کا دائرہ وسیع کرنے میں اپنا کردار ادا کریں گے وما توفیقی الا باللہ و علیہ توکلت والیہ انیب

سید آغا علی حسین قمی بھکر

۱۱ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ

Presented by www.ziaraat.com

فہرست مضامین

انتساب	3-2
مصنف کا تعارف	5
علمی مقام	15
لبنانی وزیر تعلیم کے تاثرات	18
اجازت وکالت	19
قائم کردہ دینی مراکز	28
تصنیفات	29
اصلاح الرسوم کیوں لکھی گئی	33
شیعوں کی تذلیل	34
شان رسالتؐ میں بے ادبی	34
کتب مخالف سے حجت	35
باہمی نفرت انگیزی کو فروغ	36
مؤلف کا اپنے فتووں سے تضاد	37
دعوائے اجتہاد پر ایک نظر	38
قیاس پر مبنی فتوے	40
چند ضرر رساں نام نہاد مجتہد	46

باب اول

شرک کا بیان	47
اقسام شرک، شرک حقیقی و مجازی	48-49
تعویذات کا حکم شرعی	53

علم نجوم کا حکم	58
ایام کی سعادت و نحوست	59
شرک قسمی	59

باب دوم

عقائد کا بیان

غلو کی حقیقت	61
توحید	61
نبوت	62
امامت	65
ولایت تکوینی اور بیان امام خمینیؒ	65
بیان آقا خوئیؒ	67
بیان آقا اصفہانیؒ	69
بیان آقا میلانیؒ	69
تفویض و وسیلہ	70
یا علی مدد کا مسئلہ	73
جداگانہ نوع	73
علم غیب	74
قاضی عبدالجبار کا تضاد	77
بیان - حاضر و ناظر کا مسئلہ	80

باب سوئم

Presented by www.ziaraat.com

اذان میں شہادت ثالثہ کی تاریخ 84

صدوق کا موقف 86

سید العلماء علامہ علی نقیؒ کا بیان 88

فصول اذان اور فقہاء شیعہ 89

غلو و تفویض اور شیخ صدوقؒ کا مخصوص موقف 90

شیخ مفیدؒ و شیخ طوسیؒ کی صدوقؒ پر جرح 95

اذان میں شہادت ولایت اور آقا وحید کا بیان 97

بیان آقا خوئیؒ 98

بیان آقا عراقیؒ 100

منکر ولایت منکر رسالت ہے 101

ایک اعتراض کی رد 101

حر عاملی کا بیان 102

قم سے صدائے حق 103

علی ولی اللہ در اذان کے دلائل

اذان معراج 104

اذان ملائکہ 106

اذان امام جعفر صادقؑ 107

تاکیدات اہل بیتؑ 108

اجماع علماء شیعہ 113

اذان علیؑ کا قرآنی لقب 114

اذان صحابہ کرامؓ 115

خاصیہ دشمنی کے سیاسی عوامل 116

مصر کے خلفاء فاطمیین کے دور میں اذان علی ولی اللہ 118

شیعوں کے مصائب اور مجبوریاں 118

تشہد میں شہادت ثالثہ 121

تشہد میں شہادت ولایت کی ابتداء 123

قاعدہ تسامح سے استدلال 126

کتاب فقہ الرضا کی تحقیق 128

اصلاح الرسوم میں فقہ الرضا کے جعلی حوالے 132

شہادت ثالثہ اور بیان آقا بحرانی 138

علامہ عبدالحلیم غزی قم کا بیان 139

مجتہدین ایران و عراق کے فتاوی کے عکس

علامہ مجلسی کبیرؒ 144

علامہ ناصر الملتؒ 145

آقا یوسف بن احمد بحرانی 147

آقا مرتضی آل یاسین 147

آقا احمد مستنبط نجفی 150

آقا سید جواد تبریزی 152

آقا سید عبداللہ شیرازی 153

آقائے خمینی 154

آقائے خوئی 155

آقا نمازی مشہدی 156

آقا سید محمد شیرازی 157

آقا رضا تہرانی 158

Presented by www.ziaraat.com

اذان میں شہادت ثالثہ کی تاریخ	84
صدوق کا موقف	86
سید العلماء علامہ علی نقیؒ کا بیان	88
فصول اذان اور فقہاء شیعہ	89
غلو و تفویض اور شیخ صدوقؒ کا مخصوص موقف	90
شیخ مفیدؒ و شیخ طوسیؒ کی صدوقؒ پر جرح	95
اذان میں شہادت ولایت اور آقا وحید کا بیان	97
بیان آقا خوئیؒ	98
بیان آقا عراقیؒ	100
منکر ولایت منکر رسالت ہے	101
ایک اعتراض کی رد	101
حر عاملی کا بیان	102
قم سے صدائے حق	103

علی ولی اللہ در اذان کے دلائل

اذان معراج	104
اذان ملائکہ	106
اذان امام جعفر صادقؑ	107
تاکیدات اہل بیتؑ	108
اجماع علماء شیعہ	113
اذان علیؑ کا قرآنی لقب	114
اذان صحابہ کرامؓ	115
خاندانی دشمنی کے سیاسی عوامل	116

مصر کے خلفاء فاطمیین کے دور میں اذان علی ولی اللہ	118
شیعوں کے مصائب اور مجبوریاں	118
تشہد میں شہادت ثالثہ	121
تشہد میں شہادت ولایت کی ابتداء	123
قاعدہ تسامح سے استدلال	126
کتاب فقہ الرضا کی تحقیق	128
اصلاح الرسوم میں فقہ الرضا کے جعلی حوالے	132
شہادت ثالثہ اور بیان آقا بحرانی	138
علامہ عبدالحلیم غزی قم کا بیان	139

مجتہدین ایران و عراق کے فتاوی کے عکس

علامہ مجلسی کبیرؒ	144
علامہ ناصر الملتؒ	145
آقا یوسف بن احمد بحرانی	147
آقا مرتضی آل یاسین	147
آقا احمد مستنبط نجفی	150
آقا سید جواد تبریزی	152
آقا سید عبداللہ شیرازی	153
آقائے خمینی	154
آقائے خوئی	155
آقا نمازی مشہدی	156
آقا سید محمد شیرازی	157
آقا رضا تہرانی	158

Presented by www.ziaraat.com

اقا مرشی 159
آقا حسنی بغدادی 160
آقا سبزواری 126
نماز میں ذکر علیؑ احادیث کی روشنی میں 163
نماز کے بعد مخصوص تعداد میں درود کا حکم شرعی 166
نماز کے بعد مصافحہ کا حکم 176
ایام شہادت میں مصافحہ کی ممانعت 173
نقوش مخصومہ دیکھنے کا حکم 174
مساجد کے میناروں کا حکم 179
محراب قرآن وحدیث کی روشنی میں 186
مساجد میں آواز بلند کرنے کا حکم 184

باب چہارم

رسوم عزاداری

مجالس کا نذرانہ طے کرنے کا حکم 188
مجالس میں سوز و خوش الحانی کا حکم 190
آقا شہید ثالث کا خواب 193
تعزیہ کی طرف زیارت پڑھنے کا حکم 194
مہندی اور سیج کے جلوس 197
عروسی شہزادہ قاسمؑ 200
عرش بننے پر شبیہ معصومؑ 203
تاریخی تبرکات کا حکم 205
ذوالجناح کی رسوم 207
[illegible] کی شرعی حیثیت 200
[illegible] رسوم 210
ماتم زنجیر زنی کا جواز 212
ماتم زنجیر اور معجزہ نجف 214

باب پنجم

سید زادی اور غیر سید کے عقد کا حکم 215
معصومہ قم کا عقد کیوں نہ ہوا 217
علماء اہل سنت کی تائید 218
شادی کے مصارف کثیرہ کا حکم 221
احتجاجاً لوہے کی کڑی پہننے کا حکم شرعی 223
اہل بیتؑ و اصحابؓ کا عمل 226
امام موسیٰ کاظمؑ کی وصیت کہ مجھے زنجیروں سمیت دفن کرنا 227

Presented by www.ziaraat.com

باب ششم

بچوں کی لٹ 228

باب ہفتم

قبروں کے گنبد 229
ایک حدیث کا صحیح مطلب 235
قبروں پر چراغ جلانا 238
قبر معصومؑ کے ارد گرد میت کو طواف کرانا 240
علماء فریقین کا موقف 244
غیر خدا کے نام کی نذر - منت 244
مزارات کے چڑھاوے 246

قبروں کے نام صدقات خیرات 248
خاندانی قبرستانوں یا مشاہد مشرفہ کے طرف جنازوں کی منتقلی کا حکم 249
حضرت حذیفہؓ و حضرت جابرؓ کے جنازوں کی مدائن کی طرف منتقلی کی تصویر 254
فقہاء شیعہ اور ائمہ اربعہ کا مسلک 257
خالصی کی تائید 257
فاتحہ خوانی اور قل خوانی کا جواز 258

مرتبہ علی کوثر کوثری علی رضا گل

رَغماً لِلمَعَاطِسِ قَومٌ یَحسَبُونَ اَنَّهُم مُصلِحُونَ
اَلَا اِنَّهُم مُفسِدُونَ وَلٰکِن لَا یَشعُرُونَ

خطبہ فدک حضرت زہراء علیہا السلام

ایسے لوگوں کی ناک میں خاک پڑے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ اصلاح کرتے ہیں حالانکہ وہ لاشعوری طور پر مفسد ہیں۔

الصراط المستقیم ماضی ج ۱ ص ۱۷۱

Presented by www.ziaraat.com

باب ہشتم

22 رجب کے کونڈوں کی تاریخی حقیقت 265
عراق میں پڑھی جانے والے لکڑ ہارے کی عربی کہانی کا عکس 271
سلام اور "یا علیؑ" مدد 273
تصوف اور تشیع 274
تصوف کی ابتداء 279
تصوف دعوت امن و آشتی 282
سید حسن الامین کی تحقیق 285
شب برات کا حلوہ 286
اجرت پر قرآن خوانی 288
مساجد و امام بارگاہوں کے نقش و نگار 289
بچوں کی مرکیاں چھلے کا حکم 290
خوشی کے موقعہ پر دھی دھانیوں کی خاطر داری کا حکم 292
عورتوں کے ناخن بڑھانے اور پالش کا حکم 294
کسی کی موت کو قہر خداوندی قرار دینے کا حکم 295
قرض کا مسئلہ 296

بی بی پاکدامن لاہور کی زیارت 297
عزاخانوں میں جعلی تصاویر کا مسئلہ 299
عید نوروز کی شرعی حقیقت 202
عید نوروز اور ابتداء زمانہ غیبت کبری 305
عید نوروز کے بارے میں احادیث 307
عید نوروز کے موضوع پر مولفات کی فہرست
معلی ابن خنیس راوی جنتی ہے فرمان امام" 309
بیان علماء رجال اور احادیث اہل بیت" 315
نوروز کے خلاف بیان بازی پر خالصی کفر کے متعلق
آیۃ اللہ کاشف الغطاء کا فتویٰ 317
اور اصل عربی فتویٰ کا عکس 318

فَسْئَلُوٓا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو

Presented by www.ziaraat.com

انتساب

وَالدِ گرامی

سرکار حجۃ الاسلام تقدّس مآب

علامہ عبد العلی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ،

کے نام

جن کی صحبت کے بیش بہا لمحات ،

جن سے شرفِ تلمذ کی بَرَکات ،

جن کی پاکیزہ تربیت ، تبحرِ علمی

اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کے بارے میں ان کے محققانہ و بلند پایہ اعتقادات نے

اس حقیر کو اس صلاحیت سے نوازا —— کہ

میں آج

مقصرین کے خلاف

سیسہ پلائی ، آہنی دیوار بن کر نبرد آزما ہوں —!

شاہا : من ار بعرش رسانم سر یفضل

مملوک آنجنابم و محتاجِ ایں درم

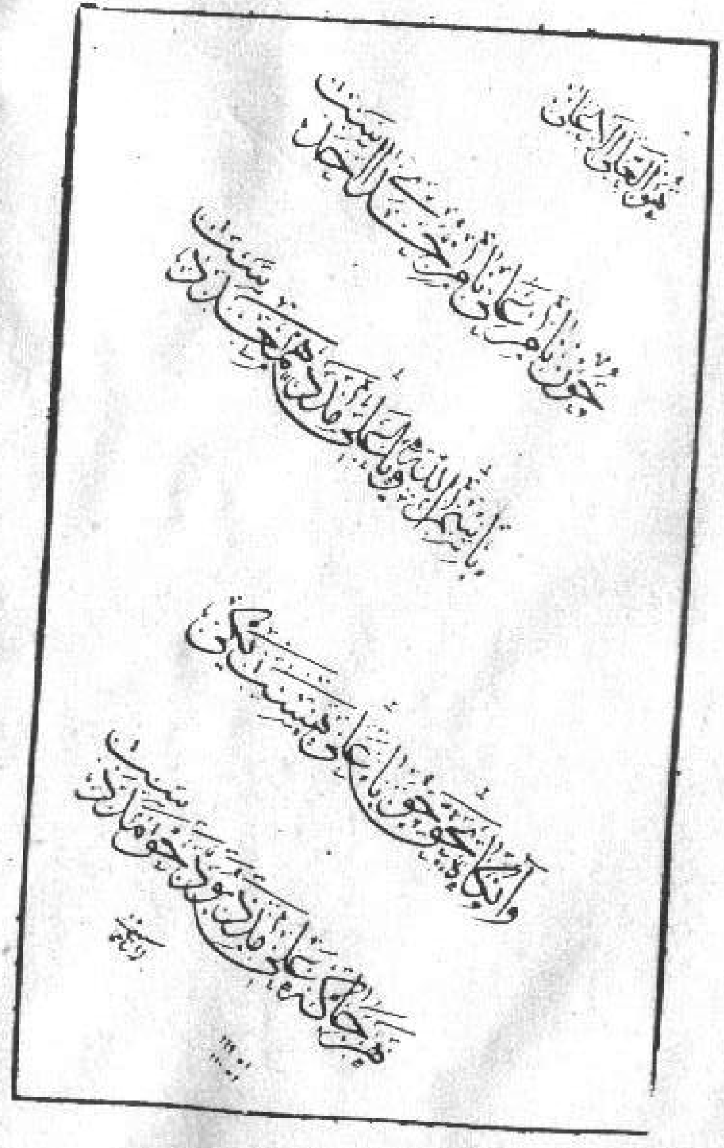

Presented by www.ziaraat.com

علامہ محمد حسنین السابقی کا تعارف

بقلم فاضل جلیل مولانا شیخ نذر عباس حیدری

پرنسپل مدرستہ الامام الحسینؑ گڑھ مہاراجہ

بہت ہی کم شخصیات دیکھی ہیں جن کو شہرت کا حرص نہیں ہوتا اور وہ بیش بہا گوہر آبدار کی طرح معاشرے کے سمندر کی تہہ میں رہتے ہوئے اس عالم ناپائدار سے گزر جاتی ہیں یہ کوئی ضروری نہیں کہ جس کی جتنی شہرت ہو وہ اتنا صاحب صلاحیت بھی ہو بلکہ بعض اوقات معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے جیسا کہ شافعی کا شعر ہے

اما تری البحر تعلو فوقہ جیف
وتستقر باعلی قعرہ الدرر

مجھے اصلاح الرسوم میں جناب ڈھکو صاحب کی ان غیر اخلاقی طنزوں پر سخت تعجب ہوا جو انہوں نے علامہ سابقی صاحب پر کی ہیں اس لئے میں نے ضرور سمجھا کہ قارئین پر یہ حقائق واضح کردوں کہ کیچڑ اچھالنے والے اپنی ہی بدنامی مول لیتے ہیں کسی کے تھوکے سے آسمان پر داغ نہیں پڑجاتا۔ بہت کم لوگ ہیں جو علامہ محمد حسنین السابقی کی شخصیت اور حالات سے واقف ہیں۔

ولادت و تربیت

علامہ محمد حسنین سابقی کا تعلق اس بلوچ خاندان سے ہے جن کے مورث اعلیٰ سابق بن ذریات حاکم ہرات افغانستان تھے اور آج بھی ہرات میں ان کا مقبرہ موجود ہے آپ کا آبائی وطن اب بھی ضلع جھنگ میں کوٹ بہادر کے قریب موضع سابقی کے نام سے مشہور ہے اگرچہ ایک سوا صدی سے یہ خاندان ڈیرہ اسماعیل خان ہجرت کرگیا تھا اسی وجہ سے آپ اپنی آبائی نسبت سے سابقی کہلاتے

Presented by www.ziaraat.com

ہیں آپ کے والد عظیم علامہ جلیل عبدالعلی صاحب قبلہ مرحوم و مغفور بھی بڑے جلیل القدر عالم تھے۔ جو ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے اور سرکار استاذ العلماء علامہ محمد باقر صاحب آف چکڑالہ کے سب سے اولین شاگرد تھے ان کے سایہ عاطفت میں تربیت پائی اور ان سے دروس سطحیات پڑھ کر لکھنؤ تشریف لے گئے وہ وہاں علامہ مفتی جعفر حسین مرحوم اور علامہ مفتی عنایت علی شاہ آف شاہ گردیز ملتان کے ہم درس تھے ان کا زیادہ تبلیغی مقاصد کے لئے قیام پہلے مدرسہ بدھ رجبانہ میں رہا پھر علامہ محمد باقرؒ صاحب کی خواہش پر تلہ گنگ ضلع چکوال تشریف لے گئے وہاں کافی خاندانوں کو مذہب حقہ اثناء عشریہ کی راہ دکھائی پھر ان کا آخری دور خیرپور میرس سندھ میں گزرا جہاں ریاست کی سب سے بڑی جامع مسجد کے خطیب اور مدرسہ عالیہ سلطان المدارس کے مدرس رہے اور ۱۹۶۴ء ۱۸ فروری کو بھکر میں انتقال فرمایا اور بھکر میں ہی دفن ہوئے۔

ان کے سب سے چھوٹے فرزند علامہ محمد حسنین سابقی ہیں جن کی ولادت ۸ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ بمطابق یکم اگست ۱۹۴۶ء تلہ گنگ میں ہوئی اور ۱۹۵۷ء میں انہوں نے خیرپور میرس میں مدرسہ سلطان المدارس میں داخلہ لیا ۱۹۶۳ء میں فاضل عربی کا امتحان نمایاں حیثیت سے پاس کیا اور پھر اسی مدرسہ میں مدرس رہے پھر کچھ عرصہ دارالعلوم محمدیہ میں اور کچھ عرصہ جامعہ الغدیر احمد پور سیال جھنگ میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے سب سے پہلی تصنیف جواہر الاسرار جو مدرسہ دارالعلوم محمدیہ میں ہی تالیف فرمائی اور ۱۹۶۹ء میں طبع ہوئی ۱۹۷۲ء میں نجف اشرف تشریف لے گئے اور وہاں انہوں نے دو عربی کتابیں مرقد العقیلہ زینب اور العقد المنظوم فی رد عقد ام کلثوم تالیف کیں اور مندرجہ ذیل اساتذہ کرام سے کسب فیض فرمایا۔

۱۔ سرکار آقا شیخ محمد علی مدرس افغانی
۲۔ سرکار آقا شیخ محمد عیسیٰ قاسمی افغانی
۳۔ سرکار آقا شیخ محمد اشرفی شہرودی
۴۔ سرکار آقا شیخ عباس قوچانی نجفی
۵۔ سرکار آقا شیخ ابراہیم جناتی شہرودی
۶۔ سرکار آقا شیخ محمد تقی آل شیخ راضی
۷۔ سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد باقر الصدر مرحوم
۸۔ سرکار آیۃ اللہ سید ابراہیم موسوی زنجانی دام ظلہ
۹۔ سرکار آیۃ اللہ سید جمال الدین فرزند آقائے خوئی مرحوم
۱۰۔ سرکار آقائے سید حبیب تربتی مشہدی
۱۱۔ سرکار آیۃ اللہ سید محمد شہرودی نجفی

۱۹۷۵ء میں حوزہ علمیہ کے حالات عراقی حکومت کی اسلام دشمن پالیسیوں کی وجہ سے ابتر ہوگئے تو آپ پاکستان واپس تشریف لے آئے اور مدرسہ باب العلوم ملتان کے مدرس اعلیٰ کے طور پر تعینات ہوئے پھر ۱۹۸۱ء میں مدرسہ جامعہ الثقلین ملتان کی بنیاد رکھی اور اس وقت سے مسلسل اسی مدرسہ میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلند پایہ ذہن عطا فرمایا آپ کا مطالعہ اس قدر وسیع ہے کہ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل مرحوم جیسے علماء بھی اس کا اعتراف کرتے تھے ۱۲ نومبر ۱۹۷۶ء میں علامہ محمد بشیر مرحوم جیسے مجتہد واعظ نے مدرسہ باب العلوم میں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی زندگی کے آخری دور میں ہوں کسی وقت بھی داعی اجل کو لبیک کہہ جاؤں گا میں اعلان کرتا ہوں کہ میرے بعد صحیح عقائد اور علوم محمد و آل محمدؐ کے ترجمان علامہ محمد حسنین السابقی ہیں قوم دینی مسائل میں ان کی طرف رجوع کرے اور ان کے وجود کو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھے چنانچہ ان کے بعد سرکار علامہ مرزا یوسف حسین علامہ آغا سید ضمیر الحسن نجفی بھی ہمیشہ ان کا بہت احترام فرماتے تھے اور فتنہ مقصرین میں سب نے مل کر کام کیا اور قوم کو وہابی یلغار سے محفوظ رکھا۔

Presented by www.ziaraat.com

علامہ سابقی نجفی پر سرکار امام زمانہ کی خصوصی عنایت "اور علم و معرفت کی قدر دانی"

۱۳۹۳ھ میں جبکہ استاذی المکرم علامہ سابقی صاحب نجف اشرف عراق میں تھے تو زائرین پاکستان کا پانچ بسوں پر مشتمل بڑا قافلہ زیارات کے لیے عراق پہنچا یہ ۵ شوال ۱۳۹۳ھ کا واقعہ ہے کہ علامہ سابقی صاحب اور علامہ سید آغا علی حسین قمی اس قافلہ والوں کو زیارات کی رہنمائی کے لیے ان کے ہمراہ سامراء تشریف لے گئے اس تاریخ کو شب جمعہ تھی زائرین کی طرف سے حرم مطہر امام حسن عسکری علیہ السلام میں ضریح مقدس کے پاس مجلس عزاء کا اہتمام کیا گیا جس میں قبلہ آغا قمی صاحب نے بھی خطاب فرمایا آخری خطاب علامہ سابقی صاحب کا تھا اور مصائب کی وجہ سے گریہ و زاری سے حرم میں کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی مومنین کرام ضریحات مقدسہ کو گھیرے میں لے کر پرسہ دے رہے تھے کہ علی پور ضلع مظفر گڑھ کی ایک زائرہ خاتون سردی کے موسم کے باوجود پسینہ سے شرابور ہو کر ہیبت سے بے خود ہو کر کانپ رہی تھی اس نے رو رو کر یہ واقعہ زائرین کو بتلایا کہ جب علامہ صاحب مصائب پڑھ رہے تھے تو اچانک میری نگاہ ضریح کی طرف پڑی میں نے دیکھا کہ کوئی بزرگ شخصیت قبر مبارک سے متصل تلاوت کلام پاک میں معروف ہے اور مجھے فرمایا اے زائرہ اوھر مت دیکھ عالم کی تقریر کی طرف متوجہ ہو اور سن وہ کیا فرما رہے ہیں پھر وہ اچانک نظروں سے غائب ہو گئے یہ واقعہ سن کر کئی گھنٹے زائرین بلند آواز سے زار و قطار روتے رہے آج بھی اس اس قافلہ میں شریک لوگ جو ضلع مظفر گڑھ ضلع بہاولپور ضلع خانیوال ضلع ملتان اور ضلع وہاڑی سے تعلق رکھتے ہیں اور سید کرامت حسین شاہ آف شاہانی بھکر کے زیر قیادت اس قافلہ میں عراق گئے تھے جب علامہ سابقی صاحب سے ملتے ہیں تو اس واقعہ کا خصوصی طور پر تذکرہ کرتے ہیں یہ واقعہ جس کے عینی شاہد دو معروف علماء علامہ سید آغا علی حسین قمی اور مولانا سید شبیر حسین شیرازی موجود ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ علامہ محمد حسنین سابقی کے عقائد عالیہ اور ان کی علمی تحقیقات علیہ پر سرکار امام ولی العصر عجل اللہ ظہورہ کی تائید اور خصوصی عنایت ہے۔

علامہ سابقی کی علمی صلاحیت

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ بہت کم نابغہ روزگار علماء دیکھے گئے ہیں جو کہ گوشہ عزلت پسند اور شوق شہرت سے دوری کو ترجیح دیتے ہیں مجھے استاذ العلماء سرکار آیت اللہ سید ابراہیم زنجانی نجفی امام الجماعت حرم امیر المومنین نجف اشرف کی ایک تحریر پڑھ کر حیرت ہوئی جس میں انہوں نے جناب علامہ سابقی صاحب کے بارے میں ان کو ایک خط میں تحریر فرمایا۔ حیف است کہ جائے فاضل مثل شما در لبنان یا بعضے بلاد عربیہ بود تا کتابہای نو بنویسید استعداد کہ شما دارید مردم پاکستان متوجہ نیستند کما اینکہ شاعر عربی در حق پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گفتہ

لو کان للمرٔ من عزو مکرمة فی دارہ لم یھاجر سید الرسل (خط مرسلہ ۳ محرم ۱۴۰۱ھ)

حیف ہے کہ آپ جیسے فاضل کو تو لبنان یا کسی عرب ملک میں ہونا چاہیے تھا تاکہ وہاں علمی کتب تصنیف فرماتے جو استعداد و قابلیت آپ رکھتے ہیں اہل پاکستان اس سے بے خبر ہیں جیسا کہ عربی شاعر نے آنحضرت پیغمبر اکرم کے بارے میں کہا ہے۔ اگر انسان کے لئے وطن میں رہنا ہی باعث عزت و اکرام ہوتا تو سید الانبیاء و المرسلین مکہ مکرمہ سے ہجرت نہ فرماتے

علوم دینی اور عربی ادب پر دسترس

علامہ سابقی صاحب کو خدادا صلاحیت کی بناء پر عربی ادب پر خصوصی

Presented by www.ziaraat.com

دسترس حاصل ہے وہ عربی زبان کے بہترین نثر نگار شاعر اور مفکر ہیں انہوں نے مزار حضرت زینب الکبری علیہا السلام کی تحقیق پر جو عربی میں کتاب نجف اشرف میں تصنیف فرمائی تھی وہ ۱۹۷۸ء میں بیروت سے شائع ہوئی اس پر نجف اشرف کے علماء و محققین نے تقریظات تحریر فرمائیں سرکار آیۃ اللہ زنجانی مجتہد العصر حال زینبیہ دمشق شام نے اپنی کتاب جولتہ فی الاماکن المقدسہ صفحہ ۱۵۸ طبع بیروت میں فرمایا ہے۔

لا یخفے ان مشهد قبر زینب بقریه راویة الشام من المشهورات القویته و ثبت وجود قبرها الشریف فے القرن الثانی کما ذکر العلامته الجلیل الشیخ محمد حسنین السابقی النجفی الباکستانی فے کتابه الجلیل مرقد زینب المطبوع فے بیروت وهو احسن کتاب فے تاریخ مرقد زینب فراجع الیه وطالع (عکس ص۱۱)

مخفی نہ رہے کہ راویہ نام بستی شام میں جناب زینب کا مزار مقدس مشہورات قویہ میں سے ہے اور اس کی شہرت دوسری صدی سے مشہور چلی آرہی ہے جیسا کہ جلیل جلیل شیخ محمد حسنین سابقی نجفی پاکستانی نے اپنی کتاب مرقد زینبؑ میں ثابت کیا ہے جو کہ بیروت سے طبع ہو چکی ہے یہ اس موضوع پر سب سے بہترین کتاب ہے اس کی طرف رجوع کریں اور اس کا مطالعہ کریں اسی حقیقت کو بیروت کے حزب الوحدہ کے جریدہ الوحدۃ نے بھی شمارہ ربیع الاول ۱۹۸۹ء میں علامہ سابقی کے حوالہ سے تفصیل سے لکھا ہے ملاحظہ ہو رسالہ مذکورہ صفحہ ۵۲ تا ۵۵ مقالہ الاستاد نادی محمد دمشق شام گویا علامہ سابقی واحد پاکستان شیعہ عالم ہیں جن کی قابلیت کی گونج عرب ممالک کے مراکز علم میں گونجی ہے اور ان کی تحقیق کو تسلیم کیا گیا ہے ۱۹۷۳ء میں جب سرکار آیۃ اللہ سید محمود شہرودی کا انتقال ہوا اور پاکستانی طلبہ کی طرف سے مسجد ہندی نجف اشرف میں ان کی مجلس ترحیم رکھی گئی تھی اس پر ہجوم مجلس میں عراقی باشندوں کی کثرت نے شرکت کی اور بالخصوص سرکار امام خمینی سرکار آقائے

فضل زيارة مرقد زينب الكبرى (ع)

كلمة النبي الأعظم ﷺ لعلي :

« يا أبا الحسن إن الله تعالى قد جعل قبرك وقبور ولدك بقعة من بقاع الجنة وعرصة من عرصاتها وإن الله جعل قلوب نجباء من خلقه وصفوة من عباده تحن إليكم وتحتمل الأذى والمذلة فيعمرون قبوركم ويكثرون من زيارتها تقرباً منهم الى الله ومودة منهم لرسوله أولئك يا علي المخصوصون بشفاعتي الواردون حوضي وهم زواري غداً في الجنة ، يا علي من عمّر قبوركم وتعاهدها فكأنما أعان سليمان ابن داود على بناء بيت المقدس ومن زار قبوركم عدل ذلك ثواب سبعين حجة بعد حجة الإسلام » (فرحة الغري تأليف السيد غياث الدين ابن طاوس ص ٧٧) .

مرقد زينب بنت أمير المؤمنين عليه السلام في راوية الشام معروف منذ ألف سنة

لا يخفى على القارىء الكريم أن مشهد قبر زينب بقرية راوية الشام من المشهورات القوية وثبت وجود قبرها الشريف وشهرته في القرن الثاني كما ذكر العلامة الجليل الشيخ محمد حسنين السابقي النجفي الباكستاني في كتابه الجليل مرقد زينب الكبرى المطبوع في مؤسسة الأعلمي في بيروت لبنان سنة ١٣٩٩هـ وهو أحسن كتاب في تاريخ مرقد زينب (ع) فراجع إليه وطالع .

زيارة السيدة نفيسة قبر زينب (ع)

وزارت قبر ومرقد زينب الكبرى السيدة نفيسة زوجة إسحاق المؤتمن ابن الامام جعفر الصادق عليه السلام سنة ١٩٣هـ كما ذكره مترجموا السيدة نفيسة المتوفاة في القاهرة مصر سنة ٢٠٨ هـ .

وأول من بنى على قبرها هو عبيدالله بن السري بن الحكم أمير مصر، وفي سنة ٤٨٢هـ المطابق ١٠٨٩هـ أمر الخليفة الفاطمي المستنصر بالله بتجديد الضريح وسياتي بيانه إن شاء الله

Presented by www.ziaraat.com

سید ابوالقاسم خوئی سرکار آقائے سید شہید باقر الصدر اور اکثر مجتہدین نجف اشرف کی موجودگی میں علامہ سابقی نے اپنا عربی مرثیہ رقت آمیز انداز سے پڑھا:

مرثیہ عربی بیاد حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمود شہروری نجفی مرحوم تعزیت

برائے آیتہ اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم موسوی خوئی مرحوم

جو علامہ سابقی نے شب جمعہ ۲۵ شعبان ۱۳۹۴ھ کو مسجد ہندی نجف اشرف عراق میں امام خمینیؒ تعائے سید محمد باقر الصدرؒ شہید اور سرکار آقائے سید ابوالقاسمؒ خوئی کی موجودگی نیں علماء و مجتہدین و مومنین عراق و ایران کے بھرے مجمع میں پڑھا اور داد تحسین وصول کی یہ عربی ادب کا بہترین موقع اور اعلےٰ شاہکار ہے

ما للهداية كيف هد مقامها ... للشريعته نكست اعلامها
ما للمدارس عطلت احكامها ... ما للمساجد سودت استارها
نزلت فشب الى القلوب ضرامها ... ما للمشائخ اذ بكوا لرزيئة

لمصيبة بلغ السماء ظلامها ... وقواعد الدين الحنيف تصدعت
فالحوزة العصماء حل نظامها ... لله ايه نكبة حلت بنا
فتزلزلت إثرا لهوى دعامها ... من هد قبة مجدها لما هوت

افق المعارف حيث طأطأ هامها ... الله اكبر اى بدرخرعن
عم البريه بالهدى إنعامها ... اليوم غاضت ابحر العلم التى

الناس حيرى والعيون سواجم ... لرزية طاشت لها احلامها
حملوا على الاكتاف سنة احمد ... لاذت بطيب ظلها اقوامها
اابا على كنت محمود النقى ... بخصائل شأت النجوم كرامها
بكم الشريعة اثمرت اشجارها ... بكم استبان حلالها وحرامها
بكم استنارت للعلوم رموزها ... اعيت بحل عويصها افهامها

يا راحلا عنا وخلف حنوه ... قد صار يخترم القلوب ضرامها

اليوم نامت اعين بك لم تنم ... فتسهدت اخرى فعز منامها
لله لوعات الاسى قد صدعت ... قلب (الحسين) اذ الهم قتامها
وترى (علياً) باكيا لرزية ... ابلى القضاء جرت بها اقلامها

قد هد قلب محمد تبريحها ... ولواعج الاحزان طال زحامها
واماما الخوئى امسى واجداً ... والعين يهمى وبلها ورهامها
ومصيبة الاخوان شل سواعد ... فلتخش معضلة الخطوب عظامها

ابا جمال الدين انك مفجع ... لفجيعة شجت القلوب سهامها
الشقيق محمود الخصال وحلفه ... بكما لو دهت لغرينا ايامها

ولئن تشحت اقدامها ... ترفرفت اعلامها وتجلت اعوامها
فحريت خيرا عن اخ لك ناصح ... كيمينك البيضاء عز فصامها
يا مستجار الشرع ان عاث الملا ... انت الزعيم وللغرى امامها

Presented by www.ziaraat.com

فیہ ریاض اللین تعبق نائمۃ — تحکی الجنان وقد زکت آکامها
قد اینعت اثمارها ونفتحت — ازهارُ هاوتلألأت اکمامها
سمت الشریعة من جهود کم علت — هام السهاوبکم زهت اعلامها
فالحوزہ العلیاقہ افتخرت بکم — وبکم ترفّعَ فی النوادی هامها

ان نعتصم بک عند کل ملمّة — فلاء نت من ریب الزمان عصامها
بک شیدت ارکانها وبک — از دهی ایوانها والیک صار زمامها
یاکعبة الاعلام عزمقامها — فالیک تز دلفُ الحجیجُ کرامها
وببابک ازدلفت لنیل هدایة — فی اللّین او لزیارہ تعتامها

از عیم ابقاک الهیمن للوری — ببنیک صرف شؤنها ونظامها
عزنیکم لرزیة قد زعزعت — لحوانحی فتوهجت آلامها

هاکم رثاء مفجعة للسابقی — بقرائض بالمسک کان ختامها

یہ مرثیہ اس قدر مقبول و پسندیدہ قرار دیا گیا کہ بغداد کے مشہور علماء و ادباء سید عبدالستار حسنی سید محمد جودۃ کاظم قزوینی نے ان کی نقول حاصل کیں یہ پہلا موقعہ تھا کہ اکابر مجتہدین عظام کی موجودگی میں جناب علامہ ساجقی نے عربی مرثیہ پڑھ کر پاکستان کا سر فخر سے بلند کیا اور علامہ سید ساجد علی نقوی کی فرمائش پر علامہ ساجقی نے ہی عربی نوحہ لکھا جس کو پڑھتے ہوئے پنجابی طلبہ کا دستہ ماتم کرتے ہوئے مسجد

ہندی میں وارد ہوا جس کا مطلع تھا

فقد کم قدھد ارکان الھدی

نجف اشرف کی سرزمین پر پنجاب و پاکستان کے اس اعزاز کا کریڈٹ بھی علامہ ساجقی ہی کو جاتا ہے۔

علمی و تحقیقی مقام

جب اصول الشریعہ کا پہلا ایڈیشن طبع ہوا تو اس کا سب سے پہلا تحقیقی جواب جواہر الاسرار کی صورت میں دیا جب ان کی عمر اس وقت صرف بائیس برس کی تھی علامہ جلیل مجتہد بصیر ثقتہ الاسلام محمد بشیر صاحب مرحوم نے حقائق الوسائط جلد دوم صفحہ ۲۱ پر اس کتاب پر یوں تبصرہ کیا ہے۔

اگر ناظرین کرام سیر حاصل اطلاع کے متمنی ہیں تو میں خصوصیت کے ساتھ التماس کرونگا کہ وہ جناب مولانا محمد حسنین ساجقی سلمہ اللہ کی کتاب جواہر الاسرار کا ضرور مطالعہ فرمائیں یہ کتاب قائلین وحدت نوع کی کتاب اصول الشریعہ کا بہترین اور مسکت جواب ہے جس میں تمام موجودہ اختلافی مسائل پر اطمینان بخش تبصرہ ہے اور اصول الشریعہ کے ہریات کا مکمل اور مبرھن جواب دیا گیا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

علمی و تحقیقی تعاون پر

علامہ ڈھکو کا علامہ سابقی کے لئے اظہار تشکر

۱۹۶۷ء میں علامہ محمد حسین ڈھکو نے جب اپنی کتاب اثبات الامامت طبع کرانے کا عزم کیا تو اس کتاب میں پیش کردہ اکثر عبارتیں بلا حوالہ تھیں اور کئی مباحث تشنہ تکمیل تھے انہوں نے علامہ سابقی سے گذارش کی کہ وہ اس کتاب کے مسودہ کی تکمیل میں ان کی مدد کریں اور عبارات و احادیث کے حوالے تلاش کر کے ان کی نشاندھی کریں چنانچہ ۱۹۶۸ء میں جب کہ علامہ سابقی مدرسہ دارالعلوم محمدیہ میں مدرس تھے انہوں نے کمال خلوص سے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور اس کو پائیہ تکمیل تک پہنچایا چنانچہ اثبات الامامت کے پہلے ایڈیشن کے صفحہ ۳۳۵ میں ڈھکو صاحب نے یہ الفاظ لکھے "اسی طرح ناشکری ہوگی کہ اس سلسلہ میں اپنے عزیز فاضل مولانا مولوی محمد حسنین السابقی مدرس دارالعلوم کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جنہوں نے اس کتاب کے بعض مفید اضافہ جات اور حوالہ جات کی تلاش و جستجو میں کافی عرق ریزی سے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے" اگرچہ انہوں نے کمال ناشکری کے ساتھ بعد کے ایڈیشنوں میں سے یہ عبارت حذف کردی ہے بہرکیف اس سے اتنا تو ثابت ہوا کہ اگر علامہ سابقی علمی طور پر بہتی مشکل تھے جیسا کہ ڈھکو صاحب نے اصلاح الرسوم میں لکھا ہے تو ان کو اس کتاب کے اضافہ جات اور تلاش حوالہ جات میں علامہ سابقی کی مدد حاصل کرنے کی ضرورت کیوں درپیش آئی جبکہ مدرسہ میں دوسرے بھی فاضل ترین مدرسین موجود تھے ہاں مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ (اصل کتاب کا عکس ملاحظہ ہو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ

[illegible]

کتاب مستطاب

اثبات الامامت

تصنیف لطیف

سرکار حجۃ الاسلام مولانا محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر پرنسپل دارالعلوم محمدیہ سرگودھا

خاتمۃ کتاب در تقاریظ کتاب

[illegible]

[illegible]

لبنان کے سابق وزیر تعلیم کے تاثرات

لبنان کے سابق وزیر تعلیم جناب سید حسن الامین جب ۱۹۶۷ء میں

سرگودھا تشریف لائے تو مدرسہ دارالعلوم محمدیہ کی انتظامیہ کی جانب سے علامہ محمد حسنین سابقی کو ان کی ترجمانی کے فرائض سونپے گئے حالانکہ علامہ اس وقت عراق تشریف نہیں لے گئے تھے ڈاکٹر سید ابوالحسن مرحوم کی رہائش پر ساری رات دانشوران سرگودھا کے ساتھ علمی و سیاسی تبادلہ خیال ہوتا رہا اور علامہ سابقی ان کے درمیان ترجمانی فرماتے رہے جب علامہ سابقی ۱۹۷۲ء میں نجف اشرف عراق تشریف لے گئے تو وہاں انہیں ڈاکٹر سید حسن الامین نے بیروت سے خط لکھا جس میں انہوں نے تحریر فرمایا

کیف انساک وانسی تلک الایام و اللیالے التی انقضت فے سرگودھا فے منزل الدکتور السید ابوالحسن وفی غیر منزله وما لقیته منک من معنویة فے الترجمة انی فیما اعرفه فیک من مزایا لا عقد دراستک آمالا کثیرة و ستعود انشاء الله الے الباکستان بعلم غزیر و معرفه واسعة

(مکتوب ۸ رمضان ۱۳۹۳ھ) میں آپ کو کس طرح بھول سکتا ہوں اور خصوصاً" وہ دن اور راتیں جو سرگودھا میں ڈاکٹر سید ابوالحسن کے گھر میں اور دوسرے مقام پر اور جو آپ کے فرائض ترجمانی میں میں نے معنویت محسوس کی میرے لئے ناقابل فراموش ہے آپ کے نجف اشرف میں علم حاصل کرنے سے مجھے بہت ہی امیدیں وابستہ ہیں اور جو آپ کی صلاحیتیں میرے علم میں ہیں ان کے مطابق آپ انشاء اللہ نجف سے بہت زیادہ علم اور وسیع معرفت کے خزانے سمیٹ کر واپس پاکستان جائیں گے۔

اکابر مجتہدین کی طرف سے سند اختیارات حاکم شرع و "فقیہ جامع الشرائط"

نجف اشرف کے اکابر مجتہدین عظام نے علامہ سابقی صاحب کو اجازہ وکالت عطا فرمایا جس میں ان کو ان امور حسبیہ کی انجام دہی کا اختیار دیا گیا ہے جن کا تعلق حاکم شرع اور فقیہ جامع الشرائط کے علاوہ کسی سے نہیں ہوتا جیسا کہ ڈھکو صاحب کی قوانین الشریعہ جلد دوم صفحہ ۳۲۸ میں نجم الدین سامرائی کی سند میں اس کا ذکر موجود ہے فقہاء کی اصطلاح میں امور حسبیہ سے مراد وہ موجب اجر و ثواب رفاہی کام ہیں جن پر نظام و مصالح عباد کا دار و مدار ہے مثلاً" اقامت حدود شرعیہ' تعزیرات' دفاعی پروگرام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فتوے جاری کرنا شرعی فیصلے کرنا لاوارثوں اور یتیموں کی کفالت کا انتظام کرنا کم سن بچوں اہل جنون مفلسین کے اموال کی حفاظت کرنا گویا جن امور پر احسان و برو معروف کا اطلاق ہوتا ہے وہ امور حسبیہ کے مصداق ہیں جن کا تعلق براہ راست خود مجتہد جامع الشرائط سے ہوتا ہے اور اسی کو اختیار ہوتا ہے وہ کسی ثقہ صاحب علم شخص کو ان کے اختیارات عطا کرے لہٰذا اس لحاظ سے جناب استاذی المکرم علامہ سابقی صاحب کا علمی مقام ناقابل انکار حقیقت ہے جن اکابر مجتہدین کی طرف سے ان کو یہ وکالت نامہ اور اختیارات حاکم شرع و فقیہ جامع الشرائط تفویض کئے گئے ہیں ان کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم الموسوی الخوئی نجف اشرف
۲۔ سرکار آیۃ اللہ سید حسین آل بحرالعلوم نجف اشرف
۳۔ سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ سید عبداللہ بن محمد طاہر شیرازی مشہد
۴۔ سرکار آیۃ اللہ سید محمد رضا گلپائگانی قم مقدسہ

Presented by www.ziaraat.com

۵۔ سرکار آیتہ اللہ العظمیٰ سید عبدالاعلیٰ سبزواری نجف اشرف
۶۔ سرکار آیتہ اللہ العظمیٰ مرحوم ابوالمعالی سید شہاب الدین مرعشی قم
۷۔ سرکار آیتہ اللہ الشیخ علی کاشف الغطاء نجف اشرف
۸۔ سرکار آیتہ اللہ العظمیٰ الشہید سید محمد باقر الصدر نجف اشرف
۹۔ سرکار آیتہ اللہ العظمیٰ السید ابراہیم الموسوی الزنجانی دمشق
۱۰۔ سرکار آیتہ اللہ العظمیٰ الشیخ میرزا حسن الحائری الاحقاقی کویت
۱۱۔ سرکار آیتہ اللہ العظمیٰ مرحوم سید محمد کاظم شریعتمدار قم مقدسہ

لہٰذا محض ذاتی انا اور سستی شہرت کے شوق سے کسی دوسرے صاحب صلاحیت عالم محقق کو رقابت اور حسد کی بھینٹ چڑھا کر نشی مشکل کہہ دینا یہ اہل علم کی زبان نہیں ہے چہ جائیکہ یہ کسی دعویدار اجتہاد کے لئے زیب دیتی ہو۔

ترجمہ اجازہ مبارکہ حضرت آیتہ اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم خوئی مرحوم

بعد از حمد و درود بر محمد و آل محمد طاہرین ثقۃ الاسلام آقائے شیخ محمد حسنین سابقی دام توفیقہ میری طرف سے ان امور حسبیہ خیریہ کو بجالانے کے مجاز ہیں جو کہ فقیہ جامع الشرائط کی اجازت پر موقوف ہوتے ہیں نیز وہ میری طرف سے امام زکوٰۃ مظالم نذر مطلق مال مجہول المالک وغیرہ مومنین سے وصول کرنے کے بھی مجاز ہیں اور ان کو اختیار دیا جاتا ہے کہ یہ حقوق شرعیہ موصولہ میں سے نصف طلاب مدرسہ وغیرہ پر صرف فرمائیں اور باقی نصف ہمارے وکیل حاجی ک سی ابراہیم کو کراچی پہنچا دیں اور رسید وغیرہ لے کر مالکان کو پہنچائیں میں ان کو تقویٰ اور راہ اختیار پر گامزن رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور تمام مومنین کو میرا سلام ہو۔

۴ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ دستخط و مہر سید ابوالقاسم خوئی

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه محمد وآله الطاهرين

Presented by www.ziaraat.com

توثیق و تجدید اجازہ منجانب آیتہ اللہ العظمیٰ سید محمد رضا گلپاء گانی مرحوم قم مقدسہ (جنہوں نے امام خمینی کی نماز جنازہ پڑھائی)

متن اجازہ مذکورہ میں جو کچھ مرقوم ہے موصوف صاحب اجازہ میری طرف سے بھی ان امور کو بجالانے کے مجاز ہیں

دستخط مہر سید محمد رضا موسوی گلپاء گانی

اجازہ مبارکہ آیتہ اللہ العظمیٰ سید عبد اللہ شیرازی از نجف اشرف عراق

بعد از حمد و صلوات اہل ملتان کے مومنین پر مخفی نہ رہے کہ عماد الاعلام الکاملین ثقتہ السلام والمسلمین شیخ محمد حسنین سابقی نجفی امور حسبیہ شرعیہ کی بجا آوری کے لئے میری جانب سے وکیل و مجاز ہیں یعنی وہ امور جو شرائط کے مطابق حاکم شریعت کی اجازت سے وابستہ ہوتے ہیں اسی طرح ان کو اجازت ہے کہ وہ حقوق مالیہ شرعیہ سہم سادات سہم امام زکوۃ مال مجہول المالک رد مظالم نذورات و

کفارات وصول کریں اور ان کی شرعی مقامات اور طلاب مدرسہ و علوم دینیہ پر صرف کریں اور سہم امام علیہ السلام میں سے نصف اپنی یا مستحقین کی ضروریات پر صرف کر کے باقی نصف حوزہ علمیہ نجف اشرف کے امور کو جاری رکھنے کے لئے ہماری طرف ارسال کریں اور ہم سے رسیدات وصول کر کے مالکان تک پہنچائیں مومنین کرام ان کے وجود شرف کو غنیمت سمجھیں اور ان سے رشد و ہدایت حاصل کریں اور میں ان کو وصیت کرتا ہوں کہ یہ تقویٰ اور راہ احتیاط سے دامن گیر رہیں ان پر اور جملہ برادران ایمانی پر میرا سلام ہو

نجف اشرف ۲۸ ر اج ر ۱۳۹۴ھ

دستخط و مہر شریف

عبد اللہ بن سید محمد طاہر شیرازی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف المرسلين محمد وعترته الطيبين الطاهرين
وبعد: لا يخفى على إخواننا المؤمنين الكرام من أهالي (ملتان) وفقهم الله تعالى للخيرات
أن جناب عماد الأعلام الكاملين ثقة الإسلام والمسلمين الشيخ محمد حسنين السابقي النجفي
دامت تأييداته العالية وكيل عنا ومجاز من قبلنا في تصدي الأمور الحسبية الشرعية
المنوطة بإجازة الحاكم الشرعي الجامع للشرائط وكذلك في قبض الحقوق الشرعية
كسهم السادة العظام والزكاة ومجهول المالك ورد المظالم والنذورات والكفارات وغيرها
وصرف هذه الحقوق على الموارد المنطبقة شرعاً وعلى طلاب العلوم الدينية الموجودين
هناك وأما سهم الإمام عليه السلام فإنه يصرف بمقدار النصف منه لمصارفه الشخصية
ومصارف غيره ممن يراه مستحقاً ويرسل الباقي إلينا لإدارة شؤون الحوزة العلمية
صانها الله عن الأخطار ومصارف رجال العلم والدين دامت توفيقاتهم العالية
ويأخذ منا الوصولات ويعطيها لأصحابها والمأمول من الإخوان المؤمنين الأعزاء
أن يغتنموا وجوده الشريف ويسترشدوا بهديه وأوصيه بملازمة التقوى
ومراعاة جانب الاحتياط فإنه سبيل النجاة والسلام عليه وعلى المؤمنين جميعاً ورحمة الله
النجف الأشرف ٢٨/ذح/١٣٩٤هـ عبد الله بن السيد محمد طاهر
الشيرازي

Presented by www.ziaraat.com

اجازۂ مبارکہ استاد المجتہدین سرکار آقا سید عبدالاعلیٰ موسوی سبزواری مرحوم نجف اشرف عراق

بعد از درود و سلام عرض ہے کہ عماد الاعلام حجۃ الاسلام و المسلمین آقائے الحاج محمد حسنین سابقی نجفی جو کہ بندگان خداوندی کی ہدایت اور احکام شریعت کی نشرو اشاعت میں جدیت رکھتے ہیں میں مومنین کرام سے ملتمس ہوں کہ وہ ان کا احترام و اکرام کریں اور شرعی مسائل میں ان سے استفادہ کریں ان کو میری جانب سے امور حسبیہ شرعیہ کی نگرانی و انجام دہی کے علاوہ احادیث معتبرہ کی روایت اور حقوق شرعیہ کی وصولی کی اجازت دیتا ہوں اور اس بات کی بھی اجازت دیتا ہوں کہ یہ سہم امام وصول کرکے بقدر ضرورت خود خرچ کریں اور باقی ماندہ یہاں مرکز نجف اشرف کو بھجوائیں اور ان کو زہد و تقویٰ کی وصیت کے ساتھ امیدوار ہوں کہ یہ مجھے دعائے خیر سے فراموش نہ کریں میں بھی ان کو نہ بھولوں گا

دستخط و مہر

نجف اشرف

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ　　عبدالاعلیٰ موسوی سبزواری

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خير خلقه محمد وآله الطيبين الطاهرين واللعنة الدائمة على اعدائهم اجمعين الى يوم الدين وبعد فجناب مستطاب عماد الاعلام حجة الاسلام والمسلمين آقاى حاج شيخ محمد حسنين السابقي النجفي دامت تائيداته جديت در نشر احكام و ارشاد انام دارند مؤمنين دامت توفيقاتهم تقدير و تجليل از ايشان نمايند و در مسائل ابتلائيه شرعيه از ايشان استفاده فرمايند و معظم له مجاز اند از اين جانب در نقل احاديث معتبره از كتب معتمده و در تصدى امور حسبيه مع الاحتياطات اللازمة و از طرف اينجانب مأذون اند در قبض حقوق شرعيه و سهم امام مبارك و تصرف بقدر احتياج و ايصال بقيه را باينجانب كه انشاء الله در ترويج دين خداوند متعال و اوليائه العظام مصرف شود و اوصيه بالتقوى والاحتياط فى جميع الحالات وان لاينسانى من صالح الدعوات كما لا انساه ان شاء الله تبارك وتعالى

النجف الاشرف　　عبد الاعلى الموسوى السبزوارى

٢٣ ع ٢
١٣٩٥

Presented by www.ziaraat.com

اجازہ مبارکہ حضرت آیتہ اللہ السید حسین بن محمد تقی آل بحرالعلوم جامع الشیخ طوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نجف اشرف عراق

بعد از حمد و درود بر محمد و آل محمد میرے لئے فخر ہے کہ مجھ سے علم الاعلام ناصر السلام مروج الاحکام سماحۃ الحجۃ المفضال شیخ محمد حسنین سابقی نجفی نے اجازہ کی فرمائش کی ہے اور میں بھی ان کے علمی اور باوثوق مقام کے پیش نظر ان کو تمام امور حسبیہ کو انجام دینے کا اجازہ دیتا ہوں کہ وہ حقوق شرعیہ مالیہ زکوۃ خمس رد مظالم مجہول المالک نذور کفارات اثلاث وصیت لقطات عام خیرات و مبرات کے اموال جن کی بازگشت حاکم شرع سے وابستہ ہوتی ہے وصول کریں اور مقدار ضرورت دینی منصوبوں موسسات خیریہ اعانت فقراء و مساکین پر صرف کریں اور باقی ماندہ رقوم حوزہ علمیہ نجف اشرف کی مادی مضبوطی کے لئے ہمیں ارسال کریں جو کہ معنوی لحاظ سے برکات امیر المومنین علی علیہ السلام سے پہلے ہی مستحکم ہے میں ان سے ملتمس دعا ہوں اور امید وار ہوں کہ وہ مسئولیت مرجعیت کے قیام میں ہماری مدد کریں گے

نجف اشرف عراق

دستخط و مہر

سید حسین تقی آل بحرالعلوم

یکم شوال ۱۴۱۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين محمد (ص) وعلى آله الطيبين الطاهرين

وبعد، فقد استجازني - ولي الخير - علم الأعلام، وناصر الإسلام، ومروج الأحكام سماحة الحجة المفضال الشيخ محمد حسنين السابقي النجفي - حفظه الله ورعاه - فأجزته وأذنت له في مزاولة جميع الأمور الحسبية - التي ترجع إلينا - كما أذنت له - بحكم ثقتنا به دينه ومقامه العلمي - أن يتسلم هنا جميع الحقوق الشرعية والمالية من أصحابها: كالزكوات والأخماس ورد المظالم ومجهول المالك والنذور والكفارات والأثلاث واللقطات، وعامة الخيرات والمبرات التي مرجعها إلى الحاكم الشرعي، وقد خولناه في صرف ذلك على نفسه بمقدار الحاجة والكفاية، ومن ثم على المشاريع الدينية، والمؤسسات الخيرية، وإعالة الفقراء والمساكين والأرامل واليتامى، وإذا أمكنه - بعد ذلك - إرسال شيء إلينا لدعم الحوزة الدينية في النجف الأشرف - ماديا - بعد دعمها المعنوي ببركة الإمام أمير المؤمنين - عليه السلام - وأخيرا أسأله الدعاء في مظان الاستجابة في أن يمنحنا على أنفسنا بالصبر والنامرة على القيام بمسؤولية المرجعية وأعبائها الثقيلة علينا، وستصلكم رسالتنا العملية «موجز الأحكام» بأجزائها الثلاثة، وبعض الكتب والنشرات بواسطة الزائرين إن شاء الله تعالى، والسلام عليكم وعلى عامة المؤمنين - من حولكم - ورحمة الله وبركاته،

النجف الأشرف العراق

غرة شوال ١٤١٥هـ

الداعي: الحسين التقي آل بحر العلوم

Presented by www.ziaraat.com

دینی و شرعی مراکز کی تعمیر

علامہ ساجتی نے پاکستان میں جو خدمات علیہ انجام دی ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں ہے متعدد دینی مدارس اور تیس سے زیادہ امام بارگاہیں اور مساجد آپ نے تعمیر کرائی ہیں آپ کی تالیف و ترجمہ شدہ کتب مطبوعہ کی تعداد ۶۰ کے قریب ہے یہ آپ ہی کا علمی شاہکار ہے کہ کئی کتب کے فارسی سے عربی سے ترجمے کئے اور کئی کتب کے عربی سے اردو میں ترجمے کئے ناموس صحابہ بل کا علمی جواب جو انسداد فرقہ واریت کا بہترین سدباب ثابت ہوا آپ نے اس کا مسودہ صرف دو دن اور دو راتوں میں فخر قوم جناب آغا مرتضیٰ پویا کے گھر اسلام آباد میں مکمل کیا اور فوٹو اسٹیٹ کرا کے سینکڑوں کی تعداد میں سینیٹ اور قومی اسمبلی میں تقسیم کرائے وہ مسودہ فرقہ واریت اور اس کا سدباب کے نام سے لاہور سے طبع ہوا اور ہر طبقہ سے خراج تحسین وصول پایا سرکار حجت قائم علیہ السلام کے خلاف اعظم طارق کی تقریر کا مدلل جواب برہان الایمان فی معرفتہ صاحب الزمان لکھ کر طبع کرایا ان علمی کارناموں کی قدر و منزلت ان لوگوں کو ہی معلوم ہے جو صاحبان ذوق ہیں۔

علمی تصنیفات

۱۔ جواہر الاسرار جو اصول الشریعہ کا سب سے پہلا جواب منظر عام پر آیا۔

۲۔ مرقد العقیلہ زینب عربی مطبوعہ بیروت

۳۔ العقد المنضوم فی عقد ام کلثوم عربی غیر مطبوعہ

۴۔ شمشیر مسموم فی رد عقد ام کلثوم مطبوعہ فیصل آباد بجواب مولوی محمد صدیق اہل حدیث تاندلوی

۵۔ شہادت ثالثہ دو بار طبع ہوئی۔

۶۔ سیرت فضہ

۷۔ میزان العقائد

۸۔ زیارت ناحیہ

۹۔ قواعد الشریعہ ۴ جلد

۱۰۔ فرقہ واریت اور اس کا سدباب

۱۱۔ سیرت زینب الکبریٰ زیر طبع

۱۲۔ تاریخ بلال

۱۳۔ تاریخ حوزہ علمیہ نجف اشرف

۱۴۔ متضاد عقائد

۱۵۔ ترجمہ احکام الشیعہ ۲ جلد

۱۶۔ ترجمہ ثالثہ شیعیاں فارسی سے عربی

۱۷۔ ترجمہ ولایت از دیدہ گاہ قرآن فارسی سے عربی

۱۸۔ ترجمہ ہدیتہ المستبصرین فارسی سے عربی

۱۹۔ عبقریتہ الشیخ الاوحد عربی مطبوعہ کویت

۲۰۔ مصباح الادیب و مقباس الاریب عربی

۲۱۔ مصباح الہدایتہ عربی سے اردو ترجمہ

۲۲۔ احکام خمس و زکوۃ

۲۳۔ برہان الایمان فی معرفتہ صاحب الزمانؑ

ان کے علاوہ متعدد رسائل مقالہ جات پمفلٹ جوابات مسائل
کے قلم سے نکلے ہیں ان کی تعداد جملہ ساٹھ کے قریب بنتی ہے یہ بہت بڑا عل
ہے۔ جس کی قدر و منزلت سے وہی لوگ باخبر ہیں جو ان مراحل سے گذرے
آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ استاذی المکرم کو زیادہ سے زیادہ خدم
کے لئے موفق فرمائے

نذر عباس حیدر

۷ فروری ۶

Presented by www.ziaraat.com

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی جعلنا من الشیعۃ الامامیۃ الاثنی عشریۃ وصلی اللہ علی محمد و آلہ الاطہار سادۃ البریۃ والحجج الالہیۃ ولعنۃ اللہ علی مناوئیہم و معاندیہم ذوی الطبائع الدنیئۃ و منکری فضائلہم الخفیۃ والجلیۃ اما بعد

اللہ تعالی کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے آمین مہربان دوست مرحوم سید غلام علی شاہ شیرازی صاحب کو انہوں نے ایک لطیفہ آج سے بیس سال پہلے سنایا تھا کہ میرے ڈیرے پر ایک دن کوئی شخص ہاتھ میں جھاڑو لئے صفائی کرتا ہوا نظر آیا جس کو میں نے اپنے ہاں صفائی پر تعینات نہیں کیا تھا میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو اور کس کی اجازت سے یہاں صفائی کر رہے ہو وہ عاجزی و انکساری سے کہنے لگا حضور میں سیدوں کا ایک ادنی غلام ہوں بس آپ حضرات سادات عظام کی نوکری کو عبادت سمجھتا ہوں مجھے اس کے خلوص پر شبہ ہوا میں نے اس کی نگرانی شروع کر دی بعد میں یہ حقیقت واضح ہوئی کہ یہ کوئی عادی چور تھا جو بظاہر جھاڑو اٹھا کر صفائی کی آڑ لیتا تھا اور در پردہ ڈیرے سے قیمتی چیزیں چرانے کا خواہشمند تھا اور دھر لیا گیا اسی طرح آج کے مدعیان اصلاح بزرگوں نے بھی اصلاح الرسوم کے جھاڑو ہاتھ میں لے کر قوم شیعہ کے پر رونق احاطے میں صفائی کا دعوی کر کے خدمت شروع کر دی ہے اور اسی آڑ میں اذان میں علی ولی اللہ ماتم زنجیر زنی فاتحہ و قل خوانی اور نہ معلوم کون کون سی قیمتی اشیاء کو چرانے اور شیعوں کو ان سے محروم کرنے کی سازش کی ہے مگر الحمد اللہ کہ مذہب کے نگرانوں نے ان کی چوریاں پکڑ لی ہیں جو لوگ تیس سال سے شیعوں کے عقائد کی اصلاح کرنے کے نعرے لے کر میدان میں

اترے اور اپنے دعوی اجتہاد سے اپنا رعب و سکہ جمانے کا کام خوب کیا مگر اب حال یہ ہوا کہ اپنے ساتھیوں نے بھی ان کے خلاف تبرا بازی شروع کر دی ہے اور اس بزرگ نے اصلاح الرسوم میں قوم کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ بارہ سو سال سے قوم میں پہلے پیدا ہونے والے کل مجتہدین بدعت نواز بدعتوں کے پشت پناہ اور حامی رہے ہیں اور قوم بالکل یہودیوں نصرانیوں ہندوؤں کے رسوم و رواجات کو عبادت سمجھ کر ڈیڑھ صدی سے اپنے ثواب ضائع کر رہی ہے اب میں ان کو مسلمان کرنے آیا ہوں اگرچہ چند سالوں سے مظلوم شیعہ ایسے ہی سازشوں کے بچھائے ہوئے جالوں کے رد عمل میں بیرونی جارحیت اور مسلسل قتل و غارت اور بد امنی کا شکار تھے ہم نے بھی قومی مفادات کو مد نظر رکھتے ہوئے اندرونی اختلاف سے ہٹ کر بیرونی محاذوں پر قلمی دفاع شروع کر دیا تھا اور ہم پسند نہیں کرتے تھے کہ ایسے نازک اور پر خطر حالات میں داخلی ماحول میں بد مزگی پیدا ہو مگر افسوس ہے کہ ایسے خلفشار میں جبکہ قوم ابھی اپنے تازہ شہیروں کے لوگ میں صف ماتم پر بیٹھی تھی شیعوں میں داخلی انتشار کی آگ کو بھڑکانے کے لئے کسی سوچی سمجھی سازش کے ماتحت اصلاح الرسوم کو درمیان میں اچھال کر باہمی جنگ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی گویا سرگرم نظریاتی میدان جنگ میں دشمن کو نیا ہتھیار خود ہمارے جرنیلوں نے فراہم کر دیا۔ شیعہ دشمن مراکز میں ایک دوسرے کو مبارک باد دی گئی اور سازش کی کامیابی پر بغلیں بجائی گئیں ہمارے پاس کم و بیش پانچ سو کے قریب خطوط اور ٹیلیفون آئے کہ آپ اس کا جواب لکھیں ورنہ یہ کتاب عدالتوں اور اسمبلیوں تک ہمارے خلاف ایک حوالہ اور دستاویز کے طور پر استعمال کی جائے گی ہم نے بادل نخواستہ اس کا جواب لکھ دیا ہے اور عزیزم مولانا نذر عباس حیدری کیلئے دعا گو ہیں کہ انہوں نے مختلف کتب خانوں سے مطلوبہ کتب فراہم کر دیں اور طباعت کے مراحل میں باوجود نامساعد حالات اور پریشان حالی کے تگ و دو کی اس

Presented by www.ziaraat.com

جواب کا اصل مقصد صرف غیر شیعہ حضرات کی حوصلہ شکنی ہے ہم نے اس کتاب میں سے صرف ان اعتراضات اور طعن و تشنیع کے اقدامات کا جواب دیا ہے جن کا تعلق براہ راست شیعہ مسلک سے تھا اسی لئے ہم نے اس کا نام (رسوم الشیعہ فی میزان الشریعہ) رکھا ہے اور ہم اپنے بریلوی بھائیوں سے معذرت خواہ ہیں کہ نام نہاد شیعہ مجتہد نے بلا وجہ دیو بندیوں کو خوش کرنے کے لئے ان کے خلاف الزامات اور بد زبانیوں کے تیر نشتر چلانے کی پہل کی ہے تاکہ شیعوں اور بریلویوں کے قدیمی اتحاد کو نقب لگا دی جائے تاہم ان کے علماء خود ہی اپنے موقف کا بہتر دفاع کر سکتے ہیں اور ہم نے اس کتاب میں کم و بیش دو سو سے زیادہ کتب معتبرہ معروفہ سے قوم کو ایسے نایاب معلومات بھی فراہم کر دیئے ہیں جن کا ابھی عربی سے اردو میں ترجمہ نہیں ہوا تھا آخر میں اپنے علم دوست طبقہ سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو ہر شیعہ گھر میں پہنچا کر آنے والی نسلوں کو وہابیوں اور مقصروں کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ کر کے محمد و آل محمد ﷺ کی امانت "علوم حقہ دینیہ" کی اشاعت میں حصہ دار بن جائیں **وما توفیقی الا باللہ وعلیہ توکلت والیہ انیب**

الاحقر

الحاج محمد حسنین السابقی النجفی

۲۱ ماہ مبارک رمضان ۱۴۱۶

مدرسہ جامعہ الثقلین ملتان

اصلاح الرسوم کیوں لکھی گئی

صدیوں سے ہمارا یہ خطہ پاکستان محبت محمد و آل محمد علیہم السلام کا گہوارا چلا آرہا ہے سنی بریلوی اور شیعہ حضرات مل کر مجالس محرم الحرام و ایام مسرت میلاد النبیؐ ۱۳ رجب ۳ شعبان نو روز کے جشن مناتے تھے در حقیقت عزاداری کی کل رونقیں اور سوگواروں کا بے پناہ ہجوم بریلوی اہل سنت کے مخلصانہ تعاون کا مرہون منت ہے سب لوگ آنحضرتؐ صلعم کی خلقت نورانی علم غیب حاضر ناظر استمداد کے مسائل پر متفق تھے شیعوں میں عقائد کے اختلاف کی پہلی چنگاری حافظ سیف اللہ نے پھینکی پھر اس کو جناب علامہ ڈھکو نے مزید ایندھن فراہم کر کے شیعوں کو عقائد و قیادت میں دو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ابھی کچھ عرصہ سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ مولوی سمیع الحق کی زیر قیادت شیعہ علماء کو سیاسی ضرورت پڑنے پر قریب کر لیا گیا اور ایک ہی اسٹیج پر انجمن سپاہ صحابہ کو شیعہ علماء کے ساتھ بٹھانے کی کوشش کی مگر شیعہ علماء نے محسوس کیا کہ دیو بندی مولویوں کی اکثریت اپنے مزاج کی وجہ سے ان سے مانوس نظر نہیں آتی کیونکہ ان کو علم ہے کہ شیعہ اکثریت ہمارے مزاج سے ہم آہنگ نہیں ہے اسی روایت کو توڑنے اور دیو بندی بھائیوں کو مانوس کرنے کے لئے اور یہ ثابت کرنے کے لئے کہ ہمیں بریلویوں سے زیادہ دیو بندیوں سے دلی عقیدت چند مخصوص ذہنوں کی ملی بھگت اور طے شدہ منصوبہ کی وجہ سے اچانک یہ کتاب تاش کے پتے کی طرح پھینک دی گئی ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس کتاب میں مولف نے اپنے سابقہ فتوؤں کا پینترا اچانک تبدیل کیا اور ساتھ ساتھ بریلویوں اور شیعوں دونوں کے خلاف تلخ لہجہ استعمال کرتے ہوئے دونوں کو بدعت پرست بد عقیدہ مشرک ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان مرحوم کی کتابوں سے ایسا مواد تلاش کر کے پیش کیا گیا ہے کہ جو دیو بندی مسلک کی تائید کرتا ہو تاکہ بریلویوں اور شیعوں کا قدیمی اتحاد تار تار ہو

Presented by www.ziaraat.com

جائے اور عزاداری کو نقصان پہنچے کتاب کی چند خصوصیات ملاحظہ ہوں

شیعوں کی زبردست توہین و تذلیل

جہاں مولف نے ۸۳ پر علماء و خطباء شیعہ کو ضال، مضل، جاہل، دین فروش نام نہاد مبلغ کر کے ان کو ننگی گالیاں دی ہیں وہاں مصنف شیعوں کو شیعہ کہنے پر بھی راضی نہیں لگتے بلکہ ان کو محض دعویدار محبت کہہ کر درحقیقت دشمن قرار دیا ہے اصلاح الرسوم ص ۹۶ میں ہے " خاندان رسالت کی محبت و پیروی کے دعویدار بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے" دوسرے مقام پر ص ۱۶۷ پر لکھتے ہیں " اگر ہماری ان جاہلانہ رسموں کو دیکھتے ہوئے دشمنان اہل بیت ہمیں گھوڑا پرست قوم کہتے ہیں تو اس سے ناراض ہونے اور ان پر نزلہ گرانے کی بجائے اپنی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے" یعنی ہمیں یہ نام قبول کرنا چاہئے اور اس سے راضی ہونا چاہئے کہ ہم واقعی گھوڑا پرست قوم ہیں ص ۳۱۳ پر لکھتے ہیں کہ ابن عربی کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک بزرگ کی میں نے زیارت کی ہے جن کو شیعہ خنزیر کی شکل میں نظر آتے ہیں شیخ عبدالقادر کہتے ہیں کہ شیعہ اس امت کے یہودی ہیں حالانکہ اگر یہ اقوال کسی اور کے بھی تھے تو ان کے الفاظ کو اس طرح بھی لکھ سکتے ہیں کہ " انہوں نے شیعوں کے بارے میں نازیبا کلمات استعمال کئے ہیں" پھر پوری کتاب میں جگہ جگہ شیعوں کی رسوم کو ہندوؤں یہودیوں نصرانیوں کی رسوم سے تشبیہ دے کر دیوبندیوں کی آشیر باد حاصل کی ہے جو پہلے ہی شیعہ کافر کافر کے نعرے لگا رہے ہیں تاکہ ان کو اطمینان ہو سکے کہ شیعوں میں ایک ایسی جماعت بھی ہے جو کافی امور و معاملات میں ان سے قریب تر اور موافق ہے

شان رسالتؐ میں گستاخانہ کلمات

اصلاح الرسوم کی زبان از حد گھٹیا ہے مثلاً " ناک کٹنے کی لفظیں اب مہذب معاشرہ میں غیر مستقل ہو چکی ہیں ان کا استعمال دیہاتوں اور غیر تعلیم یافتہ

طبقہ میں محدود ہو کر رہ گیا ہے مگر مولف نے اس لفظ کو کئی جگہ دہرایا ہے حتی کہ سردار دو جہاں والئی کون و مکان حضرت ختمی مرتبت فخر رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی معاف نہیں کیا اور ان گستاخانہ فقروں کو لکھ ڈالا کہ شاید رشدی بھی اس قدر حد سے نہ گزرتا صفحہ ۱۸۸ میں لکھا ہے " اگر شہنشاہ دین و دنیا کی ناک یہ سادہ اور مختصر جہیز دینے سے نہیں کٹی تو ہماری ناک کیوں کٹتی ہے (استغفر اللہ واتوب الیہ) مسلمان تو آنحضرتؐ کے اعضاء بدن دست مبارک موئے مبارک قدم مبارک کہہ کر ادب سے نام لیتے ہیں مگر ایسا گستاخانہ فقرہ اگر ڈھکو صاحب کے حق میں لکھ دیا جائے تو وہ بھی لکھنے والے کو جاہل بے ادب، ضال مضل کہنے پر مجبور ہو جائیں بہتر تو یہی تھا کہ اس مفہوم کی ادائیگی ان الفاظ سے کر دی جاتی کہ اگر اس قدر سادہ جہیز دینے سے سرکار دو عالم کی عزت و عظمت قدر و منزلت میں فرق نہیں آیا تو ہمیں کس وجہ سے احساس خفت ہونے لگتا ہے "

کتب مخالفین سے حجت قائم کرنے کی کوشش

مصنف نے شیعہ خطباء کو تو یہ مشورہ دیا ہے " کہ مخالفین کی روایات نقل کرنے کی بجائے اپنے پیشوایان دین ائمہؑ ہدی کے فرامین پر اکتفا کریں اصلاح الرسوم ص ۱۴ مگر خود اصلاح الرسوم میں غیروں کے حوالوں سے شیعوں پر حجت قائم کی ہے مثلاً" ص ۱۱۷ پر نماز فریضہ کے بعد مصافحہ کرنا بدعت لکھا ہے مگر ثبوت کے لئے اپنی کتب سے کوئی حدیث پیش کرنے کی بجائے شرح مشکوۃ اور الاعتصام شاطبی کا حوالہ پیش کیا ہے مشاہد مقدسہ کی طرف جنازے منتقل کرنے کو بدعت ثابت کیا ہے مگر کسی معصوم کا فرمان پیش کرنے کی بجائے فتاوی رضویہ کا حوالہ دیا ہے جو شیعوں پر حجت نہیں ہے ملاحظہ ہو اصلاح الرسوم ص ۲۶۱ نیز ہاتھ اٹھا کر سلام کرنے کو یہودی اور نصرانی حضرات کا عمل قرار دیا ہے مگر حوالہ کنز العمال کا ہے جو

Presented by www.ziaraat.com

غیروں کی کتاب ہے کوئی قولِ امامؑ پیش نہیں کیا اصلاح الرسوم ۲۹۹ نیز رسم شبینہ یعنی رات بھر میں قرآن ختم کرنے کو مکروہ لکھا ہے مگر حوالہ دیو بندیوں کے مولانا اشرف علی تھانوی کی اصلاح الرسوم کا دیا ہے کہ انہوں نے سات دلائل سے اس کو مکروہ ثابت کیا ہے ملاحظہ ہو اصلاح الرسوم ہذا ص ۲۲۸ یہ بھی دیوبندی حضرات کو خوش کرنے کی ایک تحریک ہے اور شیعہ قوم کو عملاً "اتباع اہل بیت اطہارؑ اور تقلید مراجع عظام عراق و ایران کی بجائے دیوبندی حضرات کی تقلید کرانے کی سازش کی جا رہی ہے

اسلامی مذاہب میں باہمی نفرت انگیزی

علماء شیعہ کا فرض یہی ہے کہ وہ دیگر مذاہب کی رسوم کو طعن و طنز کا نشانہ بنانے کی بجائے اپنی ہی قوم کی ہدایت و راہنمائی کے فرائض انجام دیں یہی وجہ ہے کہ مصنف نے خطباء و اہل منبر اور ذاکرین کو یہی مشورہ دیا ہے "مخالفین کی روایات نقل کرنے کی بجائے وہ اپنے پیشوایان دینؑ کے فرامین پر اکتفاء کریں اور اپنی قوم کی اصلاح کریں موسیٰ بدین خود عیسیٰ بدین خود (کتاب ہذا ص ۱ ص ۴۱) مگر انہوں نے اس کتاب میں شیعوں کے ساتھ بریلویوں کو بدعتی اور گمراہ ثابت کرنے پر پورا زور لگایا ہے بلکہ کئی مقامات پر تورا کشتی کے طور پر دیوبندیوں پر بھی گرجے برسے ہیں صفحہ ۲۶۴ پر لکھتے ہیں بعض لوگوں کو بزعم خود توحید کی زیادہ پاخر لگ گئی ہے " ہم نہیں سمجھ سکے کہ پاخر لکھنؤ کی اردو ہے یا دہلی کی تاہم توحید تو شرک کے مقابلہ میں ایک عقیدہ حق ہے جن پر اسلام کی بنیاد قائم ہے یہ کوئی خارش کی بیماری نہیں ہے کسی کو زیادہ لگ جائے تاہم یہ عبارت از حد ادب سے گری ہوئی ہے بہر حال اگر مصنف دیوبندیوں بریلویوں اور شیعوں سب کے مشترکہ مجتہد ہیں اور سب کے مصلح ہونے کے دعویدار ہیں تو وہ جانے اور ان کا مذہب جانے یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ شیعہ قوم پر نازک وقت میں ایسی کتاب لکھنا اتحاد بین المسلمین پر کند

چھری کی طرح خطرناک ہے جس سے باہمی فرقہ واریت اور تفرقہ پردازی اور باہمی نفرت کا ایک نہ رکنے والا طوفان اٹھ سکتا ہے

مولف کا اپنے فتووں سے تضاد

باعث حیرت ہے کہ مصنف بھی خود ہی فتاوی میں تلون مزاجی اور تضاد کا شکار ہیں انہوں نے اصلاح الرسوم ص ۱۱ر۱۳ پر ثابت کیا ہے کہ مذہب شیعہ خیر البریہ میں ہر قسم کی بدعت حرام ہے بدعتی لوگ مشرک ہیں ان کے اعمال عبادات رائیگاں جائیں گے ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں ہے جو بدعتی کے سامنے مسکرایا اس نے اسلام کی خرابی میں مدد کی بدعت وہ چیز ہے جو آنحضرتؐ کے بعد ایجاد ہوئی ہو جو شریعت میں وارد نہ ہوئی ہو ہر چیز جس پر بدعت کا اطلاق ہے وہ حرام ہے جس کو آنحضرتؐ نے ضلالت قرار دے کر پائے استحقار سے ٹھکرا دیا ہے مگر خود مصنف نے جن باتوں کو اصلاح الرسوم میں بدعت و حرام و گمراہی قرار دے کر ان کے خلاف جہاد کرنے کا دعوی کیا ہے ان کو قوانین الشریعہ میں مکروہات میں گنا ہے جس کی تفصیل ملاحظہ ہو

(۱) قوانین الشریعہ جلد اول ص ۱۹۳ میں ہے کہ قبر پر قبہ و بناء (عمارت تعمیر کرنا مکروہ ہے (۲) قبر کو کوہان نما مسنم بنانا مکروہ ہے مگر اصلاح الرسوم ص ۲۵۷ میں لکھا ہے کوہان نما قبر اور قبہ بنانا غلط رسموں میں سے ہے یہودیوں کا شعار ہے (۳) الصلوۃ خیر من النوم کو اذان کے مکروہات میں شمار کیا ہے قوانین الشریعہ جلد اول ص ۲۱۷ مگر ص ۲۱۸ اور پھر اصلاح الرسوم ص ۹۶ کو بدعت عمر قرار دیا (۴) نماز میں ہاتھ باندھنا قوانین الشریعہ جلد اول ص ۲۷۰ میں سطر ۴ پر لکھا ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھنے کا عمل مکروہ ہے اور یہی قول وجیہ قول ہے (عربی عبارت) پھر ساتھ مجوسیوں کا فعل بھی لکھا ہے مگر کیا بدعت اور فعل مجوس مکروہ بھی ہوتا ہے (۵) اصلاح الرسوم ص ۲۵۸ میں قبروں پر مسجد بنانے اور وہاں عبادت کرنے سے پرہیز

Presented by www.ziaraat.com

کا مشورہ دیا گیا ہے جبکہ قوانین الشریعہ جلد اول ص ۲۱۲ میں لکھا ہے "ائمہ اطہارؑ کے مشاہد مقدسہ میں نماز پڑھی جائے ان میں نماز پڑھنے کا ثواب بعض مساجد سے زیادہ ہے حضرت امیرؑ کے روضہ اقدس میں نماز دو لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور حرم سرکار سید الشہداءؑ میں ایک نماز ہزار حج و عمرہ کے برابر ہے اسی طرح انبیاءؑ و اولیاءؑ کے روضات مقدسہ میں نماز پڑھنا مستحب ہے جبکہ اصلاح الرسوم ص ۲۵۸ میں لکھتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا میری قبر کو قبلہ و مسجد نہ بناؤ خدا لعنت کرے یہود پر جنہوں نے انبیاءؑ کے قبور کو قبلہ بنا دیا نہ محمدؐ و آل محمدؑ نے خود یہ کام کیا ہے نہ کرنے کی اجازت دی ہے" (۶) اصلاح الرسوم ص ۳۲۸ میں لکھتے ہیں "واجبات پر اجرت لینا تو حرام ہے مگر مستحبات پر بھی اجرت لینا حرام ہے جبکہ قوانین الشریعہ جلد اول ص ۳۹۹ پر کہتے ہیں" اجارہ پر نماز پڑھوانا روزہ رکھوانا جائز ہے اجرت پر میت کی قضا نماز و روزہ کی ادائگی کرانا جائز ہے" بھلا جس شخص میں اجتہاد میں یہ فیصلہ کرنے کی قوت ہی نہ ہو کہ یہ فعل حرام ہے یا مکروہ کہیں حرام لکھتے ہیں کہیں مکروہ ایسے مجتہد کے فتاوی کی کیا علمی قیمت ہو سکتی ہے؟ یہ تبدیلیاں بھی کسی درپردہ سازش کی بناء پر معلوم ہوتی ہیں جو کہ اجتہادی نہیں ہیں بلکہ دیوبندی مولویوں کے ساتھ طے شدہ منصوبے کی تکمیل ہیں

مولف کے دعوائے اجتہاد اور اس پر ایک نظر

مولف اصلاح الرسوم کا دعوی ہے کہ وہ مجتہد العصر والزمان ہیں کیونکہ ان کے پاس اجتہاد کی ڈگریاں ہیں مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اولا" تو انہوں نے اپنے انٹرویو میں جو صفدر ڈوگر صاحب نے شائع کیا تھا تسلیم کیا ہے کہ وہ ۱۹۵۴ء تا ۱۹۶۰ء چھ سال نجف اشرف رہے ہیں آیا اس دوران انہوں نے کسی مجتہد اعظم کے فقہی دورہ درس خارج کی تقریرات کو عربی یا فارسی میں قلم بند کر کے عراق و ایران یا لبنان سے طبع کرایا؟ یا کسی مرجع اعظم کے سامنے پیش کیا؟ جیسا کہ مرکز

میں یہی دستور ہوتا ہے کہ طالب علم اپنے استاد کی فقہی مباحث درس خارج اور
تقریرات و تحقیقات کو عربی یا فارسی میں لکھ کر وہاں سے سند اجتہاد لے جیسا کہ
ہمارے سامنے دیگر مجتہدین کی مثالیں موجود ہیں ابھی تک ہمارے یا کسی پاکستانی محقق
کے علم میں ایسا نہیں آسکا اگر ان کے اجتہاد کی بنیاد صرف وہ اسانید ہیں جو ان کو
اساتذہ سے ملی ہیں یا ان کو دلوائی گئی ہیں اور وہ ان کی کتاب قوانین الشریعہ جلد
دوم کے آخر میں چھپ چکی ہیں تو گزارش ہے کہ ان اسانید میں آیتہ اللہ سید محمد
جواد تبریزی طباطبائی اور آقائے مستنبط نے ان کو جزوی اجتہاد کی سند دی ہے مگر ان
کو بخوبی معلوم ہے کہ سید جواد تبریزی اور مستنبط تشہد میں شہادت ثالثہ کے جواز
کے قائل ہیں جیسا کہ ان کے فتوی مطبوعہ میں ہے اور انہوں نے اصلاح الرسوم
ص ۱۰۳ پر لکھا ہے کہ تشہد میں شہادت ثالثہ کے قائلین گندم نما جو فروش ملاں ہیں
جاہل ذاکر ہیں مختی مشکل ہیں اور مجتہد ہی نہیں ہیں" تو حضور جب سند دینے
والے کو خود ہی مجتہد نہیں مانتے بلکہ ملاّ دین فروش مانتے ہیں تو ایسے دین فروش کی
سند سے ان کا اجتہاد کیسے ثابت ہوا اسی طرح سید ابوالقاسم رشتی کی سند میں بھی
جزوی اجتہاد کا تذکرہ ہے آیتہ اللہ سید عبدالکریم زنجانی کے اجازہ میں اجتہاد کا بھی
ذکر ہے مگر اس تحریر پر ان کی مہر موجود نہیں ہے لہذا یہ اجازہ مشکوک لگتا ہے آیتہ
اللہ سید نجم الدین سامرائی جو کوئی غیر معروف بزرگ تھے ان کے اجازہ میں بھی لفظ
درجتہ الاجتہاد میں درجہ واضح طور پر اجازہ کی تحریر سے ملتا جلتا نہیں لگتا صاف
معلوم ہوتا ہے کہ کسی دوسرے کے قلم سے بعد میں لکھوایا گیا ہے تاہم اگر ان
اجازوں کی وجہ سے ہم ان کو مجتہد تسلیم کریں تو ان کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سرکار
ثقتہ الاسلام علامہ محمد بشیر فاتح ٹیکسلا بھی ان کی طرح کے مجتہد العصر والزمان
تھے کیونکہ انہوں نے بھی حقائق الوسائط جلد ۲ صفحہ ۱۸۵ تا ص ۲۰۰ میں اپنے
اجازے طبع کرائے ہیں ان کو مندرجہ ذیل مجتہدین نے سند اجتہاد مطلق عطا کی جبکہ
وہ خود لکھنؤ کے تعلیم یافتہ تھے نجف اشرف صرف زیارت کے قصد سے تشریف لے

Presented by www.ziaraat.com

گئے یہ اجازے حقائق الوسائط جلد ۲ میں ملاحظہ ہوں

(۱) علامہ آیۃ اللہ شیخ محمد حسین آل کاشف الغطا" صفحہ ۲۰۰

(۲) علامہ آیۃ اللہ سید شہاب الدین مرعشی نجفی " ۱۹۷

(۳) آیۃ اللہ شیخ ابراہیم رشتی غروی " ۱۹۴

(۴) آیۃ اللہ عبدالحسین رشتی نجفی " ۱۹۰

ان اجازوں کے مطابق تو علامہ محمد بشر انصاری مولف اصلاح الرسوم سے بلند تر اور بہتر اجتہاد کے مالک ثابت ہوتے ہیں پھر ہم ان کو مجتہد العصر والزمان کیوں نہ مان لیں مگر مرحوم کو اللہ تعالی کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے انہوں نے باوجود چار اکابر مجتہدین کی طرف سے اجازہ اجتہاد رکھنے کے بھی کبھی اپنے آپ کو مجتہد العصر والزمان نہیں کہلوایا نہ لوگوں کو اپنی تقلید پر مجبور کیا نہ مذہب کو کوئی نقصان پہنچایا ہزاروں افراد کو راہ حق دکھائی

مولف کے قیاس پر مبنی فتوے

مولف نے اصلاح الرسوم ص ۱۱ پر ثابت کیا ہے کہ قیاس پر عمل حرام ہے ص ۱۷ پر لکھا ہے کہ ذاتی رائے وقیاس پر عمل کرنے کی مذمت مذہب شیعہ کا طرہ امتیاز ہے فرمان امام جعفر صادق علیہ السلام ہے سب سے پہلے جس نے قیاس پر عمل کیا وہ ابلیس ہے جو قیاس پر عمل کرے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ شک وشبہ کی وادی میں چکر لگاتا رہے گا مگر اسی کتاب میں انہوں نے خود قیاس کے مطابق فتاوی دیئے ہیں مثلا" ص ۱۴۰ پر لکھتے ہیں ہر شخص مصلی پر کھڑا ہو کر لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکتا تو ہر شخص منبر حسینی پر چڑھ کر مجلس بھی نہیں پڑھ سکتا فقہاء کرام کا فیصلہ ہے کہ منبر پر وہی شخص جا سکتا ہے جو مصلی پر نماز پڑھا سکتا ہے کوئی ان حضرت سے پوچھے کہ پیش نماز کے لئے جو شرائط ہیں وہ مداح اہل بیتؑ کے لئے بھی ہیں؟ یہ کہاں سے ثابت ہے کس امام نے ارشاد فرمایا کن فقہاء نے فیصلہ کیا اگر ایسا تھا تو ائمہ اطہارؑ شعراء

کرام کو منبر پر بٹھا کر ان سے مدحیہ اشعار کیوں سنتے تھے آنحضرتؐ مسجد نبوی میں منبر نصب کروا کر حسان کو کیوں حکم دیتے تھے کہ اس پر کھڑے ہو کر اشعار مفاخرات پڑھو کفار کو جواب دو (الغدیر ۲ ص ۶۳) امام جعفر صادق علیہ السلام پردے کے پیچھے اپنی مستورات کو بٹھا کر شاعر سید حمیری کو کیوں حکم دیتے تھے کہ مصائب کربلا کی نظم سناؤ اور پھر مصائب سن کو خود بھی گریہ و کرتے تھے اور ان کے خانہ اقدس سے گریہ وبکا کی آواز سنائی دیتی تھی الغدیر ۲ ص ۲۳۶ کئی لوگوں نے امام علیہ السلام سے سید حمیری کی شکایت کی کہ ان کا کردار اچھا نہیں ہے مگر امام نے فرمایا اللہ محب علیؑ کے لئے مغفرت فرمائے گا الغدیر ۲ ص ۲۲۰ مصلی اور منبر کا باہمی قیاس بھی مذہب حقہ کے اصول سے ہرگز ہم آہنگ نہیں یہ فتوی بے اساس ہے اسی طرح وہ صفحہ ۱۴۳ اصلاح الرسوم پر لکھتے ہیں " مرد عورت اگرچہ باہم محرم ہوں بیک وقت ایک جگہ اکٹھے نماز نہیں پڑھ سکتے تو ایک ہی جگہ بلا پردہ مجلس کی عبادت کس طرح ادا کر سکتے ہیں پھر قوم کو بے شرم کہہ کر شرم دلانے کی کوشش کی ہے عرض یہ ہے نماز کا مجلس سے باہمی قیاس بالکل خلاف شریعت ہے مجالس میں پردہ قائم کرنا تو سنت ائمہ اطہارؑ ہے جیسا کہ روایات سے ثابت ہے مگر ڈھکو صاحب طواف حج کے بارے میں کیا فتوی دیں گے کیا طواف حج یا طواف عمرہ یا طواف مستحب کے وقت خانہ کعبہ کے اردگرد مردوں کے ساتھ عورتوں کا ہجوم نہیں ہوتا کیا سب حجاج کرام بے شرم ہیں اگر شرعی پردے کا لحاظ کیا جائے تو کوئی بھی عورت جو مجلس میں ہوتی ہے بے پردہ نہیں ہوتی تاہم فقہ جعفریہ میں نماز اور مجلس کے احکام ایک جیسے نہیں ہیں پھر ص ۱۴۴ پر ارشاد فرماتے ہیں عقلا" بھی غور کیا جائے تو کسی بھی نقل کا کمال یہ ہوتا ہے کہ وہ اصل کے مطابق ہو بناء بریں مسجد خانہ کعبہ کی نقل ہے جب اصل میں مینارے نہیں تو اس کی نقل میں کہاں سے آئیں گے یہ قیاس بے اساس تو انتہائی مضحکہ خیز ہے اگر ہر اصل کی نقل بنانا جائز ہو اور نقل کا کمال یہ ہو کہ اصل کے مطابق ہو تو امام بارگاہیں بھی مشاہد مشرفہ کی نقلیں ہو سکتی ہیں پھر اسی کتاب کے صفحہ

Presented by www.ziaraat.com

بدعات کا مجموعہ قرار دے کر اس کی اصلاح کرنے کا دعوی کیا گیا ہے باب ہفتم میں اذان میں "اشہد ان علیاً ولی اللہ" کی شہادت کی پر زور مخالفت کر کے اس کو بدعت اور حرام ثابت کر کے "الصلوۃ خیر من النوم" کو اذان میں "سنت" ثابت کیا گیا ہے ص ۱۸۷ پر لکھتا ہے کہ آج اگر حضرت علیؑ زندہ ہوتے اور مساجد کے میناروں سے اپنا نام سنتے تو شیعوں پر "حد" نافذ کرتے ص ۱۱۶ پر خمس کو کاروباری بدعت اور ناجائز اور بے اصل ٹیکس ثابت کیا گیا ہے اور مجتہدین عظام کی ازحد بے حرمتی اور ہتک کی گئی ہے باب پنجم میں زیارت قبور ائمہؑ کا مذاق اڑایا گیا ہے اور صفحہ ۱۷۶ پر اصلاح الرسوم کی طرح زنجیر زنی کے ماتم کے خلاف خوب زہر اگلا ہے لکھا ہے" کہ نہ معلوم آہنی زنجیروں سے کندھے پیٹنے کا آغاز کب سے ہوا ایران عراق ہند سے انگریزی استعمار کے زمانہ میں کیا گیا ہے انگریزوں نے جاہل شیعوں کی پشت پناہی کی ہے زنجیروں تلواروں خنجروں کے خونی ماتم کی تصویریں انگریزی اخبارات میں چھپتی ہیں" ۱۳۱ پر مذہب شیعہ پر غلو کی تہمت لگائی ہے اور بالکل اصلاح الرسوم کی زبان میں ۱۳۲ ص پر لکھا ہے عملی غلو کی وجہ سے نذر نیاز اور براہ راست مدد مانگنے اور شرکیہ اعمال کا سبب بنا ہے" ہم سلفیوں کو مستثنیٰ کرتے ہیں جنہوں نے ان زنجیروں کو توڑنے میں کامیابی حاصل کی" کیا ہم یہ سب خرافات اس بناء پر قبول کر لیں کہ موسیٰ موسوی چونکہ مجتہد ہے اس کو نجف سے سند اجتہاد ملی ہے لہٰذا اس کی ہر بات مان لو اور اس کی تقلید کر لو آخر وہ مجتہد بھی ہے اور سرکار آیۃ اللہ سید ابوالحسن اصفہانی جیسے مجتہد اعظم کا پوتا بھی، نجفی بھی کیا قوم کو اجازت ہے کہ اس کی تقلید اختیار کرے؟

سید ابوالفضل بن رضا برقعی

ایران کے ایک اور نام نہاد مجتہد جس کو جناب مولف اصلاح الرسوم نے اصول الشریعہ طبع اخیر ص ۱۸۰ میں مجاہد کبیر فاضل جلیل کے القاب سے یاد کیا ہے اور اس کی کتب کے حوالے دیئے ہیں اس نے حال ہی میں اپنی کتاب عرض

۱۵۸ پر یہ لکھنے کا کیا جواز تھا کہ اصلی روضہ ہائے مقدسہ کے اصلی ڈیزائن منگوا کر انہی کے مطابق نقل کو اصل کے سانچے میں ڈھالنے کی کوششیں جاری ہیں پھر بھی گزارش ہے کہ اگر مساجد خانہ کعبہ کی نقل ہیں تو حضرت نے خود ہی قوانین الشریعہ جلد اول ص ۲۱۳ میں یہ فتوی دیا ہے کہ کعبہ کے اندر نماز فریضہ پڑھنا مکروہ ہے آنحضرتؐ نے صرف فتح مکہ کے دن دو رکعت نوافل پڑھیں پھر کبھی واجبی نمازیں نہیں پڑھیں جبکہ مسجد کے اندر تو نماز پڑھنا بے حد ثواب ہوا اصل نقل کی دلیل کا کیا وزن ہے کیا ہم لوگ بھی مساجد پہ کالے غلاف چڑھا کر ان کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیں اور طواف پر ہی اکتفاء کریں؟ جب اجتہاد کمزور ہو تو قیاس بے اساس پر ایسے ہی فتوے صادر نہ ہوں گے تو اور کیا ہو گا؟

دور حاضر میں چند ضرر رساں دعویداران اجتہاد

اگر ہر دعویدار اجتہاد کا ہر فتوی قوم کے لئے فرمان خداوندی کا درجہ رکھتا ہے اور کسی کو چوں چرا کرنے کی اجازت نہیں تو آیئے ذرا ہم آپ کو دو حاضر کے دو ایرانی عراقی دعویداران اجتہاد سے ملوا دیں اور ان کے فتاوی پر ایک نظر ڈال لیں تاکہ قوم کو علم ہو جائے کہ اجتہاد کی چھتری کے سہارے صادر ہونے والا ہر فتوی قوم کے لئے مفید نہیں ہے

۱۔ سید آغا موسی موسوی

جو سرکار آقا سید ابوالحسن اصفہانی مجتہد اعظم نجف اشرف کے پوتے ہونے کے دعویدار ہیں اور ان کو آیۃ اللہ شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء سے ۱۳۷۱ھ کا اجازہ اجتہاد بھی حاصل ہے جو ان کی کتاب مترجم اردو اصلاح شیعہ کے آخر میں طبع ہوا ہے اور اس کتاب کو کسی خفیہ تنظیم نے پندرہ ہزار کی تعداد میں چھپوا کر مفت تقسیم کرایا ہے ان کی کتاب میں کیا ہے باب چہارم میں شیعہ قوم کو غالی مشرک بد عقیدہ قبر پرست ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور شیعہ مذہب کو

Presented by www.ziaraat.com

اخبار اصول بر قرآن و عقولؒ کے صفحہ اول پر لکھا ہے کہ مجھے چالیس سال ہو گئے ہیں کہ میں نے عہد جوانی میں مجتہدین دینی و مراجع مذہبی سے تصدیق اجتہاد حاصل کی اور ان کی مرضی کے مطابق میں مجتہد ہوں مگر ساری کتاب میں اس نے عقائد شیعہ کے خلاف زہر فشانی کی ہے حتی کہ ائمہ اثناء عشرؑ عقیدہ امام مہدی علیہ السلام کے خلاف کھل کر لکھا ہے اور لکھا ہے کہ آیت مودت اہل بیتؑ کے بارے میں نازل ہی نہیں ہوئی ص ۲۱۶ پر لکھتا ہے کہ (معاذ اللہ) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ مرتد ہیں جبکہ قرآن نے تمام صحابہ مہاجرین وانصار کی از حد تعریف کی ہے کیا وفات پیغمبرؐ کے وقت یہ سارے قرآنی مدح رکھنے والے صحابہ مر گئے تھے ان تمام صحابہ نے جمع ہو کر اسلام کے تحفظ اور رضا الٰہی کے لئے خلیفہ کا متفقہ طور پر انتخاب کر لیا جو لوگ غصب خلافت کے قائل ہیں وہ غالی ہیں ص ۲۲۹ پر آیۃ تطہیر کے اہل بیتؑ کے متعلق ہونے سے انکار کیا ہے ص ۳۹۶ پر مسئلہ فدک میں جناب سیدہؑ کے موقف کی مخالفت کی ہے ص ۲۰۳ پر لکھا ہے کلینی منکر ختم نبوت تھے معاذ اللہ ۲۳۲ ص پر ثابت کیا ہے کہ بارہویں امامؑ کی ولادت ہی نہیں ہوئی ص ۲۳۰ پر واقعہ غدیر خم سے کھل کر انکار کیا ہے اور روایات غدیر کو موضوع و جعلی قرار دیا ہے اور لکھا ہے "من کنت مولاہ والی حدیث" سے حضرت علیؑ کی خلافت ثابت نہیں ہے ص ۲۳۶ پر عصمت اہل بیتؑ کو غلط ثابت کیا ہے "میرا قوم شیعہ سے یہ سوال ہے کہ کیا ہم برقعی کی یہ باتیں دل و جان سے تسلیم کر لیں کہ وہ مجتہد العصر ہیں جو کہتے ہیں صحیح کہتے ہوں گے؟ افسوس ہے کہ خالصی سے لے کر آج تک قوم شیعہ حقیقی و جعلی مجتہد کا فرق نہیں سمجھ سکی اسی لئے تو آقائے شیخ محمد متقی نے ولایت از دیدگاہ مرجعیت ص ۸ ص ۹ طبع قم پر خوب لکھا ہے " استعمار نے شیعوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے خود ساختہ افراد کو آیۃ اللہ وعلامہ کے القاب دے کر مقام دلوا دیا ہے ظاہرا" یہ افراد احکام واصلاح کے لئے کام کرتے نظر آتے ہیں مگر در پردہ شیعوں کو وہابیت پر قربان کرتے جا رہے ہیں " یہ لوگ اندر سے شیعہ نہیں صرف ان کے

چہروں پر شیعیت کے ماسک چڑھے ہوئے ہیں

اصلاح الرسوم کے اصلاحی پہلو پر ایک نظر

ہر قوم میں اخلاقی نقائص یا رسمی خامیاں پائی جاتی ہیں معصوم ذاتیں صرف انبیاء واوصیاء علیہم السلام ہی کی ہیں لہٰذا ہر ملک میں چاہے وہ ایران ہو یا عراق یا ہندپاک عوام میں قابل صلاح عادات ورسوم موجود ہیں مگر معصومین علیہم السلام نے اپنی عملی پاکیزہ نمونوں اور شیریں بیانی سے اصلاحات فرما دیں ہم کسی کو یہودی مجوسی 'مشرک بد کردار کہہ کر اس کے اخلاق کی اصلاح نہیں کر سکتے تاہم یہ بھی مد نظر رہے کہ افراد کی خامیوں کو پورے مذہب کی خامیاں ہرگز قرار نہیں دیا جا سکتا افراد ہوں یا قومیں ان کی اصلاح کرنا باکردار علماء کا منصبی حق ہے مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ بعض منحرف تنظیمیں بھی اصلاح کی آڑ میں اپنے منفی عقائد و نظریات کی تبلیغ کر رہی ہیں اگرچہ اصلاحیات ان کا ہدف نہیں تاہم وہ جانتے ہیں کہ زہر کھلانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کو خوش ذائقہ شیریں گولیوں میں بھرا جائے چنانچہ نجدیوں کا طرز عمل دیکھ لیجئے وہ ارشاد واصلاح واتحاد بین المسلمین کے حسین نعروں اور دل نشین بیانوں اور خوب صورت اخلاقی لٹریچر کے ذریعے نئے لوگوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا رہے ہیں مصر کے محمد رشید رضا' محب الدین الخطیب سعودی عرب کے قصیمی عراق کے آلوسی اور ترکی کے موسی جار اللہ ابراہیم البمان لکھنؤ کے ابوالحسن ندوی یہ سب لوگ بظاہر داعیان اصلاح واتحاد کے جال اٹھا کر کام کرتے رہے ہیں پس پردہ ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کے نظریات وافکار کی تبلیغ کرتے رہے یہ لوگ ظاہرا" شیعوں میں اپنا اثر جمانے کے لئے بڑی شیریں بیانی سے کام لیتے مگر ان کے اغراض ومقاصد میں شیعوں کو ختم کرنا اور ان کے خلاف غلط اتہامات کی تشہیر کر کے ان کو بدنام کرنے کے سوا کچھ نہ تھا یہی طریقہ عراق میں خالصی نے اختیار کیا اس نے ۱۳۷۰ھ میں یہ اعلان کیا کہ عید نوروز مجوس

Presented by www.ziaraat.com

کی عید ہے ان کو منانا اور اس دن حلوے پکانا کفر و شرک ہے اذان و اقامت میں "علی ولی اللہ" کی شہادت دینا بدعت اور حرام کفر ہے ایسی شہادت دینے والے لوگ عقیدے کے غالی ہیں ان کے خلاف جہاد واجب ہے ماتم زنجیر حرام ہے جب بھی ان سے ان فتاوی کے دلیل کی باز پرس کی گئی تو کہا "ہذا اجتہادی" یہ میرا اجتہاد ہے (السیاط القارعہ ص ۱۲) مگر وہ بھی اپنے آپ کو مصلح اسلام اور امام اکبر کہلاتے رہے جیسا کہ شاعر عربی نے خوب کہا ہے

اَلقَابَ مَملَکَۃٍ فِی غَیرِ مَوضِعِھا کَالھِرِّ یَحکِی انتِفَاخا "
صَولَۃَ الاَسَدِ

مگر ان کی غلط پالیسیوں اور شیعوں ہی کے خلاف غیر اخلاقی طرز اخلاق اور غیر مناسب فتوؤں سے وہاں کے شیعوں کو جو نقصان ہوا ہے وہ شیعیت کی تاریخ کا سب سے بڑا نقصان ہے جس کا خمیازہ آج تک وہاں کے شیعہ بھگت رہے ہیں پاکستان میں اگر یونہی اصلاحی اقدامات رہے تو یہاں بھی عراق کی خونی تاریخ دہرائی جائے گی ایسے نام نہاد مصلحوں کے بارے میں جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا نے اپنے خطبہ میں خوب نشان دہی فرمائی "یحسبون انھم مصلحون الا انھم مفسدون" یہ لوگ گمان تو کرتے ہیں کہ وہ اصلاح کرنے والے ہیں مگر وہ بہت بڑے مفسد ہیں" الصراط المستقیم بیاضی عاملی جلد اول ص ۱۰۱ طبع بیروت" ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مولف اصلاح الرسوم اب امام خمینیؒ کے خلاف بھی کتاب لکھ چکے ہیں عنقریب طبع ہو گی آخر یہ سب کس کے اشارہ پر ہو رہا ہے؟

باب اول شرک کے بیان میں

شرک کا حقیقی مفہوم

دشمنان اہل بیت علیہم السلام بھی اس حقیقت کے معترف ہیں کہ توحید کے حقیقی معلمین اہل بیت اطہارؑ ہی تھے جیسا کہ نہج البلاغہ اور صحیفہ سجادیہ جیسی بیش بہا کتب شاہد عادل ہیں یہی شیعوں کے عقیدہ توحید کے معلمین ہیں مگر افسوس کہ شیعوں پر شرک کی تہمت لگانے میں وہی لوگ پیش پیش رہے جو درس توحید میں اغیار کے خوشہ چین رہے ہیں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے کتاب التوحید و شرح التوحید صفحہ ۲۲۳ میں لکھا ہے کہ شرک شیعوں کی وجہ سے ہی پیدا ہوا ہے ابن تیمیہ نے اقتضاء الصراط ص ۲۰۳ میں لکھا ہے کہ پیغمبرؐ کے نام کی قسم کھانے والے لوگ بڑے مشرک اور ہمیشہ کے لئے جہنمی ہیں پھر شیعہ نما وہابی خالصی کا دور آیا تو اس نے لکھا شیعوں کی دعاؤں اور زیارتوں میں بہت سے کلمات کفر و شرک آئے ہیں لہذا کوئی دعا یا زیارت مجتہد (خالصی) کی اجازت لئے بغیر پڑھنا حرام ہے (احیاء الشریعہ ص ۹۲)

ایران کے ایک نام نہاد شیعہ مجتہد ابوالفضل بن رضا برقعی تہرانی جس کا ذکر ہم گزشتہ صفحات پر کر چکے ہیں اور اس کا دعوی ہے کہ وہ آج سے چالیس سال پہلے سند اجتہاد لے چکا ہے اصول الشریعہ دوسرے تیسرے ایڈیشن میں اس کو مجاہد کبیر کے لقب سے نوازا ہے مگر اس نے بھی کتاب عرض اخبار اصول بر قرآن و عقول ص ۵ میں ثابت کیا ہے کہ کتاب اصول کافی بلکہ شیعوں کی تمام کتب معتبرہ میں موجود اکثر حدیثیں قرآن، ایمان اور عقل کے خلاف ہیں بلکہ دنیا و آخرت میں خسارہ کی موجب ہیں اور شیعوں کے شیخ صدوق اور کلینی عالم نہ تھے بلکہ قم میں چاولوں کی دکان کرتے تھے شیخ کلینی دکاندار تھے بغداد میں انہوں نے اپنی دکان پر کاپی رکھی ہوئی تھی بیس سال میں ہر رطب و یابس اکٹھا کر کے اصول کافی بنالی (معاذ اللہ) اب

Presented by www.ziaraat.com

نوبت اصلاح الرسوم کے مصنف تک آپہنچی ہے جن کا دعوی تو یہ ہے کہ وہ اصلاح کر رہے کیونکہ مؤلف نے بھی جہاں کہیں لفظ شرک دیکھا فاخت شیعوں پر اس کو فٹ کر دیا حالانکہ مولائے کائنات حضرت علیؑ کا ارشاد ہے

احذر وا اعلی دینکم رجلا " قرء القرآن و رمی جارہ بالشرک یا امیر المومنین ایهما اولی بالشرک قال الرامی

(بحار جلد ۷۵، ۳۳۷، الحصال جلد ص ۱، ۵۵) تم اپنے دین کے بارے میں ہر ایسے شخص سے بچ کر اور ہوشیار رہو جو قرآن پڑھ لے اور اپنے ساتھی پڑوسی کو مشرک مشرک کہنے لگے میں نے عرض کی یا امیر المومنینؑ ان دونوں میں شرک کا زیادہ حق دار کون ہو گا فرمایا جو دوسرے پر مشرک ہونے کی تہمت لگائے گا اب ہم ان احادیث کی طرف آتے ہیں جن میں شرک کی اقسام اور ان کے مفاہیم کی وضاحت کی گئی ہے تاکہ واضح رہے کہ اصلاح الرسوم میں کس قدر فریب کاری سے کام لیا گیا ہے

شرک اور اس کے اقسام

انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی دعوت سماویہ کا حقیقی محور اور مرکزی نکتہ عقیدہ توحید تھا جس کی نفی کو شرک سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی جب انسان یہ عقیدہ تسلیم کرلے کہ اس کا معبود حقیقی اپنی ذات وصفات میں بے ہمتا و یکتا ہے تو پھر اس کو یہ حق نہ رہے گا کہ وہ کسی غیر کو ذات وصفات میں مالک حقیقی کے ہم پلہ قرار دے اسی شرک ایمانی کو قرآن کریم میں چند مخصوص صفتوں سے روشناس کرایا گیا ہے

(۱) مشرک کو کسی نیک عمل کا کوئی ثواب نہیں مل سکتا کیونکہ وہ منعم حقیقی کا باغی ہوتا ہے ارشاد باری تعالی ہے

ولوا شرکوا لحبط عنهم ما کانوا یعملون

(انعام ۸۸) اور اگر انہوں نے شرک کیا تو ان کے اعمال اکارت جائیں گے

(۲) مشرک پر جنت حرام قرار دی گئی ہے ارشاد باری ہے

انه من یشرک با للہ فقد حرم اللہ علیہ الجنة

(مائدہ ۷۲) اور جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے گا اس پر اللہ نے جنت حرام قرار دی ہے

(۳) مشرک کو نجس وناپاک قرار دیا ہے

انما المشرکون نجس مشرکین ناپاک ہیں

(توبہ ۲۸)

(۴) شرک کو ناقابل معافی جرم قرار دیا ہے

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء

(نساء ۴۸) تحقیق اللہ شرک کی بخشش و مغفرت نہیں کرتا اور اس کے علاوہ باقی گناہ جس کے لئے وہ پسند کرے بخش دے گا

قرآن کریم کا غائرانہ مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت بخوبی واضح ہوتی ہے کہ دعوت توحید کی کھلی جنگ شرک ہی کے ساتھ ہے اور قرآن کریم نے مشرکین ہی کو اللہ کے سب سے بڑے دشمن قرار دیا ہے بلکہ مسلمانوں کو یہاں تک خبردار کر دیا

وان اطعتموهم انکم مشرکون

(انعام ۱۲۱) اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم بھی مشرک بن جاؤ گے اس معنی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ حقیقت یاد رکھنی چاہئے کہ مسلمان کو مشرک کہنا ایک بہت بڑی گالی ہے اور مسلمان کے عقیدۂ توحید پر زبردست حملہ ہے

شرک اخلاقی

قرآن کریم اور احادیث نبویہ فریقین میں کثرت سے اخلاقی عیوب ورذائل کو شرک خفی سے تعبیر کیا گیا ہے اور ان کے خلاف جہاد کو جہاد اصغر کہا گیا

Presented by www.ziaraat.com

ہے مگر ایسا نہیں ہے کہ ان اخلاقی عیوب ونقائص کی بناء پر ہمیں یہ اختیار بھی دیا گیا ہو کہ ہم کسی کو مشرک قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج کر دیں سورہ یوسف کی آیت نمبر۱۰۶ میں ہے

وما یومن اکثرہم باللہ الا وھم مشرکون

اور ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر اس کے ساتھ وہ شرک بھی کرتے جاتے ہیں احادیث مرویہ اہل سنت میں بھی ناپسندیدہ مذموم اخلاقی نقائص وعیوب کو شرک سے تعبیر کیا گیا ہے مثلاً"

سنن ابن ماجہ کی حدیث ہے الشرک الخفی ان یقوم الرجل یصلی فیزین صلاتہ لما یری من نظر رجل کنز العمال

جلد ۳، ۴۶۸

شرک خفی یہ ہے کہ کوئی شخص نماز پڑھتے وقت یہ جانتے ہوئے کہ کوئی شخص اس کو دیکھ رہا ہے اپنی نماز کو آراستہ کرنے لگتا ہے (تاکہ وہ شخص میری نماز کی تعریف کرے) دوسری حدیث میں ہے

انا خوف ما اخاف علیکم الشرک الاصغر الریاء"

مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف شرک اصغر سے ہے یعنی ریاکاری ص اکنز العمال جلد ۳، ۴۷۱ ہر انسان شہوات نفسانیہ وشیطانیہ کے فطری غلبہ اور نفس امارہ کے زیر تسلط ہونے کی وجہ سے اخلاقی برائیوں کی طرف راغب رہتا ہے اور نہ چاہتے ہوئے بھی عبادت الہی یا حقوق العباد کی ادائیگی میں تساہل برتنے کی وجہ سے شیطان کی اطاعت کر بیٹھتا ہے جو اس کو ہر معاملہ میں اطاعت الہیہ کی برکت سے محروم رکھتا ہے اسی وجہ سے وہ شرک اصغر میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے آیت مذکورہ بالا کی تفسیر میں فرماتے ہیں

شرک طاعۃ لیس شرک عبادۃ والمعاصی التی یرتکبون فی شرک طاعۃ اطاعوا فیھا الشیطان فاشرکوا فی الطاعۃ

لغیرہ ولیس باشراک عبادۃ ان یعبدوا غیر اللہ

(تفسیر قمی ص ۳۳۶) یعنی آیت میں شرک کرنے سے مراد شرک اطاعت ہے کہ شرک عبادت لوگ کیونکہ شیطان کی اطاعت کر کے شرک کا ارتکاب کر جاتے ہیں یعنی اللہ کی اطاعت کی بجائے شیطان کی اطاعت کرتے ہیں اور یہ شرک فی العبادہ نہیں ہے کہ انہوں نے کسی دوسرے معبود کی عبادت کر کے اس کو شریک ٹھہرایا ہو لہذا مومن کے لئے یہ سعادت ہو گی کہ وہ ہر نیک عمل کی بجا آوری میں اور محذوراتِ شرعیہ سے اجتناب کرتے ہوئے صرف اللہ تعالی کے لئے اخلاص اور اس کی خوشنودی کا حصول ملحوظ رکھے چنانچہ دنیاوی اسباب وذرائع کے استعمال میں بھی مقصود تک حصول کا مرکزی سبب توکل الہی قرار دے مخلوقی ذرائع پر زیادہ اعتماد نہ کرے چنانچہ متعدد احادیث میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے مثلاً" کسی شخص کو کسی کام کی یاد دہانی کے لئے اس کے کپڑے کو گرہ لگاتا یا انگوٹھی بدلنا یا یہ کہنا کہ فلاں نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا یا کسی کی زندگی کی قسم کھانا وغیرہ جن سے اجتناب کا حکم آیا ہے یہاں سے بھی شرک خفی اخلاقی مراد ہے نہ شرک ایمانی حقیقی جیسا کہ مولف رسالہ اصلاح الرسوم الطاہرہ نے صفحہ ۶۱ پر شرک کی دس خود ساختہ اقسام کو جن کا تعلق اخلاقیات سے ہے شرک ایمانی کے ساتھ پیوستہ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے وہ سراسر غلط ہے جیسا کہ مرحوم آیۃ اللہ شہید مرتضی مطہریؒ نے بھی لکھا ہے

ولھذا لا یعد خروجا عن دائرۃ الاسلام ولا من جملہ اہل التوحید

(النظریہ الکونیہ التوحیدیہ ص ۷۱) شرک خفی کا ارتکاب کرنا دائرہ اسلام اور اہل توحید کے زمرہ سے خارج ہونے کا موجب نہیں بنتا حضرت امام صادق علیہ السلام کا ارشاد بھی ہے

من صلی او صام او اعتق او حج یرید محمدۃ الناس فقد

Presented by www.ziaraat.com

اشرک فی عملہ وھو شرک مغفور لہ

(تفسیر عیاشی جلد ۲ ص ۳۵۲) جس نے لوگوں کی تعریف کروانے کے لئے نماز، روزہ، حج کیا یا غلام آزاد کیا اس نے عمل میں لوگوں کو شریک بنایا مگر یہ شرک ایسا ہے جو قابل مغفرت ومعافی ہے نیز حضرت امام رضا علیہ السلام سے بھی ایسے شرک خفی کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا یا "شرکٌ لا یبلغ بہ الکفر" یہ ایسا شرک ہے جس سے انسان کافر نہیں بن جاتا تفسیر مجمع البیان جلد ۵ ص ۲۶۷

سجدہ تعظیمی

اگرچہ سجدہ عبادتی اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے جس پر سب کا اتفاق ہے مگر سجدہ تعظیمی از روئے قرآن کہیں بھی موجب کفر و شرک قرار نہیں پایا حتیٰ کہ دور حاضر کے عظیم ایرانی مفسر آیۃ اللہ سید محمد حسین طباطبائیؒ نے لکھا ہے کہ فرشتوں کو حضرت آدمؑ کا سجدہ کرنے کا حکم دیا

یستفاد منہ جواز السجود لغیر اللہ فی الجملہ اذکان تحیۃ وتکریمۃ للغیر وفیہ خضوع للہ بموافقۃ امرہ

"تفسیر المیزان جلد اول ص ۱۲۲" اس سے استفادہ ہوتا ہے کہ فی الجملہ غیر اللہ کو از راہ تحیہ وتکریم سجدہ کرنا جائز ہے اور اس میں اس کے حکم کی موافقت کرتے ہوئے خضوع وخشوع پایا جاتا ہے آگے فرماتے ہیں

اما ما ربما ظنہ بعض من ان السجدۃ عبادۃ ذاتیہ فلیس بشی فان الذاتی لا فیختلف ولا یختلف وھذا الفعل یمکن ان یصدر بعینہ من فاعلہ بداع غیر داع التعظیم والعبادۃ کالسخریۃ والاستھزاء فلا یکون عبادۃ نعم معنی العبادۃ اوضح فی السجدۃ من غیرھا واما تحیۃ لغیرا وتکرمتہ من غیر اعطاء الربوبیۃ بل لمجرد التعارف والتحیہ فحسب

فلا دلیل علی المنع منہ شرعا اوعقلا لکن الذوق الدینی المتخذ من الاستیناس بظواھرہ یقتضی باختصاص ھذا الفعل بہ تعالی واما المنع عن کل ما فیہ اظھار الاخلاص للہ بابراز المحبۃ لصالحی عبادہ اولقبور اولیائہ اولآثارہ مما لم یقم علیہ دلیل عقلی اونقلی

لیکن بعض علماء کا یہ گمان صحیح نہیں ہے کہ سجدہ ذاتی عبادت ہے کیونکہ جو چیز ذاتی ہو اس میں اختلاف و تخلف نہیں پایا گیا اور یہی سجدہ تعظیم وعبادت کے قصد کے بغیر از راہ تمسخر ومذاق بھی کرلیا جائے تو اس کو عبادت نہیں کہا جاتا ہاں کیونکہ سجدہ میں عبادت کا معنیٰ زیادہ واضح ہے لیکن کسی کو ربوبیت کا مقام دیئے بغیر اس کا تحیہ وتکریم بجالانا جس کا مقصد محض تعارف وتحیہ ہو تو اس سے منع کرنے پر کوئی دلیل نہیں ہے لیکن کیونکہ ظاہری انس اور دینی ذوق کی وجہ سے یہ سجدہ اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہونے کا متقاضی ہے لیکن ہر اس کام سے روکنا جس میں اللہ کے ساتھ خلوص کا اظہار ہو جیسا کہ اللہ کے نیک بندوں سے یا اولیاء اللہ کی قبور یا ان کے آثار سے محبت کرکے اللہ کی محبت کا اظہار کرنا اور اسی محبت کی وجہ سے سجدہ کرنا تو اس پر کوئی عقلی ونقلی دلیل قائم نہیں ہوئی ہے لہذا ثابت ہوا اگر کوئی مومن کسی ضریح مقدس کے پاس یا تعزیہ وعلم کے پاس اس خلوص سے اللہ کا سجدہ کرتے ہوئے ان شعائر اللہ کی تعظیم وتکریم کرتا ہے کہ اللہ نے اس کو اس سعادت کی توفیق دی ہے تو ایسا سجدہ کمال معرفت کا مظہر ہوگا اور اس کو ہرگز طعن وتشنیع کا موجب نہ بنایا جائے گا جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ سجدہ کرنے والا شخص علم تعزیہ ذوالجناح کو (معاذ اللہ) معبود حقیقی خدا سمجھ کر سجدہ کررہا ہے اس پر شک کرنا غلط ہوگا

تعویذات کا شرک

اصلاح الرسوم ص ۸۸ ص ۸۹ میں تعویذات کو بھی شرک قرار دیا۔

Presented by www.ziaraat.com

حالانکہ احادیث ائمہ طاہرینؑ سے ایسے تعویذات واحراز کا جواز واستحباب ثابت ہے جن پر اسماء الہیہ واسماء معصومینؑ ثبت ہوں کیونکہ تعویز کا اثر ان اسماء کی تاثیر پر مبنی ہوتا ہے کوئی بھی پیر یا مرید تعویز اس لئے استعمال نہیں کرتا کہ وہ اس تعویز کو بت یا خدا یا ذاتی طور پر موثر سمجھ رہا ہوتا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے

لا باس بالرقی من العین والحمی والضرس وکل ذات ھامۃ لھا حمۃ اذا علم الرجل ما یقول

(طب الائمہ ص ۴۸ بحار جلد ۹۵ ص ۴) نظر بد' بخار' ڈاڑھ کے درد' زہریلے یا ڈنگ مارنے والے حشرات کے اثر سے بچنے سے دم کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے لیکن دم کرنے والے کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کیا دم کر رہا ہے عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا

یا بن سنان لا باس بالرقیہ والعوذۃ والنشرۃ اذا کانت من القرآن ومن لم یشفہ القرآن فلا شفاہ اللہ

اے ابن سنان دم کرنے تعویز کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب کہ یہ قرآنی آیات پر مشتمل ہوں جس کو قران شفاء نہ دے اس کو اللہ شفاء نہ دے گا (حوالہ بالا) نہج البلاغہ ص ۵۴۶ میں مولا کا ارشاد ہے

الرقی حق والفال حق والطیرۃ لیس بحق

تعویز فال حق مگر بد شگونی حق نہیں ہے ائمہ اطہار علیہم السلام سے منقول بہت سے احراز کلام تعویذات جو مختلف بیماریوں اور پریشانیوں کے لئے ہیں منقول ہیں بحار الانوار کی جلد ۹۲' ۹۴' ۹۵ دیکھی جا سکتی ہے البتہ ایسے تعویذات جو ہندوؤں کے ایجاد کردہ ہندی الفاظ پر منتروں پر مشتمل ہوں جن کا مفہوم واضح نہ ہو ان سے پرہیز کرنا ضروری ہے اور ان پر کسی طرح بھی عقیدہ رکھنا خلاف ایمان ہے ہاں حتی تعویذات سحر وغیرہ کے اعمال کی تاثیر سے جو نقصان ہوتا ہے یا ان کے آثار دیکھنے میں آتے ہیں تو شیطانی اثرات ہوتے ہیں بعض تعویذات میں اسماء الہیہ یا اسماء انبیاءؑ

لکھ کر ان کی بے حرمتی کی جاتی ہے بعض ایسے تعویذات لکھ کر کتوں کو کھلا دیتے ہیں لہٰذا ہر مسلمان کو ایسے اعمال سے اجتناب کرنا چاہئے جس سے ایمان کو خطرہ لاحق ہو اسی وجہ سے احادیث میں تاکید ہے کہ وہی تعویذات استعمال میں لائے جائیں جو شریعت کے مطابق ہوں ہندی زبان کے الفاظ پر مشتمل ٹونے افسوں وغیرہ جن کا مفہوم نامعلوم ہو اسلام میں جائز نہیں ہیں

شگون وفال گیری کا شرعی حکم

مولف اصلاح الرسوم نے شرک کی دس اقسام میں شرک شگونی کو بھی شامل کیا ہے لہٰذا اس سلسلہ میں مذہب شیعہ اثناء عشریہ کا صحیح موقف بیان کرنا ضرور ہے ہم نے پہلے بھی اشارہ کیا ہے کہ شرک کی یہ قسم شرک ایمانی واعتقادی سے ہرگز تعلق نہیں رکھتی بلکہ یہ شرک خفی ہے جس کا تعلق قابل مذمت اخلاق وعادات سے ہے اور شریعت میں ان کو ناپسندیدہ قرار دے کر معاف کرنے کی تصریح بھی کی ہے کیونکہ شان مومن یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر پورا اعتماد ویقین اور توکل کامل رکھے اور یہ سمجھے کہ اصل میں وہی ہر نفع کا مالک ہے مگر انسان اپنی ضعیف الاعتقادی کی وجہ سے خیر وشر یا نفع ونقصان کے اثرات کو دنیاوی آفات کی جانب منسوب کر دیتا ہے مثلاً علاج ومعالجہ کے لئے معالج ہی کو شفا سمجھ لیا جائے اسی طرح شگون لینا اور اس کے اثرات پر یقین کر لینا بھی ضعیف الاعتقادی ہے اسی وجہ سے توکل کو شگون کا کفارہ قرار دیا گیا ہے (روضۃ الکافی ۱۹۸) تاہم ایسے توہمات آنحضرتؐ نے امت کے لئے معاف بھی فرما دیئے اور ارشاد فرمایا

رفع عن امتی تسعۃ الخطاء والنسیان وما اکرھوا علیہ وما لا یعلمون وما لا یطیقون وما اضطروا الیہ والحسد والطیرۃ والوسوسۃ

(من لا یحضرہ الفقیہ ص ۱۴ الخصال ۴۲۵ بحار جلد ۵۸ ص ۳۲۵) میری امت سے نو

Presented by www.ziaraat.com

چیزیں رفع کر دی گئی ہیں (۱) خطا (۲) بھول چوک (۳) جس کام کے لئے ان پر جبر کیا گیا (۴) لاعلمی (۵) قوت برداشت سے زیادہ کوئی کام (۶) جس کام کو مجبوراً کرنا پڑے (۷) حسد (۸) شگون (۹) وسوسہ، کافی میں حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ مسافر کو اپنے راستہ میں پانچ چیزوں سے بدشگونی ہوتی ہے کوا، بھیڑیا، ہرن، الو، بوڑھی عورت، کان کٹی گدھی،

فمن اوجس فی نفسہ منھن شیئا " فلیقل اعتصمت بک یا رب من شر ما اجلفی نفسی

پس اگر کسی کو دل ہی دل میں ان سے خوف محسوس ہوتا ہو تو یہ دعا پڑھ لے اے میرے رب جو کچھ میں اپنے دل میں پا رہا ہوں اس کے متعلق تیرا تحفظ چاہتا ہوں تو اس سے محفوظ رہے گا (بحار جلد ۵۸، ۳۲۶)

علماء اہل سنت نے بھی اس مطلب کو تسلیم کیا ہے ابوالحسن ماوروی شافعی نے لکھا ہے

اعلم انہ قلما یخلوا حد من الطیرۃ احدلا سیما من عارضتہ المقادیر فی ارادتہ صدہ القضاء عن طلبتہ فھو یرجو والیأس علیہ غالب فاذا تطیر احجم عن الاقدام ویئس عن الظفر ثم یصیر ذالک عادۃ لہ فلا ینجح لہ سعی ولا یتم لہ قصد فاما من ساعدتہ المقادیر را فقہ القضاء فھو قلیل الطیرۃ لاقدام ثقۃ با قبالہ وتعویلا علے سعادتہ ولا یجعل للشیطان سلطانا " فی تقض عزائمہ ومعارضۃ خالقہ ویعلم ان قضاء اللہ غالب علیہ

(ادب الدنیا والدین ص ۳۰۴ طبع مصر) یہ جان لو کہ بدشگونی سے بہت کم لوگ محفوظ رہتے ہیں خصوصاً جس کے ارادہ کی راہ میں تقدیر آڑے ہو اور قضاء اس کی مطلب برآری میں حائل ہو ایسا شخص امیدوار تو ہوتا ہے مگر اس پر مایوسی غالب

ہوتی ہے اور جب وہ بدشگونی کا شکار ہو جائے تو آگے بڑھنے سے کتراتا ہے اور کامیابی سے مایوس ہو جاتا ہے پھر یہ اس کی عادت بن جاتی ہے اور اس کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوتی اور نہ اس کا کوئی مقصد پورا ہوتا ہے لیکن وہ شخص جس پر تقدیر مہربان ہو اور قضاء اس سے موافقت کر رہی ہو ایسا شخص اپنے اقبال اور سعادت پر اعتماد کرتے ہوئے شگون پر بہت کم اعتماد کرتا ہے اور اپنے عزائم کو توڑنے میں اور اپنے خالق سے معارضہ کرنے میں شیطان کو مسلط نہیں ہونے دیتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس پر اللہ کی قضاء ہی غالب ہے لہٰذا وہ اس پر توکل کو ہی ترجیح دیتا ہے، البتہ نیک فال لینے کو شریعت نے برا قرار نہیں دیا اور ماوردی شافعی لکھتے ہیں

اما الفال ففیہ تقویۃ للعزم وباعث علی الجد ومعونۃ علی الظفر فقد تفأل رسول اللہ فی غزواتہ وحروبہ روی ان رسول اللہ سمع کلمۃ فاعجبتہ فقال اخذنا فالک من فیک

فال گیری میں عزم کی تقویت اور جد وجہد کی ترغیب اور کامیابی کے حصول کے لئے مدد ہے آنحضرتؐ نے اپنی غزوات اور جنگوں میں فال لی ہے اور روایت ہے جب آپ کو کسی کی کوئی بات پسند آجاتی تو فرماتے تھے ہم نے تمہارے منہ سے تمہاری فال لے لی ہے، شیعہ طرق و روایات میں بھی نیک فال کی مدح وارد ہوئی ہے آنحضرتؐ کا ارشاد ہے "ان اللہ یحب الفال الحسن" اللہ تعالی نیک فال سے محبت کرتا ہے (سفینۃ البحار جلد ۲، ۳۴۳) دوسری روایت میں آیا ہے

کان علیہ الصلوۃ والسلام یحب الفأل وینھی عن الطیرۃ

آنحضرتؐ فال سے محبت کرتے تھے اور بدشگونی سے منع کرتے تھے (حوالہ بالا) نہج البلاغہ ص ۵۴۶ میں ارشاد ہے کہ "الفال حق" فال حق ہے

Presented by www.ziaraat.com

علم نجوم کی شرعی حقیقت

جس طرح اللہ تعالی نے از راہ حکمت و دانائی ہر چیز میں کوئی نہ کوئی تاثیر خلق فرمائی ہے اسی طرح نجوم کی خلقت میں بھی تاثیرات خلق فرمائی ہیں احادیث محمد و آل محمدؐ سے ثابت ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام علم نجوم کے سب سے پہلے معلم تھے جیسا کہ علامہ سید علی بن مرتضی نے دیوان النسب میں لکھا ہے علامہ سید ابن طاؤسؒ نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ علم نجوم درحقیقت نبویؐ تھا مگر لوگوں نے نجوم و ساعات شمس و قمر کو حقیقی مدبر سمجھنا شروع کر دیا اور ایک نبیؑ کی بددعا سے حسابات غلط ملط ہو گئے اسی وجہ سے اس علم کو ناپسند کیا گیا یونس بن عبدالرحمن نے حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کی

جعلت فداک اخبرنی عن علم النجوم ما هو قال هو علم الانبیاء قلت اکان علی بن طالب یعلم قال کان اعلم الناس به هو

میں آپ پر قربان ہو جاؤں مجھے علم نجوم کے بارے میں خبر دیں وہ کیا ہے فرمایا وہ انبیاء کا علم ہے میں نے کہا کیا حضرت علی بن ابی طالبؑ کے پاس یہ علم تھا فرمایا وہ ہر علم کو تمام لوگوں سے زیادہ جانتے تھے

مومن عارف کے لئے ضروری ہے کہ اس کا عقیدہ "توکل" پر مضبوط ہو اور یہ سمجھے کہ اس کی قدرت و مشیت ہر چیز پر غالب ہے کیونکہ علم نجوم سے حاصل شدہ نتائج بھی ظنی ہوتے ہیں اور بسا اوقات منجم کے وہم و اشتباہ سے جوابات درست بھی نہیں نکلتے لہذا نجوم کو نظام تکوین میں موثر نہ سمجھے تاکہ معبود حقیقی اور اس کی قدرت کاملہ" پر اس کا عقیدہ مضبوط و مستحکم رہے یہی وجہ ہے کہ جناب امیرؑ نے نجومی کے منع کرنے کے باوجود جنگ نہروان میں فتح حاصل کر لی اور یہ ثابت کر دیا کہ "توکل علی اللہ" ہر مشکل کا حل ہے

ایام کی نحوست و سعادت

ایام کی نحوست و سعادت کا تصور بھی قرآن کریم سے ماخوذ ہے یوم نحس مستمر اور ایام نحسات کا تذکرہ آیات قرآنی میں موجود ہے احادیث اہل بیت علیھم السلام میں ایک ہزار سے زیادہ روایات وارد ہیں کہ اللہ تعالی نے ایام میں نحس و سعد کی تاثیر رکھی ہے اسی طرح عقرب کی نحوست بھی احادیث میں آئی ہے یہ حقیقت صرف شیعہ روایات میں ہی نہیں بلکہ علماء اہل سنت کی کتب میں بھی موجود ہے ملاحظہ ہو تفسیر در منثور جلد ۵، ۱۳۵ تاہم جیسا کہ ہم نے واضح کیا ہے مومن کی شان ہے کہ وہ توکل اور صدقہ و خیرات سے ان نحوستوں کو رفع کر دے۔

سہل بن یعقوب ابو نواس نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے سوال کیا

یا سیدی فی اکثر هذه الایام قواطع عن المقاصد کما ذکر فیها من النحس فتدلنی علی الاحتراز من المخاوف فیها فانما تدعونی الضرورة الی التوجه فی الحوائج فیها قال فثق بالله واخلص فی الولاء لائمتک وتوجه حیث شئت

(بحار الانوار جلد ۵۹، ۲۴) ان ایام میں نحوست کی وجہ سے مقاصد سے رکاوٹیں ہیں آپ مجھے طریقہ بتلائیں کہ میں کس طرح ان میں خطرات سے بچوں کیونکہ ضروری کاموں کے لئے جانا ہی پڑ جاتا ہے امامؑ نے فرمایا تم اللہ پر بھروسہ کرو اور ولاء ائمہ میں اخلاص پیدا کرو اور جہاں چاہو نکل جاؤ

شرک قسمی

اصلاح الرسوم ص ۶۳ پر شرک قسمی کو بھی شرک خفی کے لفظ سے شرک کی اقسام میں شمار کیا گیا ہے اور دعوی کیا گیا ہے کہ مخلوق کے لئے اپنے خالق کے سوا کسی چیز کی قسم کھانا جائز نہیں ہے

Presented by www.ziaraat.com

الجواب

وہ شرعی قسم جو شرعی فیصلوں میں قابل اعتبار ہوتی ہے یا جس پر کفارہ عائد ہوتا ہے وہ اللہ ہی کے نام کی ہوگی جس کو عربی میں یمین کہا جاتا ہے لیکن قسم اگر کسی مخلوق کی اٹھائی جائے تو بعض شاذ روایات میں اس کو شرک "مغفورلہٗ" سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی قابل مغفرت "شرک خفی" جیسا کہ تفسیر عیاشی میں منقول ہے تاہم معصومین علیہم السلام کا غیر اللہ کی قسم کھانا ثابت ہے مثلاً" جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام کا اپنی زندگی کی قسم کھانا موجود ہے ملاحظہ ہو نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۲۵ر ۲۳ر ۸۵ر ۱۶۱ر ۱۸۲ر ۱۸۷ - رسائل نمبر ۴ر ۹ر ۵ر اس میں آپ کا خود اپنی زندگی کی قسم کھانا منقول ہوا ہے انہوں نے اکثر مقامات پر "لعمریٗ کہہ کر اپنی عمر کی قسم کھائی ہے نیز ابن قدامہ حنبلی نے ص ۱۲ المغنی میں احمد بن حنبل کا قول نقل کیا ہے

من اقسم بحق رسول اللہ ھو قسم یستوجب الکفارۃ لونکثت

جس نے آنحضرتؐ کے حق کی قسم کھائی تو اس کو بھی توڑنے پر کفارہ لاگو ہوگا ملاحظہ ہو (المغنی جلد ۹ ص ۵۱۷ طبع مصر تاہم یہ قسم شرک نہیں ہے اس کو صرف وہابیوں نے بنیاد شرک بلکہ "حقیقی شرک" قرار دیا ہے (تطہیر الاعتقاد ص ۲۲۲) مگر سیرت معصومینؑ میں یہ شرک ہرگز نہیں ہے کیونکہ خود امام علی نقی علیہ السلام نے داؤد بن قاسم کو خط میں لکھا انی جنت وحیاتک تیری زندگی کی قسم کہ میں آیا ہوں (کتاب النوادر احمد بن محمد بن عیسی ص ۶۰ بحار جلد ۱۰۴ ص ۲۱۱)

باب دوم

عقیدہ توحید و مقامات نورانیہ ائمہ اطہارؑ

غلو کی حقیقت

جیسا کہ ہم نے پہلے لکھا ہے تمام علماء اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ توحید اور ان کے اسرار و رموز کی تشریح جس خوب صورتی سے ائمہ اطہار علیہم السلام نے فرمائی ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی نہج البلاغہ اور صحیفہ سجادیہ کے علاوہ بحار الانوار کتاب التوحید کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے ابن تیمیہ کی تعلیمات سے متأثر ہونے والے خارجی اور اس کی جماعت کے ایجنٹوں نے یہاں ہر بات پر شیعوں کو مشرک ثابت کرنا شروع کر رکھا ہے حالانکہ کوئی شیعہ بھی جو پانچ اصول دین پر ایمان رکھتا ہے شرک کا تصور بھی نہیں کر سکتا ہم شرک کے اقسام کے متعلق پہلے باب میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں اسی طرح غلو کے متعلق تمام فقہاء شیعہ کا اتفاق ہے کہ غالی لوگ مشرکین کی طرح نجس العین ہوتے ہیں تمام فقہی کتب میں باب النجاسات میں اس کا ذکر آتا ہے استاد المجتہدین سرکار آیۃ اللہ العظمی سید ابوالقاسم خوئی نے تنقیح شرح عروۃ الوثقی جلد ۳ ص ۷۳ میں غلو کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے غالی وہ ہوتا ہے جو جناب امیرالمومنینؑ یا کسی بھی امامؑ کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ وہی رب جلیل ہیں جو انسانی جسم میں زمین پر اترے ہیں چاہے یہ عقیدہ کسی امامؑ کے متعلق ہو یا کسی زید بکر یا کسی بت کے متعلق یہ موجب کفر و نجاست ہے اسی طرح جو یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالی تو وہی ہے جو ہے مگر اس نے تمام نظام کائنات چاہے شریعت کو ہو یا تکوین کا اس نے جناب امیرالمومنین یا کسی دوسرے امام کے سپرد کر دیا ہے اور خود ہر چیز سے الگ ہو گیا ہے جیسا کہ سلاطین و ملوک ایسا کرتے ہیں ایسا عقیدہ بھی

Presented by www.ziaraat.com

انکار ضروریات کی وجہ سے کفر ہو گا جبکہ کوئی شیعہ بھی ایسا نہیں ہے جو ایسے غلط عقائد کا حامل ہو جب جانتے ہیں کہ ائمہ اطہارؑ کے فضائل و کمالات علوم لدنیہ اسی خالق حقیقی کی عطاء کے مرہون منت ہیں چنانچہ آیۃ اللہ رضا ہمدانی نے فقہ کی ضخیم کتاب مصباح الفقیہ کتاب الطہارۃ مبحث نجاست میں لکھا ہے "غالی وہ ہوتا ہے جو جناب امیرالمومنینؑ یا کسی دوسرے کی ربوبیت کا عقیدہ رکھے یا کہے کہ اللہ نے ان کے اجسام میں حلول کیا ہے لیکن جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ پیغمبرؐ و امامؑ اوصاف خالق کے مظاہر ہیں اور تشریع و تکوین کے نظام کو زمام دار ہیں اور ان کا علم حضوری ہے تو ایسے اعتقاد پر کفر نہیں ہو گا علامہ جواد عاملی نے شرح العروہ میں اسی مطلب کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے

اما الاعتقاد بانہ علیہ السلام مظہر قدرتہ کمالہ وانہ الاسم الاعظم فھو الحق الحقیق بالتصدیق

یہ اعتقاد رکھنا کہ حضرت امیرؑ قدرت و کمال الٰہی کے مظہر ہیں اور ان کا اسم اعظم ہے تو یہی قابل تصدیق حق بات ہے البتہ جو حضرات عقائد توحید میں خود ابن تیمیہ کی راہ پر چل رہے ہیں وہی شیعوں کو غالی و مشرک قرار دیتے ہیں مولف اصلاح الرسوم جو اپنی اسی کتاب ص ۹۳ پر لکھتے ہیں شرک تشبیہ جو شخص اللہ کو مخلوق کی طرح جسم دار صاحب اعضاء جوارح قرار دے کر تشبیہ دے مگر اپنے ہی عقیدہ توحید کی دھجیاں اڑائی ہیں ذرا عبارت ملاحظہ ہو احسن الفوائد اول صفحہ نمبر ۶۹ "چھوٹی سی کائنات کسی بڑے کارخانے میں تشریف لے جائیے انجن کسی ایک طرف کمرے میں ہو گا اور ہر طرف مختلف پرزے مختلف اعمال سرانجام دے رہے ہوں گے کہیں تلواریں بن رہی ہوں گی کہیں تیل نکالا جا رہا ہو گا ایک طرف ٹین کے ڈبے تیار ہو رہے ہوں گے اور دوسری طرف لوہا پگھل رہا ہو گا بس یہی حال کائنات کا ہے اس کارگاہ عظیم میں مختلف اعمال پر ذرا نگاہ ڈالو دریا بہہ رہے ہیں بادل برس

رہے ہیں گو اس کارگاہ حیات کا ہر منظر مختلف فرائض کی بجا آوری میں معروف ہے لیکن انجن ایک ہے" یعنی اللہ"؟ نام نہاد مجتہد صاحب نے اللہ کو کائنات عالم کا انجن بنا دیا لاحول ولا قوۃ

عقیدۂ نبوت

مذہب حقہ اثناء عشریہ میں نبوت کی معرفت میں احادیث معصومینؑ کے ذخائر معرفت چھلک رہے ہیں اس سے بڑھ کر کیا مقام رسالت ہو گا جیسا کہ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا

اقامہ فی الادا مقامہ اذلا تدرکہ الابصار وقرن الاعتراف بنبوتہ بالاعتراف بالوھیتہ

(مستدرک نہج البلاغہ ص ۷۹) اللہ نے پیغمبرؐ کو اپنا قائم مقام بنا دیا کیونکہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور ان کی نبوت کے عقیدے کو اپنی توحید کے عقیدہ کے ساتھ پیوستہ کر دیا اس طرح امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا

ان اللہ مکن انبیائہ من خزائن لطفہ وکرمہ ورحمتہ وعلمھم من مخزون علمہ وافردھم من جمیع الخلق لنفسہ فلا یشبہ احوالھم واخلاقھم احدا من الخلائق ثم ابی ان یقبل طاعتہ الا بطاعتھم وتبجیلھم وحرمتھم فعظم جمیع انبیاء اللہ ولا تنزلھم منزلہ احد من دونھم

اللہ تعالیٰ نے اپنے خزائن لطف و کرم و رحمت سے انبیاءؑ کو قدرت عطا کی اور ان کو اپنے پوشیدہ علم سے حصہ عطا کیا اور تمام مخلوقات سے جداگانہ مرتبہ دیا ان کے حالات اور اخلاق کسی بھی مخلوق سے مشابہ نہیں پھر اس نے انکار کر دیا کہ ان کی اطاعت اور ان کی تعظیم و حرمت کا عقیدہ رکھے بغیر اپنی اطاعت قبول کرے پس تم اللہ کے تمام انبیاء کی تعظیم کرو اور ان کی منزلت کو ان سے کم مرتبہ لوگوں کی

Presented by www.ziaraat.com

منزلت تک پست مت کرو (مصباح الشریعہ ص ۲۱) مگر مقصرین نے عقیدہ نبوت کو اس قدر گرایا کہ اغیار بھی شیعہ عقائد کا مذاق اڑانے لگے ہیں مثلاً" جناب ڈھکو صاحب نے ہی لکھا ہے

(۱) آنحضرتؐ پر ایسی حالت بھی گزری ہے کہ وہ کتاب و ایمان کو نہ جانتے تھے
اصول الشریعہ ص ۴۳ طبع اول

(۲) آنحضرتؐ ایسی حالت میں تھے کہ کتاب و ایمان کا علم نہ رکھتے تھے حتیٰ کہ خدا نے روح القدس فرشتہ بھیجا اور ان کو مخصوص علم عطا فرمایا
اصول الشریعہ ص ۵۷ طبع اول

ان خیالی توہمات کے تفصیلی جوابات کے لے جواہر الاسرار اور قواعد الشریعہ کی طرف رجوع کیا جائے

امامت

اگرچہ جناب ڈھکو ابھی تک بارہ ائمہ اطہارؑ کی امامت ظاہری کے اعتقاد پر قائم ہونے کا اعلان کرتے ہیں ورنہ ان کے روحانی مرشد ابو الفضل ابن رضا برقعی تہرانی خالصی جس کو انہوں نے اصول الشریعہ کے دوسرے اور تیسرے ایڈیشن میں بڑے بڑے القاب سے نوازا ہے وہ کھلے بندوں امامت کے اصول مذہب ہونے سے انکار کر چکے ہیں اور شیعہ مجتہد ہونے کا دعویٰ رکھنے کے باوجود وہ اپنی کتاب عرض اخبار اصول ص ۲۶۶ میں لکھتے ہیں کہ ائمہ اہل بیتؑ کو خود اپنے امام ہونے کی خبر نہ تھی نہ انہیں کوئی مفترض الاطاعت سمجھتا تھا زید شہیدؒ اپنے والد امام زین العابدینؑ کو حجت خدا نہیں مانتے تھے لکھتے ہیں کہ حسن مثنیٰ کا قول ہے کہ اگر رسول اللہؐ میدان غدیر خم میں علیؑ کی خلافت کا اعلان کرنا چاہتے تھے تو صاف کہتے کہ یہ میرے بعد میرے ولی الامر اور قائم مقام ہیں اور اگر آنحضرتؐ کا یہی مقصد ہوتا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ علیؑ نے اپنا حق کھو کر عظیم خطا کا ارتکاب کیا (معاذ اللہ) صفحہ ۲۶۹ پر لکھتا ہے کہ نہج البلاغہ کے خطبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ علیؑ خلفاء ثلاثہ کی حکومت کو صحیح جانتے تھے حتیٰ کہ ان کے فرزندان میں سے زید شہید محمد بن عبداللہ نفس زکیہ امام محمد باقرؑ بھی خلفاء ثلاثہ کی فضیلت کے منکر نہ تھے" البتہ ہمیں امید ہے کہ جناب ڈھکو اب آہستہ آہستہ کھل کر سامنے آنا شروع ہو گئے ہیں چند سال تک یہ تمام سربستہ عقائد و نظریات باقیہ بھی طشت ازبام ہونے والے ہیں قوم انتظار کرے

امام خمینیؒ کا عقیدہ

ولایت تکوینی

مقصرین چونکہ معصومینؑ کے تکوینی اقتدار اعلیٰ کے منکر ہیں لہٰذا ان کی

Presented by www.ziaraat.com

تردید میں شیعہ عقائد کا پرچار ضروری ہے سرکار امام خمینی اعلی اللہ مقامہ نے کتاب شرح اربعین حدیث جلد ۲ ر ۱۹۷ میں فرمایا ہے

هما نطور که جنا ب ملک ا لموت موکل به ا ما تة ا ست وا ما ته ا و ا زقبیل ا ستجا بت دعا نیست وجنا ب ا سرا فیل موکل به ا حیا ء ا ست وا ز قبیل ا ستجا بت دعا نیست وا ز قبیل تفویض با طل هم نیست همیں طور ا گر ولی کا مل ونفس زکیه قویه ا ی ا ز قبیل نفوس ا نبیاءٔ وا ولیاٌ ءً قا در برا علا م وا یجا دوا ما تت وا حیا ء به ا قدا ر حق تعا لی با شد تفویض محا ل نیست ونبا ید آنرا با طل شمرد وتفویض ا مر عبا د به روحا نیت کا مله ا ی که مشیتش فا نی درمشیت حق وا را ده ا ش ظل ا را ده حق ا ست ا را ده نه کند مگر آنچه حق ا را ده کند وحرکتی نه کند مگر آنچه مطا بق نظا م ا صلح ا ست درخلق وا یجا دوچه در تشریع وتربیت ما نع ندا رد بلکه حق ا ست وا یں حقیقت تفویض نیست

(ترجمہ) جس طرح کہ جناب ملک الموت موت دینے پر مقرر ہیں اور ان کا کسی کو موت دینا اس وجہ سے نہیں کہ وہ دعا مانگے کہ خدایا فلاں کو موت دے اور ان کی دعا قبول ہونے پر موت واقع ہوتی ہو اور نہ ہی ملک الموت کا یہ اختیار تفویض باطل ہے بلکہ اسی طرح اگر ولی کامل اپنے نفس زکیہ قویہ کی بدولت جیسا کہ انبیاءؑ و اولیاءؑ کے نفوس ہیں اللہ کی عطاء کردہ قدرت کے ساتھ اگر یہ کسی کو معدوم کرنے یا ایجاد کرنے اور موت دینے اور زندگی دینے پر قادر ہیں تو یہ بھی تفویض محال نہیں ہے اس کو باطل نہیں سمجھنا چاہئے اور اللہ تعالی کا اپنے بندوں کے معاملات کو ایسی روحانیت کاملہ کا ارادہ سایہ ارادہ الہی ہو اور اس کی ہر حرکت ہر ارادہ اس کے تابع ہو یہ ایک صحت مند نظام کے عین مطابق ہے چاہے اس کا تعلق خلق و ایجاد ہو

یا تشریع و تربیت سے اس سے کوئی مانع نہیں ہے بلکہ یہ حق ہے اور در حقیقت تفویض ہی نہیں ہے کہ اس کو باطل کہا جائے

(۲) ولایت تکوینی اور سرکار آقا سید ابوالقاسم خوئی کا عقیدہ

مرجع شیعاں جہاں رئیس حوزہ علیمہ نجف اشرف مرحوم سرکار آقائے سید ابوالقاسم خوئی نے ولایت تکوینی کے متعلق اسی طرح ارشاد فرمایا انہوں نے اپنی کتاب التنقیح فی شرح العروۃ ص ۷۳ جلد ۳ طبع نجف اشرف میں فرمایا ہے

ومنهم من لا یعتقد بربوبیة ا میرا لمومنین ولا بتفویض الا موراليه وانما یعتقد ا نه علیه ا لسلا م وغیره من ا لا ئمة الطا هرین ولا ة ا لا مر وا نهم عا ملون الله وا نهم ا کرم المخلوقین عنده فینسب الیهم الرزق والحق ونحوها لا بمعنی ا سنا دها ا لیهم حقیقة لا نه یعتقد فیها ا ن العا مل هوا لله بل کا سنا د ا لموت الی ملک ا لموت وا لمطر الی ملک المطر وا لا حیا ء الی عیسی کما ورد فی ا لکتا ب ا لعزیز وا حی ا لموتی با ذن ا لله وغیره مما هو ا سنا د فعل من ا فعا ل الله الی العا ملین له بضرب من ا لا سنا د ومثل هذا ا لا عتقا د غیر مستتبع للکفر ولا هو ا نکا ر للضروری من هذا القسم وا لغلو بهذا ا لمعنی الا خیر مما لا محذور فیه بل لا منا ص عن ا لا لتزا م به فی ا لجمله

ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو امیرالمومنینؑ کی ربوبیت کے معتقد تو نہیں اور نہ ہی ان کے علاوہ ائمہ طاہرینؑ کے متعلق ایسا عقیدہ رکھتے ہیں بلکہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ یہ ذوات مقدسہ اللہ کے عاملین ہیں اور اس کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم مخلوق

Presented by www.ziaraat.com

ہیں لہذا ان کی طرف رزق خلق کو نسبت دیتے ہیں اور حقیقی نسبت نہیں دیتے کیونکہ ان کے عقیدہ میں اللہ ہی حقیقی خالق رازق ہے بلکہ اسناد مجازی کے طور پر جس طرح کہ موت کی نسبت ملک الموت کی طرف یا بارش کی نسبت بارش برسانے والے فرشتہ کی طرف یا زندہ کرنے کی نسبت عیسیٰ کی طرف جیسا کہ قرآن میں یہ نسبت عیسیٰ کی طرف دی گئی ہے میں باذن خدا مردے زندہ کرتا ہوں تو اس طرح کا عقیدہ رکھنا کفر کے ضمن میں نہیں آتا اور نہ ہی اس سے کسی ضروری عقیدہ کا انکار لازم آتا ہے بلکہ اس آخری معنی کے اعتبار سے ائمہ طاہرینؑ کے خالق ورازق بھی ہونے کے عقیدہ میں کوئی ممانعت نہیں ہے اور نہ ہی یہ غلو ہے بلکہ اس کو قبول کئے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں ہے واضح رہے کہ ولایت تکوینی کے بارے میں یہ عقائد شیعان حیدر کرار کے دو عظیم عالی اعلم دوران مجتہدین عظام کے ہیں جن کے علم وفضل اور معرفت میں شک کرنا روز روشن میں وجود شمس میں شک کرنے کے مترادف ہے مگر ڈھکو صاحب لکھتے ہیں " علم غیب کی طرح یہاں تفویض والے عقیدے میں ذاتی وعطائی وبالذات وبالعرض کی مہمل اور لایعنی بحث کی کوئی گنجائش نہیں ہے " اگر اللہ نے انبیاءؑ واولیاءؑ وشہداء کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ کائنات میں جس طرح چاہیں تصرف کریں قبر و برزخ میں ہزاروں میل سے لوگوں کی فریادیں سن کر ان کی مصیبتوں کو ٹالیں اگر کون ومکان کا کوئی ذرہ ان سے پوشیدہ نہ ہو اور اولاد دولت جاہ منصب کے وہ بانٹنے اور عطا کرنے والے ہیں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ جو ذاتی خدا ہے بہت سے عطائی خدا بنا دئے ہیں حالانکہ اللہ کی غیرت تفرید و توحید اس شرک کو گوارا نہیں کر سکتی یہ جملہ بھی انہوں نے دیوبندیوں کے رسالہ فاران کے حوالہ سے لکھا ہے گویا ڈھکو صاحب کے نزدیک امام خمینی اور آقائے خوئی جیسے اکابر مجتہدین جن کے ٹکڑے کھا کر وہ آج مسند اجتہاد پر براجماں ہونے کے دعویدار بنے ہیں ان کے نزدیک توحید کے مفہوم سے نابلد ہیں کیونکہ ان کو توحید کا صحیح سبق "سیف اللہ" نے دیا تھا

(۳) ولایت تکوینی کے متعلق آیتہ اللہ محمد حسین اصفہانی نجفی کا بیان

نجف اشرف کے مجتہد کبیر استاد المجتہدین آقا شیخ محمد حسین اصفہانی نے تعلیقات المکاسب ص ۲۱۲ میں لکھا ہے

فالولایت خقیقتها کون زمام الشئی بید شخص من ولی الامر وبلیه والنبی والائمه لهم الولایه المعنویه والسلطنه الباطنیه علی جمیع الامور التکوینیه کذالک مجاری الفیوضات التشریعیه فهم وسائط التکوین والتشریع

ولایت کا حقیقی مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی چیز کی باگ ڈور کسی شخص کے ہاتھ میں ہو یہ لفظ ولی یلی کے مصدر سے مشتق ہے اور نبی وائمہ اطہارؑ کے لئے معنوی ولایت اور تمام امور تکوینی وشرعی پر باطنی اقتدار وسلطنت حاصل ہے پس جس طرح یہ بزرگوار تکوینی وتشریعی فیوض وبرکات کے جاری ہونے کے اصل مرکز ہیں یہ تکوینی وتشریعی سے متعلقہ تمام امور کے وسائط بھی ہیں

(۴) ولایت تکوینی کے متعلق آیہ اللہ میلانی کا بیان

مشہد مقدس ایران کے مجتہد اعظم سرکار آیتہ اللہ ہادی میلانی سے سوال ہوا کہ ایک شخص اصول دین وفروع دین کے لحاظ سے شیعہ تو ہے مگر ائمہ طاہرینؑ کی ولایت تکوینی کا منکر ہے آیا اس کے ایمان میں فرق پڑتا ہے انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا محمد وآل محمد ائمہ اطہارؑ علیہم السلام کے متعلق ولایت تکوینی ثابت ہے اور ان کا مرکز اجراء فیض الٰہی ہونا بھی ان بزرگوار ہستیوں کے ارشادات سے حد تواتر تک ثابت ہے جو کہ احادیث معتبرہ اور دلائل عقلیہ سے روشن وواضح ہے

Presented by www.ziaraat.com

انکار این مقام نقص است
از نظر مذہب جعفری

ان کے لئے اس مرتبہ کا انکار کرنا مذہب جعفری کے لحاظ سے ایمان میں نقص ہے "صدودہ پرستش نمبر سوال ۴ مطبوعہ دارا تبلیغ الاسلامی مشہد" پس مقصرین کا جب اپنا ایمان ہی بتصدیق مراجع عظام ناقص ہے ان کو قوم کی اصلاح کرنے کا دعویٰ کیونکہ زیب دیتا ہے

تفویض ووسیلہ

جیسا کہ سرکار آقائے خمینی مرحوم کی عبارت سے تفویض کی وضاحت ہوئی ہے اس کے مطابق شیعہ صحیح عقیدہ یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالی نے تمام کائنات کو محمدؐ و آل محمدؐ کے سپرد کر دیا اور خود الگ ہو گیا بلکہ ہر لحظہ ہر لمحہ وہی کلی مالک ومختار ہے البتہ اس نے اولی الامر کی عظمت وجلالت وتکریم کی وجہ سے ان ذوات مقدسہ کو اپنی مشیت کا ترجمان اور واسطہ قرار دیا ہے سرکار آیہ اللہ سید جعفر بحرالعلوم نجفی فرماتے ہیں

فهم صلوات الله عليهم وسا ئط بيتنا وبين ربنا فى ايصال الخيرات والبركات لعدم ارتباطنا بساحة جبروته وبعدنا عن حريم ملكوته فلا بدان يكون بيننا وربنا سفرا وحجب ذووجهات قدسية وحالات بشرية (تحفۃ العالم جلد اول ص ۴ طبع نجف) پس یہ ذوات مقدسینؑ ہمارے اور ہمارے رب کے درمیان خیرات وبرکات کی رسائی کے وسائط ہیں کیونکہ اس کی بارگاہ جبروت سے ہمارا رابطہ نہیں اور اس کی حریم ملکوتی سے ہم اپنے گناہوں کی وجہ سے دور ہیں لہٰذا ہمارے اور اس کے درمیان ایسے سفراء وحجب کا وجود ضروری ہے جو حالات بشریہ کے ساتھ قدسیؐ کے بھی حامل ہوں علامہ مجلسی فرماتے ہیں

ومعنى الشفاعه الكبرى انهم وسائط فيوض الله فى هذه النشاة والاخرى (الاولیٰ) انهم القابلون للفيوضات الالهية والرحمات القدسية وبتوسطهم تفيض الرحمه على سائر الموجودات وهذه هى الحكمة فى لزوم الصلوة عليهم والتوسل بهم فى كل حاجة

(السیر والسلوک ص ۶۷ حاشیہ عقائد صدوق) شفاعت کبریٰ کا مفہوم یہی ہے کہ یہ پاکیزہ ہستیاںؑ اس دنیا اور آخرت میں بھی فیوض الٰہیہ کے حصول کے وسائل ہیں کیونکہ وہ فیوض ورحمات الٰہیہ کو قبول کرنے کے لائق ہیں اور ان کے توسط سے ہی رحمتیں تمام مخلوقات میں جاری ہوتی ہیں اور یہی اصل حکمت ہے کہ ان ذوات مقدسہ پر درود پڑھا جاتا ہے اور ہر حاجت میں ان کو وسیلہ بنایا جاتا ہے علامہ جعفر بحر العلوم فرماتے ہیں

وفى الاخبار الكثيرة ما يدل على تفويض بعض الشرائع اليهم بمعنى كونهم نوابا عن الله فيه بحسب ما تقتضيه عقولهم المقدسة بل ربما ظهر من كثير منها عموم التفويض حتى من غير الشرائع ايضا كما صح ان امير المومنين قسيم الجنة والنار بل قاسم الارزاق بين العباد

بہت سی احادیث میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ بعض شرعی احکام ان ذوات مقدسہ کو تفویض ہوئے ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالی کے نائب ہیں اور ان احکام میں ان ذوات مقدسہ کی عقول مقدسہ کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے بلکہ بہت ہی احادیث سے عمومی تفویض حتی تشریعی کے علاوہ تکوینی بھی ان کو حاصل ہے جیسا کہ یہ صحیح روایت ہے کہ جناب امیر المومنین جنت وجہنم بلکہ بندوں کے درمیان رزق تقسیم کرتے ہیں (تحفۃ العالم جلد اول ص ۱۳۴ طبع نجف) سرکار امام زمانہؑ سے منقول زیارت رجبیہ میں جو کہ ہر مزار امامؑ پر پڑھی جاتی ہے میں یہ الفاظ پڑھے جاتے

Presented by www.ziaraat.com

ہیں

انا سائلکم وآملکم فیما الیکم التعویض وعلیکم التفویض

میں تم سے ان حاجات کی براری کا سائل وامیدوار ہوں جو آپ کو تفویض کی گئی ہیں اور جن کا عوض دنیا آپ کے سپرد ہے (مفاتیح الجنان) یہ عقیدہ صرف شیعوں کا ہی نہیں بلکہ اہل سنت کا بھی ہے چنانچہ شاہ عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوہ ص ۱۲۰ میں سرکار ختمی مرتبت کے متعلق لکھا ہے

رزق همه در کف اقتدا روے سپرد وقوت تربیت ظاہر وباطن همه بوے داد چنانکه مفاتیح غیب در دست علم الهی است نمی داند آں را مگر وے مفاتیح خزائن رزق وقسمت آں در دست ایں سید کریم نهاد قوله انما انا قاسم والمعطی هوالله

یعنی تمام رزق آنحضرتؐ کے کف اقتدار میں ہے اور تربیت ظاہری وباطنی بھی آپؐ ہی کے سپرد ہے جس طرح غیب کی کنجیاں اللہ کے دست قدرت میں ہیں اسی طرح خزائن رزق اور ان کی تقسیم کا کام بھی آنحضرتؐ کے اختیار میں ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور عطا کرنے والا تو اللہ ہی ہے یہی عقیدہ شیخ مفتی یوسف نبہانی شافعی نے الانوار المحمدیہ ص ۱۹۹ طبع مصر میں بیان کیا ہے پس ان ذوات مقدسہ کے وسیلہ ہونے کا یہی صحیح مطلب ہے جس کو نائب سرکار ولی العصر حضرت حسین بن روحؒ نے بحوالہ امام جعفر صادق علیہ السلام اس طرح بیان فرمایا

ما نزل من الله فعلی ایدیهم وما عرج الی الله فعن ایدیهم وما استغنوا عن الله طرفه عین

جو کچھ بھی اللہ کی طرف سے نازل ہوتا ہے ان کے ہاتھوں سے ہو کر ملتا ہے اور جو کچھ دعا وعمل وغیرہ یہاں سے اللہ کی طرف جاتا ہے ان کے ہاتھوں سے ہو کر جاتا

ہے اور یہ چشم زدن جتنا لمحہ بھی اللہ سے بے نیاز نہیں ہیں کتاب الغیبہ شیخ طوسی ص ۲۵۲ منتہی الآمال جلد ۲ ص ۵۵۳ (جواہر الاسرار ص ۳۶)

یا علیؑ مدد کا عقیدہ

اس میں کوئی شک نہیں ہے خداوند عالم ہی تمام قوتوں اور طاقتوں کا اصل مالک ہے مگر اس نے عالم علل اسباب میں ہر کام کو کسی نہ کسی ذریعہ و وسیلہ سے وابستہ کر دیا ہے شیعان حیدر کرارؑ ہمیشہ مصائب والام میں ائمہ اطہارؑ سے استعانت کو بطور وسیلہ اپنا وظیفہ ایمانی سمجھتے رہے ہیں جناب رسول اللہؐ کا ارشاد ہے

اذکروا عند نوائبکم وشدائدکم محمد" وآله لینصر الله به ملائکتکم علی الشیاطین الذین یقصدونکم

(بحار الانوار جلد ۹۳، ۱۲) تم اپنے مصائب وشدائد میں محمد وآل محمد کا ذکر کرو تاکہ اللہ اس کے سبب تمہارے فرشتوں کی مدد کرے اور ان شیطانوں کو دور کر دیا جائے جو تمہارا قصد کرتے ہیں

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں

اذا نزلت بکم شدة فاستعینوا بنا علی الله.

(تفسیر عیاشی جلد ۲، ۴۲).

جب تم پر کوئی مصیبت آن پڑے تو اللہ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے ہم سے مدد طلب کرو تفصیل کے لئے جواہر الاسرار ص ۱۴۰ ملاحظہ ہو

جداگانہ نوع کا عقیدہ

شیعوں کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ رہا ہے کہ محمد وآل محمد علیہم السلام ایسے بشر نورانی سماوی ہیں جن کی حقیقی خلقت کائنات کی خلقت سے مقدم ہے یہ اپنی ظاہری خلقت میں علم ومعرفت لے کر آتے ہیں ان کے ابدان مبارک نجاسات کی آلودگی سے پاکیزہ ہوتے ہیں ان کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا انہوں نے خود ارشاد فرمایا ہے

Presented by www.ziaraat.com

نحن اسرار اللہ المودعۃ فی الھیاکل البشریۃ ھم بشری

اجسام میں ودیعت کردہ اللہ کے راز ہیں ہاں جب شیعہ یہ کہتے ہیں کہ یہ ذوات مقدسہ نازل ہوتے ہیں تو وہ ان کے متعلق قرآنی لفظ استعمال کرتے ہیں کوئی شیعہ اس بات کا منکر نہیں ہے کہ عالم ناسوتیت وجسمانیت میں ان کے رشتے ناقابل انکار ہیں ہر شیعہ اپنے امام کو علی بن ابی طالبؑ حسین بن علیؑ کہہ کر فخر کرتا ہے کوئی ولادت کا منکر نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ان کی تکالیف ومصائب بھوک پیاس مرض کم سنی جوانی جیسے مراحل کا منکر ہے محض اپنی دکان چمکانے کے لئے نام نہاد مجتہد صاحب ہر کتاب میں اس بات کو دہراتے ہیں اور اس کتاب اصلاح الرسوم صفحہ ۸۳ پر دہرایا ہے یہ سراسر الزام وخرافات ہیں ورنہ وہ حوالہ دیتے کہ کس عالم نے کس کتاب میں سادات کے شجرہ نسب کو لغو قرار دیا ہے تفصیل کے لئے قواعد الشریعہ جلد اول ملاحظہ ہو البتہ ان کی خلقت کی نوری اولی کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ یہ حضرات نازل ہوتے ہیں جیسا کہ علامہ مجلسیؒ نے بحار الانوار جلد ۱۰۰ ر ۳۴۹ میں جناب امیرالمومنینؑ کی زیارت کا یہ فقرہ لکھا ہے

السلامُ علیک ایھا النازلُ من عِلّیّین

اے مقام علیین سے نازل ہونے والے تم پر میرا سلام ہو

علم غیب کا عقیدہ

اصلاح الرسوم ص ۶۷ پر حسب عادت پھر وہابیوں کا یہ راگ الاپا گیا ہے کہ عالم الغیب صرف اللہ کی ذات ہے کسی مخلوق کو عالم الغیب کہنا شرک ہے حالانکہ قرآن وحدیث میں یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالی کے ننانوے اسماء صفاتیہ مشترک لفظی ہیں ایسا نہیں ہے کہ حی، عالم، قادر، بصیر، محی، ممیت، خالق، رازق، صرف اسی کی ذات ستودہ صفات کے لئے مخصوص ہوں یہی وجہ ہے کہ مولف اصلاح الرسوم نے کتاب ھذا کے ٹائٹل پر اپنا لقب ممیت البدعہ لکھا ہے یعنی بدعت کو

موت دینے والا جبکہ موت دینا تو اللہ کی صفت ہے کیا مولف نے شرک صفاتی کیا ہے؟ اور یہ حقیقت ہے کہ یہ الفاظ جب اللہ کے لئے استعمال ہوتے ہیں تو ان کے معانی اس کی ذات کی مناسبت سے اور ہوتے ہیں جبکہ مخلوق پر استعمال کرتے وقت اور ہوتے ہیں آج تک کسی علمی اصطلاح پر اتفاق نہیں کہ علم اور ہو اور اطلاع اور ہو یہی وجہ ہے کہ ابن عباسؓ نے حضرت خضرؑ کو بھی عالم الغیب کہا ملاحظہ ہو کتاب "عرائس المجالس ثعلبی شافعی ص ۲۲۵ طبع مصر" اسی طرح سنی معتزلی علامہ کبیر ابن ابی حدید بغدادی نے قصائد سبع علویات ص ۱۶ ص ۱۷ طبع مصر میں مولائے کل حضرت علیؑ کے متعلق لکھا ہے

علم الغیوب الیہ غیر مدافع

والصبح ابیض مسفر لایدفع

حضرت علیؑ کی طرف علم الغیوب کی نسبت کو دفع نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ حقیقت اس طرح واضح ہے کہ صبح سفید (جو روشن ہو اس) کو دفع نہیں کیا جا سکتا شیعان حیدر کرار جو ائمہ اطہارؑ کے زمانہ اور ان کی عین حیات سے عقائد رکھتے چلے آرہے ہیں کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ وہ ائمہ اطہارؑ کو عالم الغیب مانتے تھے اور ائمہ اطہارؑ کو اس حقیقت کا علم تھا مگر ائمہؑ نے ان کو کہیں منع نہیں کیا کہ ہمیں عالم الغیب نہ مانو یہ عقیدہ شرک ہے چنانچہ چند روایات معتبرہ پیش خدمت ہیں

(۱) عتاب ابن ابی عتاب خادم متوکل جس کا یہ قول حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے متعلق منقول ہے

کان الشیعۃ یتحدثون انہ یعلم الغیب

شیعوں کا آپس میں اکثر یہ کہنا ہوتا تھا کہ امام علی نقیؑ عالم الغیب ہیں چنانچہ جب عتاب نے دو معجزے اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے تو امامؑ سے مخاطب ہو کر بولے

الناس یقولون انک تعلم الغیب وقد تبینت ذلک من خلتین

لوگ تو صرف زبانی طور پر کہتے ہیں کہ آپ علم غیب جانتے ہیں مگر میں نے تو دو

Presented by www.ziaraat.com

صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی

جعلت فداک اعندکم علم الغیب قال له ویحک انی لا علم ما فی اصلاب الرجال وارحام النساء آپ پر قربان ہو جاؤں کیا آپ کے پاس علم غیب ہے امامؑ نے فرمایا تم پر افسوس ہو میں تو یہ بھی علم رکھتا ہوں کہ مردوں کی صلبوں اور عورتوں کے رحموں میں کیا کیا پنہاں ہے مناقب ابن شہر آشوب جلد ۴ ص ۲۵۰ طبع ایران

(۵) حضرت امام رضا علیہ السلام عمرو بن ہداب سے فرماتے ہیں

ان انا اخبرتک انک ستبتلی فی هذه الایام بذی رحم لک کنت مصدقا لی قال لا فان الغیب لا یعلمه الا الله قال أولیس الله یقول عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی فرسول الله مرتضی ونحن ورثته ذلک الرسول فان لم یصح ما قلت فی هذه لمدة فانی کذاب مفتر وان صح فتعلم انک الراد علی الله ورسوله

بحار جلد ۴۹ ص ۷۵ اگر میں تجھ کو خبر دوں کہ تم ان دنوں میں ایک رشتہ دار کے ساتھ کسی معاملہ میں مبتلا ہو جاؤ گے تو تم میری اس بات کی تصدیق کرو گے اس نے کہا نہیں کیونکہ اللہ کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں ہے امامؑ نے فرمایا کیا خدا یہ نہیں فرماتا وہ عالم الغیب ہے اور اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا مگر اس کے جس کو اس نے برگزیدہ کیا ہو رسول میں سے پس رسول اللہؐ برگزیدہ ہیں اور ہم ان کے وارث ہیں اگر اس مدت میں میری بات ثابت نہ ہوئی تو میں کذاب وافتراء پرداز ہوں گا اور اگر صحیح ثابت ہوئی تو تم اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کو رد کرنے والے مجرم بنو گے" امام نے یہاں اپنے عالم الغیب ہونے کا اعتراف فرمایا

قاضی عبدالجبار معتزلی کی تضاد بیانی

اصلاح الرسوم ص ۷۱ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان جو کہا گیا ہے کہ بعض

باتوں میں خود اس حقیقت کو روشن پایا ہے امامؑ نے اس کے اس قول کی کوئی تردید نہیں فرمائی کہ ایسا مت کہا کرو ملاحظہ ہو یہ روایت مناقب ابن شہر آشوب جلد ۴ ص ۴۱۳ بحار الانوار جلد ۵۰ ص ۱۷۳

(۲) علی بن محمد بن علی جس نے امام محمد تقی علیہ السلام کی محفل میں تین معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے تو اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا

انی لا حسب هذا الهاشمی کما یقال انه یعلم الغیب فنظرت الیه وحمدت الله علی معرفه سیدی

(ہدایہ ابن حمدان ص ۳۰۱) میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاشمی علم غیب جانتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے مگر میں نے تو آج دیکھ لیا اور اپنے سرتاج کی معرفت حاصل کر لینے پر اللہ کی حمد کی گویا یہ عقیدہ عام طور پر شیعوں کی زبان پر جاری رہتا تھا اور ائمہؑ اس کو قبول فرماتے تھے

(۳) جناب امیرالمومنینؑ نے احتجاج زندیق کی حدیث میں ارشاد فرمایا

ان لله اولیاء تجری افعالهم واحکامهم مجری فعله عرف الخلق اقتدارهم علی علم الغیب بقوله عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی

اللہ تعالیٰ کے کچھ اولیاء ہیں جن کے افعال واحکام اسی کے فعل کی مانند جاری ہوتے ہیں اللہ نے مخلوق کو یہ پہچان کروائی ہے کہ وہ علم الغیب پر اقتدار رکھتے ہیں کیونکہ اس کا ارشاد ہے وہ غیب کا عالم ہے اور اپنے غیب پر اسی کو مطلع کرتا ہے جس کو اپنے بندوں سے برگزیدہ کر لیتا ہے اسی طرح لیلۃ القدر میں ولی الامر کے پاس نازل کئے جانے والے امور ہیں جناب امیرؑ نے خلق، رزق، اجل، عمر، حیات وموت، اور علم الغیب السموات والارض کو بھی شمار کیا ہے (احتجاج طبرسی جلد ۲ ص ۲۷۵ طبع نجف)

(۴) صفوان بن یحییٰ کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر

Presented by www.ziaraat.com

مشائخ نے ظلم و زیادتی کی وجہ شیعہ امامیہ پر الزام لگایا ہے کہ وہ ائمہؑ کے علم غیب کے قائل ہیں یہ اشارہ قاضی عبدالجبار کی طرف ہے جس نے اپنی تفسیر فرائد القرآن جلد دوم میں نفاق پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے انہ صلعم لیکن یعلم البواطن ولا الغیب بخلاف مارتکبہ طائفۃ فی الامام والنبی

آنحضرتؐ لوگوں کے اندرونی حالات اور غیب کو نہ جانتے تھے بخلاف ایک گروہ کے جو امامؑ و نبیؐ کے علم غیب کا قائل ہے علامہ سید رضی الدین بن طاؤس علی نے قاضی کے الزام کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے

کیف یقول ذوبصیرۃ ان بشرا" یعلم الباطن والغیب لذاتہ وشہد العقل والنقل والقرآن باطلاع کثیر من الانبیاء والاوصیاء والاولیاء علی کثیر من مغیباتہ

(سعد السعود ص ۱۸۵ طبع نجف) کوئی بابصیرت یہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ کوئی بشر ذاتی طور پر علم باطن و علم غیب جانتا ہو حالانکہ عقل و نقل و قرآن گواہ ہے کہ انبیاءؑ و اوصیاءؑ و اولیاءؒ بہت ہی غیب کی باتوں پر آگاہی رکھتے تھے حالانکہ آگے چل کر خود قاضی عبدالجبار آنحضرتؐ کے علم غیب کا قائل ہوا ہے اور تیسری جلد تفسیر فرائد القرآن میں لکھا ہے

بذا مما اظہر اللہ لرسولہ من علم الغیب فصار کالمعجزلرسولہ من ھذا الوجہ

یہ بات دلیل ہے کہ اللہ نے اپنے رسولؐ کو علم غیب سے آگاہ فرمایا ہے اور یہ اس وجہ سے آنحضرتؐ کا گویا معجزہ ہوا پھر سید ابن طاؤس قاضی کی اس عبارت کی تائید میں فرماتے ہیں

اما تری عبدالجبار اعترف بان اللہ اظہر لرسولہ علم الغیب وھکذا قولنا لطائفۃ الامامیہ

کیا تم نہیں دیکھتے کہ عبدالجبار نے یہ اعتراف کر لیا ہے کہ اللہ نے اپنے پیغمبرؐ کو علم الغیب سے آگاہ فرمایا اور یہی عقیدہ تو گروہ امامیہ کا ہے (سعد السعود صفحہ ۱۸۶ طبع نجف)

علامہ سید ابن طاؤس نے واضح فرمایا کہ گروہ امامیہ ذاتی لحاظ سے نہیں بلکہ تعلیم علم لدنی ان ذوات مقدسہ کے علم الغیب پر ایمان رکھتا ہے اور یہ عقیدہ اب تک تمام علماء شیعہ کا مسلمہ عقیدہ رہا ہے چنانچہ ایران میں ایک عظیم محقق سرکار آیۃ اللہ سید محمد باقر محمودی جنہوں نے بحار الانوار طبع جدید پر تحقیقی حواشی لگائے ہیں اپنے کتاب نہج السعادہ مستدرک نہج البلاغہ جلد ۳ ص ۱۱ طبع بیروت میں کیا خوب ارشاد فرماتے ہیں

ھذا من خصائص اوصیاء رسول اللہ وخلفاءہ فی امتہ المھیمنین علی کتاب اللہ وحجج اللہ علی خلقہ وشہدائہ فی عبادہ وبلادہ وامثالہ یتمسک شیعۃ اھل البیت ویعتقدون ان الائمۃ واوصیاء رسول اللہ یعلمون الغیب وجمیع ما یحتاج الیہ البشر فی الحیاۃ الدنیا وان من لا یعلم الغیب بمعزل عن خلافۃ رسول اللہ ومقام وصایتہ

(کسی بھی مشکل مسئلہ سے عاجز نہ ہوتا) یہ آنحضرتؐ کے حقیقی خلفاءؑ و اوصیاءؑ کے خصائص میں سے ہے کہ وہ کتاب اللہ کے نگہبان اور مخلوق پر اللہ کی حجتیں اور شہداء علی العباد و البلاد ہیں ایسے ہی خطبوں سے شیعان اہل بیت نے تمسک کرتے ہوئے یہ عقیدہ رکھا ہے کہ آنحضرتؐ کے اوصیاء عالم الغیب ہیں اور تمام امور و اشیاء کو جانتے ہیں جن کی بشر کو دنیا میں ضرورت ہے اور جو عالم الغیب نہ ہو وہ آنحضرتؐ کے جانشین و وصی ہونے کے منصب کے لائق نہیں ہے لہذا جن روایات میں علم غیب کی نفی وارد ہو گی ان کی علمی توجیہ کی جائے گی مگر یک طرفہ روایات متشابہ کو عقیدہ کی بنیاد نہیں بنایا جائے گا اور نہ ہی چودہ سو سالہ

Presented by www.ziaraat.com

سلہ شیعہ عقیدہ کو مہمل قرار دیا جائے گا منفی روایات کی جرح وقدح یا توضیح کے
لئے ہماری کتاب جواہر الاسرار اور قواعد الشریعہ کی طرف رجوع کیا جائے یا سرکار
آیتہ اللہ نمازی کا رسالہ علم الغیب طبع مشہد مقدس دیکھا جائے

حاضروناظروالا عقیدہ

آنحضرتؐ سرکار ختمی مرتبتؐ کے متعلق برادران اہل سنت بھی اس بات
کے معتقد ہوئے ہیں کہ وہ ہر مرنے والے کے پاس اس کی قبر میں تشریف لاتے ہیں
چاہے مرنے والے بیک وقت ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہوں قسطلانی نے
شرح بخاری جلد ۳، ۳۹۰ کتاب الجنائز میں لکھا ہے کہ

یکشف للمیت حتی یری النبی وھی بشری عظیمہ للمومنین

میت کے سامنے سے حجاب اٹھا لیا جاتا ہے اور وہ آنحضرتؐ کو اپنے سامنے دیکھتا ہے
یہ مومن کے لئے عظیم بشارت ہے شیعہ احادیث میں ایک سو سے زیادہ معتبر و مستند
احادیث میں چہاردہ معصومینؑ کی تعلیمات سے ثابت ہے کہ شیعہ حضرات ان کو علم
شمولی کامل کی وجہ سے حاضروناظر و نگران اعمال مانتے چلے آ رہے ہیں آج ٹیلی ویژن
کی ایجاد نے ثابت کر دیا ہے کہ ایک شخص ہر انسان کو بولتے چلتے پھرتے آن واحد
میں ہزاروں لاکھوں جگہ دیکھ سکتا ہے اگر اللہ تعالی امام کو یہ قوت عطا کر دے کہ وہ
جام جہان نما کی طرح مسجد کوفہ میں بیٹھ کر جہان عالم کے دور افتادہ علاقوں کے اعمال
واحوال سے باخبر ہو تو کیا بعید ہے کیا اللہ نے شیطان کو یہ قدرت عطا نہیں کی کہ وہ
آن واحد میں لاکھوں کے دلوں پر کنٹرول کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور ہر مسلمان
اعوذ باللہ کہہ کر اس کے حملوں سے پناہ مانگتا پھرتا ہے جناب امیر المومنینؑ معتبر
حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں

ما من مومن فی مشارق الارض ومغاربھا لا ونحن معہ

کوئی بھی مومن زمین کی مشرقوں سے مغربوں تک ایسا نہیں ہے جس کے ساتھ ہم

موجود نہ ہوں دوسری حدیث میں فرماتے ہیں

لیس یغیب عنا مومن فی شرق الارض وغربھا

زمین کی مشرق سے مغرب تک کوئی مومن ہماری نگاہ سے غائب نہیں ہے بحار
الانوار جلد ۷ ص ۳۱۳ ص ۳۰۹ طبع قدیمی حضرت امام زمانہ کے متعلق دعائے ندبہ
میں آتا ہے

بنفسی انت من مغیب لم یخل منا

میری جان آپ پر قربان ہو جائے جو کہ ایسے غائب ہیں کہ ہماری محفل ان سے خالی
بھی نہیں اس دعا میں آتا ہے

السلام علی الامام الغائب عن الابصار الحاضر فی
الامصار

ایسے امام پر سلام ہو جو نگاہوں سے غائب ہے مگر تمام شہروں میں حاضر ہے (شرح
دعائے ندبہ صافی ص ۴۰) خود حضرت ولی العصر عج اللہ ظہور شیخ مفید کے نام جاری
کردہ ایک توقیع میں ارشاد فرماتے ہیں

انا نحیط علماً بانبائکم ولا یعزب عنا
شئی من اخبارکم انا غیر مھملین
لمراعاتکم ولا ناسین لذکرکم

احتجاج طبرسی جلد ۲ ص ۲۷۷ بحار جلد ۱۳ ص ۲۴۳ ط قدیم ہم تمہاری تمام خبروں کا
علمی احاطہ رکھتے ہیں اور تمہاری کوئی خبر ہم سے دور نہیں ہے اور ہم تمہاری
حفاظت سے نہ ہی غافل ہیں اور نہ تمہاری یاد کو بھولے ہوئے ہیں۔ لہذا محض
مخالفین کو خوش کرنے کے لئے شیعہ قوم سے ان کے ائمہ اطہارؑ کے عطا کردہ عقائد
سلب کرنے کی کوشش اور چند دیوبندیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے جذبہ کے
تحت دعوی ہے کہ ایسی روایت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ صرف شیعہ
عقیدہ ہے بلکہ جلال الدین سیوطی نے بھی اولیاء اللہ کے بیک وقت کئی مقامات پر

Presented by www.ziaraat.com

حاضر ہونے کی حقانیت کو تسلیم کیا ہے چنانچہ وہ الحاوی للفتاوی جلد ۲ ص ۲۵۵ طبع مصر میں لکھتے ہیں

الولی اذا تحقق فی ولا یتہ مکن من التصور فی
صور عدیدۃ وتظہر روحا نیتہ فی وقت
واحد فی جہات متعددہ

ولی جب اپنی ولایت میں ثابت و راسخ قدم ہو جاتا ہے تو اس کو مختلف صورتوں میں ظاہر ہونے کی قدرت عطا ہو جاتی ہے اور اس کی روحانیت ایک ہی وقت میں متعدد مقامات پر ظاہر ہوتی ہے نجف اشرف کے مجتہد اعظم سرکار آیہ اللہ سید محمود شہرودیؒ نے بیان فرمایا کہ شیخ اسد اللہ رشتی نے خواب میں جناب امیرالمومنینؑ کو دیکھا تو ان کو یاد آیا کہ وہ اس حدیث میں شک کرتے تھے کہ علیؑ ایک رات کس طرح چالیس مقامات پر مہمان ہوئے چنانچہ انہوں نے مولا سے خواب ہی میں اس حدیث کے متعلق سوال کیا امامؑ نے فرمایا تم اس موضوع کو نہیں سمجھے اپنے اردگرد دیکھو جب میں نے دیکھا تو مجھے اپنے اردگرد ہر جگہ ہر لحظہ علی علی نظر آئے اور حیرت سے میرا شک دور ہو گیا ملاحظہ ہو (علم الامام آقائے نمازی شہرودی ص ۲۰۱ طبع مشہد) لہذا فریقین کے نزدیک اس متفقہ نورانی مقام محمدؐ و آل محمدؐ کا انکار سراسر حقائق کے خلاف بغاوت ہے اور آیہ اللہ طباطبائی تہرانی نے بھی تفسیر المیزان جلد اول ص ۲۷۰ طبع بیروت میں اس عقیدہ کو حق ثابت کیا ہے۔

باب سوئم

شیعہ عبادات پر بدعت کی تہمت
اور اس کے جوابات

اس باب میں ہم ڈھکو صاحب کی ان تہمت طرازیوں کی تردید پیش کرتے ہیں جو انہوں نے شیعہ مسلک کی عبادات پر کی ہیں۔

اذان میں "اشہد ان علیا ولی اللہ" کا اضافہ

مصنف اصلاح الرسوم صفحہ ۹۶ پر لکھتے ہیں "برادران اسلام کی دیکھا دیکھی خاندان رسالتؐ کی محبت کے دعویدار بھی کسی سے پیچھے نظر نہیں آتے چنانچہ انہوں نے بھی مختلف اوقات اور مختلف ادوار میں شرعی احکام میں کہیں من پسند اضافے کیے ہیں اپنی مرضی کے مطابق کمی کی ہے چنانچہ اذان میں اشہدان علیا ولی اللہ کا اضافہ بھی ان ہی لوگوں کی اختراع کا شاہکار ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت امیرؑ مومنوں کے امیر ہیں اللہ کے ولیؑ اور نبیؐ کے وصی ہیں۔ مگر یہ فقرہ جزء اذان نہیں ہے اب رہی یہ بات کہ اس کا اضافہ کب ہوا کس نے کیا اس کی صحیح تاریخ معلوم نہیں ہے البتہ شیخ صدوق متوفی ۳۸۱ھ کی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک یہ فقرہ رائج ہو چکا تھا جبھی تو ان کو اس کے خلاف آواز بلند کرنی پڑی بہرحال یہ تلخ حقیقت ہے کہ یہ فقرہ عہد رسالت سے لے کر امامؑ زمانہ کی غیبت کبریٰ تک کسی دور میں بھی اذان کا نہ جزء رہا ہے اور نہ ہی اذان میں کہا گیا ہے یہ زمانہ بعد کی ایجاد ہے ہم نے قوانین الشریعہ میں اذان کی اٹھارہ فصلیں لکھیں تو فقہ جعفری کی ابجد سے نابلد بعض بے لگام مقررین نے آسمان سر پر اٹھا لیا میں ان غیر ذمہ دار لوگوں سے جو نہ مجتہد ہیں نہ مقلد نہ محدث صرف یہ پوچھتا ہوں کہ ہماری فقہ و حدیث کی کون سی کتاب ہے جس میں اذان کی اٹھارہ فصلیں درج نہیں ہیں۔ وسائل سے لمعہ تک اور مراجع عظام کے رسائل و

Presented by www.zlaraat.com

تو نیمات تک کیا اذان کے اٹھارہ کلمے مذکور نہیں ہیں کیا شیخ صدوق نے اذان و کمی بیشی کرنے والوں کو فرقہ مفوضہ قرار دے کر لعنت نہیں کی اگر یہ سب حقائق ہیں تو میرے اٹھارہ فصول اذان پر لکھنے پر اعتراض کا کیا جواز ہے بعد ازیں یہ کہنا بلا مبالغہ درست ہے کہ اذان کے بیس فصول والی بات ان لوگوں کے نہاں خانہ دماغ کے سوا ہماری کسی بھی مستند فقہی کتاب میں درج نہیں ہے۔

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور ہے کیا آفتاب کا

الجواب

ہم لکھ چکے ہیں کہ آقا ابو موسیٰ (اشعری) موسوی عراقی نے جو بغداد کے آلہ کار بن کر انقلاب اسلامی ایران کے خلاف کتابیں لکھ رہے ہیں انہوں نے بھی اصلاح شیعہ صفحہ ۱۰۶ اور صفحہ ۱۰۷ میں یہی مضمون دہرایا ہے اور اس کو فعل حرام قرار دیا ہے اس سے پہلے خالصی نے اذان میں علی ولی اللہ کی شہادت دینے والے کو بدعتی ضال مضل جہنمی اور کافر لکھا ہے جیسا کہ عبدالحسن حماوی نے الیا القارعہ صفحہ ۶ میں لکھا ہے ہم یہاں جناب ڈھکو صاحب کی ان عبارتوں کے بخیے ادھیڑ دیتے ہیں جن میں کھل کر امیر المومنینؑ کی توہین کی گئی ہے۔

اذان میں شہادت ثالثہ کے اضافہ کی تاریخ

ڈھکو صاحب کا یہ کہنا کہ شیخ صدوق کے وقت تک اذان میں شہادت ثالثہ کا اضافہ ہو چکا تھا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیخ صدوق کی ولادت ۳۰۶ھ کو ہوئی نائب امام زمانہ حضرت حسین بن روحؒ کا انتقال ۳۲۶ھ کو ہوا جب کہ آخری نائب ابو الحسن علی بن محمد سمریؒ کا انتقال ۳۲۹ھ کو ہوا پھر غیبت کبریٰ واقع ہو گئی مگر سرکار امام زمانہ کا رابطہ علماء شیعہ سے اس کے بعد بھی جاری رہا حتی کہ شیخ مفید علیہ

الرحمہ کا انتقال ۴۱۳ھ میں ہوا مگر ان کے پاس ناحیہ مقدسہ سے سرکار امام زمانہ کی آخری توقیع تحریر ۲۳ ذی الحجہ بروز جمعرات ۴۱۲ھ کو وارد ہوئی جیسا کہ احتجاج طبرسی جلد ۲ صفحہ ۳۲۴ میں وارد ہوا ہے جس سے ثابت ہوا کہ اس ساری صدی میں علماء محدثین کا سرکار امام زمانہؑ سے رابطہ قائم رہا پس اگر اس دوران اگر شیعہ علماء نے اپنی طرف سے زیادتی کر کے از روئے بدعت اذان میں یہ اضافہ کیا تو ۳۲۹ھ سے لے کر ۴۱۲ھ تک جہاں مولا نے اپنی توقیعات صادر فرمائیں کسی توقیع میں علماء شیعہ کو اس اضافہ کے خلاف جدوجہد کرنے کا حکم صادر کیوں نہ فرمایا غیبت صغریٰ اور غیبت کبریٰ تک امامؑ سے جو فقہی مسائل دریافت ہوتے رہے وہ احتجاج طبرسیؒ اور غیبت طوسیؒ میں منقول ہیں مولاؑ نے شیخ مفیدؒ کے نام اپنی توقیع میں تحریر فرمایا

انا نحیط علما بانبائکم ولا یغیب عنا من اخبارھم انا غیر مھملین لمراعاتکم ولا ناسین لذکرکم ولو لا ذلک لنزل بکم البلاء واصطلمکم الاعداء (احتجاج طبرسی جلد ۲ صفحہ ۳۲۳) ہم تمہارے حالات کا پورا احاطہ علمی رکھتے ہیں اور تمہاری کوئی خبر ہم سے پوشیدہ نہیں ہے ہم تمہاری نگرانی سے غافل نہیں اور نہ تمہیں فراموش کیے ہوئے ہیں اگر ایسا ہوتا تو تم پر مصیبت ٹوٹ پڑتی اور دشمن تمہیں تہس نہس کر دیتے اگر امام جانتے تھے کہ ایسی خطرناک بدعت شیعوں میں رائج ہو چکی ہے اور اذان کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے تو امامؑ نے کسی توقیع میں شیعوں کو اس سے کیوں نہ روکا آج ڈھکو صاحب کو اس اضافہ پر اس قدر تکلیف ہو رہی ہے تو کیا امام زمانہ کو اس کا کوئی احساس نہ ہوا؟ یقیناً" امام عالی مقام اس شہادت کی تائید میں تھے یہی وجہ ہے کہ جب ان سے دعائے توجہ میں (تکبیر الاحرام کے بعد سورہ الحمد پڑھنے میں پہلے) یہ سوال کیا گیا کہ آیا ہم حنیفا مسلما" کے بعد علی دین محمد و ھدیٰ امیر المومنین کا اضافہ کر سکتے ہیں تو مولا نے تائیدی جواب کے ساتھ یہ بھی تحریر فرمایا کہ ان الدین لمحمد والھدایۃ لعلی امیر المومنین

Presented by www.ziaraat.com

لِأَنَّهاله وفی عقبه باقیة الی یوم القیامة فمن کان کذلک فهو من المهتدین ومن شک فلا دین له احتجاج جلد ۲ صفحہ ۳۰۸ بیشک دین محمدؐ کا اور ہدایت ولایت علیؑ امیر المومنینؑ کی ہے کیونکہ وہ ان کی ہے اور قیامت تک ان کی اولاد میں جاری ہے پس جو اس کا قائل ہو گا وہ ہدایت پانے والا ہے اور جو شک کرتا ہے وہ بے دین ہے یہی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ امامؑ عالی مقام اس شہادت کے سرپرست تھے اور قیامت تک عَلَمِ شہادت ولایت کے بلند رکھنے کا اعلان کر رہے تھے۔

شیخ صدوقؒ کا موقف

شیخ صدوق تقیہ کے دور میں تھے ان کے زمانہ میں ان کا شہر "رے" منافقین کا مرکز تھا ان کا نظریہ تھا کہ اس کو جزء اذان قرار نہ دیا جائے اسی لیے انہوں نے لکھا کہ "لیس ذلک من اصل الاذان" یہ اصل اذان میں نہیں یعنی جزء نہیں آگے خود ہی اس کی وضاحت کردی کذلک لا باس ان یقال فی صلوه الغداة علیٰ اثر علیٰ خیر العمل الصلاه خیر من النوم مرتین للتقیة یعنی اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ تقیہ کی وجہ سے صبح کی اذان کے بعد دو بار حی علی خیر العمل کے بعد الصلوة خیر من النوم کہہ دیا جائے ملاحظہ ہو من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ ۱۸۸ تمام فقہا نے یہی سمجھا ہے کہ شیخ صدوق بلا قصد جزئیت شہادت ثالثہ در اذان کے قائل تھے "شرح لمعہ جلد اول صفحہ ۲۳۰ میں موجود ہے" بدون اعتقاد ذلک لا حرج" یعنی شیخ صدوق کے نزدیک اگر قصد جزئیت نہ ہو تو کوئی مانع نہیں ہے کہ اذان میں علی ولی اللہ کہا جائے۔" یعنی جیسا کہ تقیہ کے حالات میں تثویب کا اضافہ کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر یہ جز بھی نہیں ہے"

✓ باوجود اس کے بھی شیخ صدوق کی زندگی میں بھی مخالفت ہوئی اور ہمیشہ فقہاء نے ان کے اس فتوی کے ساتھ دیگر ان کے کئی فتاوی کی مخالفت بھی کی اور

کتابیں بھی لکھیں ان کے ہم عصر حسن بن محمد قمی متوفی ۳۷۸ھ نے تاریخ قم میں ان کے دور میں قم کے شیعہ فقہاء کی تعداد ۲۶۶ بتلائی ہے جب کہ ان کے والد کے زمانہ میں غیبت صغریٰ کے اختتام پر ۳۲۹ھ میں قم میں شیعہ فقہاء ہزاروں میں تھے (شرح من لا یحضرہ الفقیہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۹) مندرجہ ذیل فقہاء نے شیخ صدوق سے اذان کے مسئلہ میں اختلاف کیا اور مستقل کتابیں لکھیں۔

۱۔ کتاب الاذان ابو الحسن علی بن ابی سہل قزوینی متوفی ۳۸۱

۲۔ کتاب الاذان ابو عبد اللہ محمد بن وهبان هنائی متوفی ۳۸۵ھ

۳۔ کتاب الاذان ابو نضر محمد بن مسعود سمرقندی عیاشی صاحب تفسیر۔

۴۔ رسالہ اذانیہ علامہ محمد باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ الذریعہ جلد اول صفحہ ۴۰۵

۵۔ التنبیہ علی غرائب من لا یحضرہ الفقیہ تالیف شیخ مفلح بن حسن صیمری متوفی ۹۳۳ھ صاحب روضات لکھتے ہیں جمع فیه فتاویه المخالفة للاجماع والمسائل المتروکات عند علمائنا المتاخرین والمرفوضات عند فقهائنا المتقدمین انہوں نے اس کتاب میں شیخ صدوق کے وہ فتاوی جمع کیے ہیں جو خلافِ اجماع ہیں اور ان مسائل کا ذکر کیا ہے جو فقہاء متقدمین و متاخرین کے نزدیک متروک ہیں ملاحظہ ہو۔ روضات الجنات جلد ۷ صفحہ ۱۲۹ طبع جدید لہٰذا جب شیخ صدوقؒ کے فتوی کے خلاف تمام فقہاء شیعہ ان کی مسامحت ثابت کر چکے ہیں تو ڈھکو صاحب کو کیا فائدہ ہو رہا ہے کہ وہ ان کے الفاظ میں چودہ سو سال کے اکابر شیعہ علماء و فقہاء کرام کو "ملعون غالی مفوض" ثابت کرنے لگے ہیں انہوں نے اپنے اساتذہ و مشائخ کے فتاوی کا بھی ذرا بھر احترام نہ کیا اور سب کو بدعتی قرار دے کر سعودی وزارت مذہبی امور کو خوش کیا ہے کیا شیعہ مساجد سے اذان میں علی ولی اللہ کی آواز ختم کرانے سے شیعوں کو فائدہ ہو گا یا نقصان یہ قوم خود فیصلہ کر سکتی ہے۔

پھر تمام علماء و فقہاء اس نکتہ پر متفق ہیں کہ شیخ صدوقؒ سمیت بلکہ تمام فقہاء قم کا جو

Presented by www.ziaraat.com

ان کے ہم عصر تھے کسی راوی کو غالی اور مفوض قرار دینا اصول و ضوابط کے خلاف ہے سرکار میر باقر داماد نے الرواشح السماویہ میں محمد بن اورمہ قمی راوی حدیث کے حالات میں لکھا ہے اتہمہ القمیون بالغلو و حدیثہ نقی لا فساد فیہا ان کی روایت کردہ حدیث پاکیزہ ہوتی ہے اس میں کوئی خرابی نہیں مگر اہم قم نے ان پر غلو کی تہمت لگائی ہے امام خمینی مرحوم کے شیخ و استاد سرکار میرزا جواد ملکی نے کتاب اسرار الصلوۃ صفحہ ۱۸۱ میں لکھا ہے کہ غلو و تفویض کی تہمت کے لیے جو معیار شیخ صدوق نے قائم کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے لہٰذا ڈھکو صاحب کو اس سے کوئی استدلالی فائدہ نہیں مل سکتا کیونکہ انہوں نے خود بھی احسن الفوائد طبع اول صفحہ ۱۸۰ میں شیخ صدوق سے مسئلہ حقیقت لوح و قلم میں اختلاف کیا ہے شیخ صدوق کا عقیدہ تھا کہ یہ دو فرشتوں کے نام ہیں مگر مصنف نے اس کی تردید کرتے ہوئے لکھا کہ "یہ فرشتوں کے نام نہیں ہو سکتے شیخ صدوق اس سلسلہ میں حق سے بہت دور ہو گئے ہیں" لہٰذا جب وہ ہر مسئلہ میں شیخ صدوق کو خود حجت قرار دینے پر راضی نہیں تو آج وہ اذان کے مسئلہ پر شیخ صدوق کے گیارہ سو سالہ پرانے متروک فتوی کو قوم میں اچھال کر کیا کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔

سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی مجتہدؒ کا ارشاد

لکھنؤ سے شہادت ولایت امیر المومنینؑ سے دو گرانمایہ کتب نشر ہوئی تھیں ایک رسالہ اذانیہ علامہ سید علی محمد بن محمد نقوی المعروف تاج العلماء متوفی ۱۳۱۲ھ جس میں انہوں نے ثابت کیا سرکار امیر المومنینؑ کی ولایت کی شہادت نہ دینا اذان میں سرکار سید الانبیاءؐ اور امیر المومنینؑ کی اہانت ہے جو کہ حرام ہے صفحہ ۵ اذانیہ اور دوسرا علمی رسالہ سرکار علامہ سید علی نقی کا تحقیق اذان جس کو ۱۳۵۵ھ میں امامیہ مشن لکھنؤ نے طبع کرایا جس کے صفحہ ۵۱ پر انہوں نے فرمایا اشہد ان علیا ولی اللہ جزء فرد کامل اذان ہے اس کے بغیر اذان ناقص ہوگی۔ اس کو

ترک کرنا محو شعائر ہے لہٰذا اس استحباب کو زندہ رکھنا حفظ شریعت و حفظ شعائر کے تحت واجب و لازم ہے اور اس کے ترک کا پابند ہونا جائز نہیں ہے صفحہ ۴۱ پر فرماتے ہیں اذان خود مستحب ہے مگر جب شعار اسلامی کا قیام اس پر موقوف ہو اور مخالفین اسلام محو شعار اسلامی کی غرض سے اس کے روکنے میں کوشاں ہوں تو اس کا قائم رکھنا واجب اس کا ترک گناہ معصیت اور حرام ہوگا جب سرکار علامہ مرحوم کے والد آیۃ اللہ سید ابو الحسن نقوی کے زمانہ میں مخالفین نے انگریز عدالت میں شیعہ اذان میں شہادت ثالثہ کے خلاف رٹ دائر کی تو انہوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ اگر اہل سنت اپنی اذانوں سے اشہد ان محمد رسول اللہ نکال دیں تو ہم شیعہ بھی اپنی اذان سے اشہد ان علیا ولی اللہ نکال دیں گے اور اسی موقف پر کیس خارج کر دیا گیا۔ ان علماء مجاہدین کو کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے۔

فصول اذان اور فقہاء شیعہ کا اختلاف

جناب ڈھکو کا یہ دعوی کہ اذان کے اٹھارہ کلموں پر سب فقہاء کا اتفاق رہا ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اذان کے متعلق ان کا مطالعہ ابھی تک سطحی کتب پر محدود ہے وہ کم از کم علامہ مجلسی کی بحار الانوار جلد ۸۳ صفحہ ۱۱۰ طبع نئی دیکھ لیں انہوں نے فرمایا ہے کہ فصول اذان کا اٹھارہ ہونا مشہور قول ہے مگر اس پر اجماع کا دعوی کرنا صحیح نہیں ہے۔ واما الاجماع المنقول فلا عبرۃ بہ بعد ما عرفت من اختلاف القدماء و دلالۃ الاخبار الصحیحۃ علی خلافہ اجماع منقول کا دعوی کیا جائے تب اس کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ قدیمی فقہاء نے اس سے اختلاف کیا ہے اور صحیح احادیث اس تعداد کے خلاف موجود ہیں علامہ مجلسی نے اسی بحار جلد ۸۳ صفحہ ۱۰۹ صفحہ ۱۱۰ پر اور علامہ حر عاملی نے کتاب الوسائل جلد اول صفحہ ۳۵۵ طبع قدیمی میں شیخ طوسی کی کتاب النہایہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ فصول اذان کی تعداد میں روایات مختلف ہیں ایک روایت میں ہے کہ اذان و

Presented by www.ziaraat.com

اقامت کی کل فصول ۳۷ ہیں دوسری روایت کے مطابق ۳۸ اور تیسری روایت کے مطابق ۴۲ ہیں جبکہ آج کل ہماری مروجہ اذان و اقامت میں سے اگر شہادت علی ولی اللہ کو نکال دیا جائے تو کل فصول ۳۵ بنتی ہیں علامہ شیخ طوسی فرماتے ہیں فان عمل عامل علی احدی ھذہ الروایات لم یکن ماثوما اگر کوئی شخص اذان و اقامت کی ان تمام روایات میں سے کسی ایک پر بھی عمل کرلے تو وہ گناہگار نہیں ہوگا یہاں سے ثابت ہوا کہ ۱۸ فصول واجب فصول ہیں ان میں مزید فصول بھی شامل ہیں جن کی وجہ سے تعداد فصول ۳۵ سے بڑھ رہی ہے اگر ۱۸ فصول سے زیادہ فصول کا قائل تمام فقہاء کے نزدیک ملعون اور مفوض اور غالی تھا جیسا کہ شیخ صدوق کا دعوی ہے تو پھر شیخ طوسیؒ یہ فتوی کس طرح دے رہے ہیں کہ ۳۷ یا ۳۸ یا ۴۲ فصول کی روایات پر عمل کرنے والا گناہگار نہیں ہوگا شیخ طوسیؒ نے کتاب المبسوط میں روایات استحباب شہادت ثالثہ در اذان کے متعلق فرمایا۔لو فعلہ الانسان لم یاثم بہ اگر انسان ان کو اذان میں کہہ دے تو اس کی وجہ سے وہ گناہگار نہیں ہوگا یہی وجہ ہے کہ سرکار آیۃ اللہ ابراہیم استہباناتی آیۃ اللہ شیخ محمدؒ حسین کاشف الغطاء سرکار آیۃ اللہ امام خمینیؒ سرکار آیۃ اللہ سید محمد شیرازی اور شیخ الفقہاء محمد حسن صاحب جواہر الکلام نے جزئیت کا قول اختیار کیا ہے کیا ہم یہ جسارت کرسکتے ہیں کہ شیخ صدوقؒ کے علاوہ دیگر شیعہ فقہاء کو جو چودہ سو سالہ فقہی سرمایہ تھے ان کو (معاذ اللہ) بدعتی ملعون مفوض غالی قرار دے کر ڈھکو صاحب کو خوش کرنے لگیں۔

اذان کی بیس فصول شیخ صدوقؒ کے نزدیک

شیخ صدوق نے من لا یحضرہ الفقیہ میں اٹھارہ فصول کا قول اختیار کیا تھا مگر بعد میں انہوں نے کتاب الھدایہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث کا حوالہ دے دیا کہ فصول اذان بیس ہیں اٹھارہ نہیں ہیں ملاحظہ ہو شیخ

صدوق کی کتاب الھدایہ صفحہ ۳۰ مطبوعہ مطبعہ اسلامیہ تہران ان کے اس قول کا حوالہ بحار الانوار جلد ۸۴ صفحہ ۱۱۱ اور مستدرک الوسائل نوری جلد اول صفحہ ۲۵۳ میں بھی موجود ہے ملاحظہ ہو الصدوق فی الھدایۃ قال قال الصادق علیہ السلام الاذان والاقامۃ مثنی مثنی والاذان عشرون حرفا والاقامۃ اثنان و عشرون حرفا شیخ صدوقؒ نے کتاب الھدایہ میں کہا ہے کہ فرمان امام جعفر صادق علیہ السلام ہے کہ اذان و اقامت کی فصول دگنی دگنی ہیں اذان کی فصول بیس اور اقامت کی بائیس ہیں۔ بعض فقہاء نے یہ تعداد پوری کرنے کے لیے یہ کہہ دیا کہ اذان کے آخر میں بھی چار دفعہ اللہ اکبر کہنا چاہیے مگر علامہ مجلسی نے اس قول کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (بحار ۸۴،۱۰۹) کیونکہ امام صادق ہی کا ارشاد ہے۔تفتتح الاذان باربع تکبیرات و تختمہ بتکبیرتین (الوافی جلد اول صفحہ ۸۸) تم اذان کے شروع میں چار تکبیریں کہو اور اس کے آخر میں دو تکبیریں کہو جب شیخ طوسیؒ نے فیصلہ دے دیا کہ بیس فصول اذان کی روایت کرنے پر عمل کرنے والا گناہگار نہ ہوگا اور مستدرک الوسائل کوئی معمولی کتاب نہیں ہے صاحب کفایہ سرکار علامہ شیخ محمد کاظم خراسانیؒ نے پانچ سو مجتہدین نے پانچ سو مجتہدین کے مجمع عام میں ارشاد فرمایا۔لن الحجۃ للمجتھد فی عصرنا لا تتم قبل الرجوع الی المستدرک والاطلاع علی مافیہ من الاحادیث اس زمانہ میں کسی مجتہد پر حجت تمام نہ ہوگی جب تک کہ وہ کوئی فتوی دینے سے قبل مستدرک الوسائل کی طرف رجوع کرکے اس کا مطالعہ نہ کرلے (مقدمہ مستدرک الوسائل) اب علماء انصاف کریں کہ بیس فصول کی حدیث صادق شیعوں پر حجت ہے یا ڈھکو میاں کا یہ قول "بیس فصول والی بات ہماری کسی مستند کتاب میں نہیں ہے یہ صرف ان لوگوں کے خانہ نہاں دماغ میں ہے؟ ہم لوگ فقہ جعفریہ پر عمل کرنے کے پابند ہیں نہ فقہ خانہ ڈھکو یہ پر کہ جن کے فتوی کے تیر و نشتر سے امام معصومؑ بھی محفوظ نہیں رہے؟

Presented by www.ziaraat.com

شیخ صدوقؒ کے دور میں غالی
اور
مفوضہ کون لوگ تھے

شیخ صدوق کا یہ کہنا کہ فرقہ مفوضہ اور غالیوں نے اذان و اقامت میں شہادت ثالثہ کا اضافہ کرلیا اور من گھڑت حدیثیں بنالیں اور ان پر اللہ کی لعنت ہے

اولاً تو فرقہ مفوضہ اور غلات کے عقائد کا ذکر خود شیخ صدوق نے رسالہ اعتقادیہ میں کیا ہے ملاحظہ ہو کہ احسن الفوائد طبع اول صفحہ ۴۲۱ "یہ لوگ خداوند عالم کی ذات کے منکر اور کافر ہیں اور یہ لوگ یہود و نصاریٰ مجوس قدریہ اور خوارج سے بدتر ہیں صفحہ ۴۲۸ میں ہے "نماز اور تمام واجب شرعیہ کو ترک کرنا ان کا مذھب ہے اور ان کا خیال ہے کہ خدا ان میں حلول کرچکا ہے" اب شیخ صدوق اور ان کے ہم خیال مولانا ڈھکو صاحب سے ہمارا سوال ہے کہ بقول آپ کے جب غالیوں اور مفوضوں کا مذھب ہی ترک نماز و واجب شرعیہ تھا اور یہود و نصاریٰ و خوارج سے بدتر کافر تھے تو وہ اذان و اقامت کے قائل ہی کب تھے کہ اذان میں علی ولی اللہ یا خلیفۃ رسول اللہ کی شہادت پر مشتمل الفاظ کا اضافہ کرتے جو یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ ان میں حلول کرچکا ہے اور وہ خود خدا بن گئے ان کو عقیدہ رسالت و امامت سے سروکار ہی کیا تھا کہ اذان میں اسکو شامل کردیتے خود شیخ صدوق تسلیم کرتے ہیں کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جس نے میرے بعد علیؑ کی امامت کا انکار کیا گویا اس نے میری نبوت و رسالت کا انکار کیا اور ہمارا اعتقاد ہے کہ جو شخص حضرت امیر المومنینؑ اور ائمہ طاہرینؑ کی امامت و خلافت کا منکر ہے وہ ایسے شخص کی مانند ہے جس نے تمام انبیاءؑ کی نبوت کا انکار کیا ہو ملاحظہ ہو احسن الفوائد از ڈھکو صاحب طبع اول صفحہ ۴۵۴ صفحہ ۴۵۵ لہذا ثابت ہوا کہ جو لوگ شیخ صدوق

کے زمانہ میں اذان و اقامت میں خلافت امیر المومنینؑ کی شہادت کا اعلان شامل کرتے تھے وہ نہ غالی تھے نہ مفوضہ بلکہ وہ شیعہ امامیہ تھے جو جانتے ہیں کہ جب توحید و رسالت و امامت پر یکساں طور پر ایمان رکھنا واجب ہے تو اذان میں ایمان کامل کی شہادت کیوں ترک کی جائے۔ اب رہا یہ سوال کہ جب وہ شیعہ امامیہ تھے تو شیخ صدوق نے ان کو مفوضہ غالیہ و ملعون کیوں قرار دیا تو اس کا جواب خود شیخ صدوق کی من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ ۲۳۴ میں موجود جہاں وہ لکھتے ہیں

ان الغلاۃ والمفوضہ لعنھم اللہ ینکرون سھو النبیؐ

بیشک غلات و مفوضہ ان پر اللہ لعنت کرے وہ اس سے انکار کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کو نماز میں بھول چوک ہوئی ہو جبکہ خود شیخ صدوق نے ائمہ طاہرین علیھم السلام کے بارے میں لکھا ہے

انھم معصومون من الخطاء والزلل

یہ تمام کے تمام لغزش سے محفوظ اور خطاء سے پاکیزہ ہوتے ہیں (احسن الفوائد طبع اول صفحہ ۴۰۵) جبکہ جناب امیر المومنینؑ نے فرشتوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے

لا یعتریھم سھو العقول ولا غفلۃ النسیان

(نہج البلاغہ خطبہ اول) ان کو نہ عقول کی سہو عارض ہوتی ہے نہ نسیان کی غفلت جب ہم ایک فرشتے کے بارے میں بھی یہ اعتقاد نہیں رکھ سکتے کہ اس کو سہو و نسیان ہوتا ہو تو سرکار خاتم الانبیاءؐ کی طرف یہ نسبت کیسے تسلیم کرسکتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ شیخ صدوق نے مسلمات عقائد کو مفوضہ و غالیہ کی طرف نسبت دے کر غلطی کی اس لیے اس صدی کے اکابر علماء و مشائخ نے تسلیم کیا ہے کہ شیخ صدوق اور کچھ علماء قم عقائد کے لحاظ سے مقصر تھے شیخ مفید فرماتے ہیں ابو جعفر محمد بن بابویہ شیخ صدوق کا یہ قول کہ جو شخص مشائخ و علماء قم کو مقصر کہے وہ غالی ہے یہ غلط ہے

Presented by www.ziaraat.com

کیونکہ ان لوگوں کو مفوض کہنا ان کے مخالفین کے غالی ہونے کی علامت نہیں کیونکہ درحقیقت قم کے بڑے بڑے مشائخ مفوض ثابت ہوئے ہیں شیخ صدوق کے استاد محمد بن حسن بن الولید تو یہاں تک کہتے ہیں کہ غلو کا اول درجہ ہی یہی ہے کہ نبی و امام علیہ السلام کو سہو سے منزہ و مبرا مانا جائے اگر یہ قول صحیح ہے تو وہ یقینی طور پر مفوض ہیں ہم نے قم سے تعلق رکھنے والے بہت سے علماء کو ظاہراً" مفوض پایا ہے بعض قمی علماء شیعہ تو کہتے ہیں کہ ائمہ طاہرینؑ احکام شریعت میں رائے اور ظن پر اعتماد کرتے ہیں ایسے نظریات بلاشبہ تقصیر ہیں مذھب امامیہ کے تمام علماء کا عقیدہ یہی ہے کہ معصومین علیہم السلام پر سہو جائز نہیں اور نہ ہی ان کو احکام میں نسیان عارض ہوتا ہے" شرح عقائد صدوق از شیخ مفید صفحہ ۱۱۳ صفحہ ۱۱۴ اوائل المقالات فی المذاھب والمختارات شیخ مفید صفحہ ۴۷ طبع قم" علامہ شیخ بہائی اور علامہ شیخ حر عاملی نے تو کیا خوب جواب دیا ہے کہ آنحضرتؐ کے بجائے ہم شیخ صدوق ہی کے سہو و نسیان کا عقیدہ رکھ لیں تو بہتر رہے گا (التنبیہ بالمعلوم من البرہان علیٰ تنزیہ المعصوم عن السھو والنسیان صفحہ ۱۳ ،۱۲) شیخ احسائی نے تو اس مسئلہ میں ان کو "کذوب" تک کہہ دیا علامہ محدث میرزا ابو الحسن الشریف نے مراۃ الانوار صفحہ ۱۴ صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے کہ بہت سے علماء متقدمین فضائل کی احادیث کے راویوں کو غالی و مفوض کہہ دیتے تھے اسی وجہ سے محمد بن سنان، مفضل بن عمر یونس بن عبد الرحمن جیسے راویوں کو بھی غالی کہہ دیا گیا جبکہ وہ نہ خود غالی تھے نہ ان کی احادیث سے غلو ثابت ہوتا تھا جبکہ غالی حضرات تو فرائض شرعیہ کے قائل ہی نہ تھے نہ نماز روزہ حج زکوۃ پر ایمان نہ رکھتے تھے بلکہ ان کا خیال تھا کہ معرفت ہی کافی ہے (حاشیہ الخصال صفحہ ۱۵۴)

شیخ طوسیؒ اور شیخ مفیدؒ کی شیخ صدوقؒ پر سخت تنقید

مسئلہ جواز سہو النبی میں اکابر مشائخ محدثین نے شیخ صدوق پر سخت تنقید کی ہے مثلاً" شیخ طوسی نے کتاب تہذیب الاحکام جلد اول صفحہ ۲۳۲ صفحہ ۱۸۷ میں لکھا ہے روایات سہو مذھب عامہ کے موافق ہیں عقول ان کو تسلیم کرنے سے مانع ہیں اسی طرح انہوں نے الاستبصار جلد اول صفحہ ۳۷۱ میں روایات سہو و نسیان کو بیان کرکے فرمایا

ذالک مما یمنع منہ الادلہ القاطعۃ فی انہ لا یجوز علیہ السھو والغلط

اس قسم کی روایات کو قبول کرنے سے قطعی دلائل مانع ہیں کیونکہ معصوم پر سہو و غلط کی نسبت دینا جائز نہیں ہے۔ علامہ شیخ مفید نے سہو و نسیان برائے پیغمبرؐ کے جواز کے مسلک کے خلاف شیخ صدوق کے جواب میں بڑا تحقیقی رسالہ تالیف فرمایا جو بحار جلد ۱۷ صفحہ ۱۲۲ تا صفحہ ۱۲۹ میں طبع ہوا ہے اس میں وہ شیخ صدوق کے متعلق لکھتے ہیں۔

قد تکلف ما لیس من شانہ فابدی بذالک عن نقصہ فی العلم و عجزہ ولو کان ممن وفق لرشدہ لما تعرض لما لا یحسنہ ولا ھو من صناعتہ ولا یھتدی الی معرفتہ ولکن الھوی مرد لصاحبہ نعوذ باللہ من سلب التوفیق

بحار جلد ۱۷ صفحہ ۱۲۳ جدید شیخ صدوق نے پیغمبر اسلامؐ کے لیے جواز سہو و نسیان کے قول کو اختیار کرکے ایسی زحمت برداشت کی ہے جو ان کے شایان شان نہ تھی اس سے تو انہوں نے اپنے علم کے ناقص ہونے اور اپنی بے بسی کا اظہار کردیا اگر ان کو رشد و ہدایت کی توفیق ہوتی تو ایسے کام کے درپے نہ ہوتے جس کو وہ بخوبی انجام

Presented by www.ziaraat.com

دینے کے اہل نہ تھے اور نہ ہی یہ کام ان کا ہنر تھا اور نہ ہی ان کو اس کی معرفت کی ہدایت تھی لیکن کیا کیا جائے کہ خواہشات نفسانیہ انسان کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں اور ہم اللہ تعالی سے پناہ مانگتے ہیں کہ وہ ہماری توفیق سلب کر لے۔ شیخ مفید رسالہ ہذا کے آخر میں شیخ صدوق کے نظریہ جواز سہو و نسیان بر پیغمبرؐ میں پیش کردہ حدیث جس کو انہوں نے کتاب الفقیہ میں لکھا ہے باطل ثابت کر کے فرماتے ہیں

ان شیعیا یعتمد علی هذا الحدیث فی الحکم علی النبی بالغلط والنقص وارتفاع العصمه عنه من العباد لنا قص العقل ضعیف الرای قریب من ذوی الآفات المسقطة عنهم التکلیف

تحقیق جو شیعہ اس حدیث پر اعتماد کر کے آنحضرت صلعم پر (معاذ اللہ) غلطی یا نقص اور عصمت اٹھ جانے کا حکم لگاتا ہے وہ ناقص العقل اور ضعیف الرائے ہے بلکہ ایسے آفت زدہ دیوانوں کے قریب تر ہے جن سے شرعی تکلیف ہی ساقط ہے بحار ۱۷ صفحہ ۱۲۹ مومنین انصاف کریں کہ شیخ مفید جیسا عالم اجل جس کے جنازہ میں اسی ہزار شیعہ شریک ہوئے اور جس کو امام زمانہ نے الاخ السدید کا لقب دے کر یاد فرمایا وہ بھی شیخ صدوق کو کمزور فتوؤں کی بناء پر ناقص العقل اور ضعیف الرائے کہہ رہا ہے مگر یہ مولانا ڈھکو ہی ہیں جو آج شیعوں کو زندہ مراجع و مجتہدین عظام کی تقلید سے ہٹا کر گیارہ سو برس پہلے کے فرسودہ اور ناقص نظریات کے حاملین کی تقلید کرانے پر بضد نظر آتے ہیں "سخن شناس نہ ای دلبر خطا اینجاست" ڈھکو صاحب نے احسن الفوائد طبع اول صفحہ ۱۸ میں خود یہ لکھا ہے کہ شیخ مفید اپنی عظمت و جلالت و شہرت کی وجہ سے محتاج تعارف نہیں بھلا اس شخص کی وصف ہو ہی کیونکر سکتی ہے جس کو امام زمانہ الاخ الرشید کے جلیل القدر خطاب سے مخاطب فرمائیں شیعہ متکلمین کی ریاست ان کے زمانہ میں ان کے پاس تھی امام زمانہ نے ان کی وفات پر مرثیہ لکھا باوجود اس قدر مقرب امام زمانہ ہونے کے یہ بھی شیخ صدوق کو ضعیف الرائے اور ناقص العقل قرار دیتے تھے (فہم و تدبر)

اسحاق بن حسن العقرائی التمار تلمیذ الکلینی معاصر الصدوق له کتاب نفی السهو عن النبی الذریعه ج ۲۴ ص ۲۶۹

سرکار علامہ مجلسی کبیر کا ارشاد

سرکار علامہ محمد تقی مجلسی جو علامہ محمد باقر مجلسی کے والد بزرگوار تھے جنہوں نے من لا یحضرہ الفقیہ کی سب سے بڑی شرح عربی اور فارسی میں فرمائی وہ اپنی شرح روضۃ المتقین جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ میں شیخ صدوق کی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

الجزم بان هذه الاخبار من موضوعاتهم مشکل مع ان الاخبار التی ذکرنا فی الزیادة والنقصان وما لم نذکره کثیرة والظاهر ان الاخبار بزیادة هذه الکلمات ایضا کانت فی الاصول و کانت صحیحه کما یظهر من المحقق والعلامة والشهید فانهم نسبوها الی الشذوذ والشاذ ما یکون صحیحا غیر مشهور مع ان الذی حکم بصحته ایضا شاذ کما عرفت فبمجرد عمل ص المفوضة او العامة علی شی لا یمکن الجزم بعدم بذلک او الوضع الا ان یرد عنهم علیهم السلام ما یدل علیه ولم یرد مع ان عمل الشیعة کان علیه من قدیم الزمان وحدیثه

یعنی یہ یقین کے ساتھ کہہ دینا مشکل ہے کہ یہ احادیث جو اذان میں شہادت ثالثہ پر دلالت کرتی ہیں یہ فرقہ مفوضہ کی من گھڑت ہیں کیونکہ فصول اذان کی کمی بیشی کی روایات جن کو ہم نے ذکر کیا ہے اور بعض کو ذکر نہیں کیا بہت کافی تعداد میں ہیں اور ظاہر یہی ہے کہ فصول اذان بمعہ اضافہ جات شہادت ثالثہ بھی کتب اصول معتبرہ میں صحیح سند کے ساتھ وارد تھیں جیسا کہ محقق' علامہ' اور شہید کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے اگر انہوں نے ان روایات کو شذوذ کی طرف نسبت دی ہے تب بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ شاذ روایت کی تعریف ہی یہی ہے کہ جو سند کے لحاظ سے صحیح ہو مگر مشہور نہ ہو حالانکہ شیخ صدوق نے اٹھارہ فصول اذان والی جس روایت کے

Presented by www.ziaraat.com

صحیح ہونے کا حکم لگایا ہے وہ بھی شاذ ہے جیسا کہ تم جان چکے ہو پس کسی روایت کے متروکہ یا عامہ کے معمول ہونے کی وجہ سے یہ یقین کرلینا کہ وہ من گھڑت ہے یا موجود ہی نہیں ہے یہ غلط ہے جب تک کہ خود ائمہ طاہرینؑ سے اس کی ممانعت یا انکار کے متعلق کوئی روایت وارد نہ ہو اور ایسی کوئی روایت وارد نہیں ہے بلکہ اذان میں شہادت ثالثہ کی شہادت شیعوں کا قدیمی زمانہ سے معمول چلا آرہا ہے اور اب بھی جاری ہے۔

آیتہ اللہ محمد باقر وحید بہبہانی حائریؒ کا ارشاد

اخباری مسلک کو شکست دینے والے سب سے بڑے اصولی مجتہد اعظم سرکار آیتہ اللہ وحید بہبہانی نے ارشاد فرمایا

ومما ذكرنا حال شهادة ان عليا ولي الله فان ما ورد في العمومات يكفيه ولا يحتاج الى شئي وانه مندوب اليه عند ذكر محمد ولا ضير في كونه جزءا داخلا فيهما وان الدخول والجزئية لهما المجرد الفعل لا للتوصيف في الاثناء

(الہدایہ فی جزئیۃ الشہادۃ الولایہ صفحہ ۱۴) بحوالہ مدارک الاحکام شرح شرائع الاسلام

اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس سے شہادت علی ولی اللہ کا حال ظاہر ہوگیا کیونکہ عمومی احادیث سے اس کی تاکید کا ثابت ہونا ہی کافی ہے اور اس سے زیادہ ہمیں کسی حدیث کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ یہ حکم وارد ہے کہ جب محمدؐ کا ذکر کرو وہاں علیؑ کا بھی ذکر ضرور کرو پس اس میں کوئی نقصان نہیں ہے کہ ہم اذان و اقامت میں اس کو جزء داخل قرار دے دیں اور یہ جزئیت اور یہ دخول محض بجا آوری کی وجہ سے ہوگا نہ اثناء اذان میں اس کی توصیف بیان کرنے کے لحاظ سے۔

سرکار آقائے خوئیؒ کا تحقیقی بیان

استاد الفقہاء ارشاد فرماتے ہیں۔

اننا في غنى من ورود النص اذ لا شبهة في رجحان الشهادة الثالثة في نفسها بعد ان كانت من متممات الرساله و مقومات الايمان ومن كمال الدين بمقتضى قوله تعالى اليوم اكملت لكم دينكم بل من الخمس التي بني عليها الاسلام ولا سيما وقد اصبحت في هذه الاعصار من اجلى انحاء الشعار وابرز رموز التشيع و شعائر مذهب الفرقه الناجية فهي لذن امر مرغوب فيه شرعا وراجح قطعا في الاذان وغيره "مستند العروة الوثقى جلد ۲ صفحه ۲۸۸ طبع نجف اشرف"

ہمیں اذان و اقامت میں علی ولی اللہ کے اثبات کے لیے کسی حدیث کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ شہادت ثالثہ مستقل طور پر رجحان رکھتی ہے جبکہ ولایت تو رسالت کی تکمیل اور تقویم ایمان کے ذرائع میں سے اور مطابق آیت اکملت لکم دینکم یہ خود اکمال دین کا اعلان ہے بلکہ ان پانچ اعمال میں سے ہے جن پر دین قائم ہے نماز زکوۃ روزہ حج اور ولایت خصوصاً" ان ایام و ازمان میں تو یہ مذہب شیعہ کا روشن ترین شعار اور مذہب تشیع کا واضح رمز اور فرقہ ناجیہ کی کھلم کھلا شناخت بن چکی ہے لہذا شرعاً" اذان میں ولایت علیؑ کی شہادت ایک مرغوب و پسندیدہ امر ہے اور اذان وغیرہ میں قطعی طور پر ضروری و راجح ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

اذان میں "علی ولی اللہ" کو بدعت کہنے والے نام نہاد مجتہد فقہ سے جاہل ہیں آقا عراقی کا بیان

ڈھکو صاحب جیسے مجتہد جو کہ اپنے مخالفین کے لیے یہ فتوی دیتے ہیں کہ وہ فقہ جعفریہ کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہیں ذرا مرکز سے اپنا حال بھی پوچھ لیں قم مقدسہ کے استاد المجتہدین سرکار آیۃ اللہ شیخ عبد النبی عراقی فرماتے ہیں

ومن قال انہ لم یثبت وکل مالم یثبت فی الشرع بدعۃ و حرام و فیہ کما تری ان ذلک من غرائب الفقہ و زعم من لا حظ لہ فی الفقہ شیئاً و اغلب المصائب ناش من ید ھولاء الجھال ممن لا تحصیل لہ فید عون الریاسۃ فیحکمون بغیر ما انزل اللہ اذ انک تعرف ان فی الفقہ قلما یتفق الوفاق فکل من یفتی علی خلاف دعوی خصمہ فھو بدعۃ و علیہ کل الفقھاء من اھل البدعۃ انا للہ وانا الیہ راجعون الا مما تری و تسمع فی کل قرن ممن یعاند الشریعۃ لا غراض لھم کحواشی معاویہ و امثالہ بل کمثل الحمار

"الہدایہ فی جزئیہ الولایہ صفحہ ۱۴۱ طبع اول قم" جو شخص یہ کہتا ہے کہ اذان میں علی ولی اللہ کی شہادت ثابت نہیں ہے اور جو بات شریعت میں ثابت نہ ہو وہ بدعت اور حرام ہے تو تم دیکھ لو کہ یہ قول غرائب میں سے ہے۔ یہ قول نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا وہم و گمان ہے جس کو ذرا بھر فقہ جعفریہ کا علم نہیں ہے اور اکثر ایسے مصائب اور فتوے ایسے ہی جاہلوں سے صادر ہوتے ہیں جو کہ مجتہد ہونا تو دور کی بات ہے طالب علم بھی نہیں ہیں مگر رئیس المجتہدین ہونے کا دعوی کر بیٹھتے ہیں اور خلاف قرآن فیصلے کرتے ہیں تمہیں علم ہی ہے کہ فقہی مسائل میں اتفاقی مسائل بہت کم ہیں تاہم ایسے نام نہاد تو اپنے مخالف کے خلاف فوراً "بدعت کا

فتوی داغ دیتے ہیں۔ کیا اذان میں اس شہادت ثالثہ کے حق میں فتوے دینے والے کل فقہاء اہل بدعت ہیں؟ انا للہ وانا الیہ راجعون کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہر زمانے میں معاندین شریعت پائے جاتے ہیں جن کی مخصوص اغراض ہوتی ہیں جیسے کہ معاویہ کے حاشیہ نشین ایسا کرتے تھے بلکہ اس قسم کے مفتی تو گدھے کی مثل ہوتے ہیں" شرم شرم شرم"

نورین کریمین ؑ کا مشترکہ اعزاز
"منکرِ ولایت منکرِ رسالت ہے"

آنحضرتؐ ارشاد فرماتے ہیں

یا ابا الحسن ما اکرمنی اللہ بکرامۃ الا وقد اکرمک بمثلھا و خصنی بالنبوۃ والرسالہ وجعلک ولیی فی ذلک والذی بعث محمدا بالحق نبیا ما آمن بی من انکرک ولا اقربی من جحدک ولا آمن باللہ و بی من کفربک وان فضلک لمن فضلی وان فضلی لک فضل ففضل اللہ نبوۃ نبیکم و رحمتہ ولایۃ علی فبذلک قال بالنبوۃ و الولایۃ فلیفرحوا "بشارۃ المصطفی لشیعہ المرتضیٰ" طبرسی صفحہ ۱۷۸ صفحہ ۱۷۹

اے ابو الحسن اللہ تعالی نے مجھے جو اعزاز عطا فرمایا ہے تمہیں بھی ویسا اعزاز عطا فرمایا اور مجھے نبوت و رسالت کے ساتھ مخصوص فرمایا اور تمہیں میرا ولی قرار دیا پس اس خالق کی قسم جس نے محمد کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا جس نے تمہارا انکار کیا وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا اور جس نے تمہارا انکار کیا اس نے میری رسالت کا اقرار نہیں کیا جس نے تم سے کفر کیا وہ مجھ پر اور اللہ پر ایمان نہیں لایا تمہاری فضیلت میری فضیلت ہے اور میری فضیلت تمہاری فضیلت پس قرآن میں اللہ کے

Presented by www.ziaraat.com

اذان میں "علی ولی اللہ" کو بدعت کہنے والے نام نہاد مجتہد فقہ سے جاہل ہیں آقا عراقی کا بیان

ڈھکو صاحب جیسے مجتہد جو کہ اپنے مخالفین کے لیے یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ وہ فقہ جعفریہ کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہیں ذرا مرکز سے اپنا حال بھی پوچھ لیں قم مقدسہ کے استاد المجتہدین سرکار آیۃ اللہ شیخ عبدالنبی عراقی فرماتے ہیں

ومن قال انه لم يثبت وكل ما لم يثبت في الشرع بدعة وحرام وفيه كما ترى ان ذلك من غرائب الفقه و زعم من لا حظ له في الفقه شيئا و اغلب المصائب ناش من يد هولاء الجهال ممن لا تحصيل له فيد عون الرياسة فيحكمون بغير ما انزل الله اذ انك تعرف ان في الفقه قلما يتفق الوفاق فكل من يفتي على خلاف دعوى خصمه فهو بدعة و عليه كل الفقهاء من اهل البدعة انا لله وانا اليه راجعون الا مما ترى و تسمع في كل قرن ممن يعاند الشريعة لا غراض لهم كحواشي معاويه وامثاله بل كمثل الحمار

"الهدایہ فی جزئیہ الولایہ صفحہ ۱۳۱ طبع اول قم" جو شخص یہ کہتا ہے کہ اذان میں علی ولی اللہ کی شہادت ثابت نہیں ہے اور جو بات شریعت میں ثابت نہ ہو وہ بدعت اور حرام ہے تو تم دیکھ لو کہ یہ قول غرائب میں سے ہے۔ یہ قول نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا وھم و گمان ہے جس کو ذرا بھر فقہ جعفریہ کا علم نہیں ہے اور اکثر ایسے مصائب اور فتوے ایسے ہی جاہلوں سے صادر ہوتے ہیں جو کہ مجتہد ہونا تو دور کی بات ہے طالب علم بھی نہیں ہیں مگر رئیس المجتہدین ہونے کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں اور خلاف قرآن فیصلے کرتے ہیں تمہیں علم ہی ہے کہ فقہی مسائل میں اتفاقی مسائل بہت کم ہیں تاہم ایسے نام نہاد تو اپنے مخالف کے خلاف فوراً "بدعت کا

فتویٰ داغ دیتے ہیں۔ کیا اذان میں اس شہادت ثالثہ کے حق میں فتوے دینے والے کل فقہاء اہل بدعت ہیں؟ انا للہ وانا الیہ راجعون کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہر زمانے میں معاندین شریعت پائے جاتے ہیں جن کی مخصوص اغراض ہوتی ہیں جیسے کہ معاویہ کے حاشیہ نشین ایسا کرتے تھے بلکہ اس قسم کے مفتی تو گدھے کی مثل ہوتے ہیں" شرم شرم شرم"

نورین کریمین کا مشترکہ اعزاز "منکرِ ولایت منکرِ رسالت ہے"

آنحضرت ارشاد فرماتے ہیں

يا ابا الحسن ما اكرمني الله بكرامة الا وقد اكرمك بمثلها و خصني بالنبوة والرساله وجعلك ولي في ذلك والذى بعث محمدا بالحق نبيا ما آمن بي من انكرك ولا اقربي من حجدك ولا آمن بالله و بي من كفربك وان فضلك لمن فضلي وان فضلي لك فضل ففضل الله نبوة نبيكم و رحمته ولاية على فبذلك قال بالنبوة و والولاية فليفرحوا "بشارة المصطفى لشيعه المرتضى" طبرسی صفحہ ۱۷۸ صفحہ ۱۷۹

اے ابو الحسن اللہ تعالیٰ نے مجھے جو اعزاز عطا فرمایا ہے تمہیں بھی ویسا اعزاز عطا فرمایا اور مجھے نبوت و رسالت کے ساتھ مخصوص فرمایا اور تمہیں میرا ولی قرار دیا پس اس خالق کی قسم جس نے محمد کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا جس نے تمہارا انکار کیا وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا اور جس نے تمہارا انکار کیا اس نے میری رسالت کا اقرار نہیں کیا جس نے تم سے کفر کیا وہ مجھ پر اور اللہ پر ایمان نہیں لایا تمہاری فضیلت میری فضیلت ہے اور میری فضیلت تمہاری فضیلت پس قرآن میں اللہ کے

Presented by www.ziaraat.com

فضل سے مراد تمہارے نبی کی نبوت ہے اور رحمت سے مراد ولایت علی بن ابی طالب ہے شیعان علی کو چاہیے کہ وہ اس عقیدہ نبوت و ولایت پر خوشی کا اظہار کریں۔

ایک اعتراض کی رد

اگر کوئی مخالف مذہب ہماری اذان میں شہادت علی ولی اللہ پر زبان درازی کرے تو اس سے کہہ دیجئے کہ کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۳۳۴ احناف کی کتاب میں وارد ہے کہ بلال صرف اتنی اذان دیتے تھے اشہدان لا الہ الا اللہ حی علی الصلاۃ لیکن حضرت ر نے ان سے کہا کہ تم اذان میں اشہد ان محمداً رسول اللہ کا اضافہ بھی کرو اور آنحضرت ؐ نے اس کی تائید فرمادی اگر تم ایک صحابی کی خواہش پر اذان میں رسالت کی شہادت دیتے ہو تو ہمیں علماء کہ اور اہل بیت ؑ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اذان میں علی ولی اللہ کہنے سے کون روک سکتا ہے۔

علامہ محدث حر عاملی کی تائید

علامہ جلیل محمد بن حسن حر عاملی اگرچہ اخباری مسلک سے تعلق رکھتے تھے اگرچہ وسائل الشیعہ میں انہوں نے شیخ صدوق کے کلام درباب اذان کو بلا تنقید نقل کردیا جس سے سب علماء یہ خیال کرنے لگے کہ وہ بھی اس مسئلہ میں شیخ صدوق کے حامی ہیں مگر الحمد اللہ کہ انہوں نے اپنی دوسری کتاب ہدایۃ الامۃ میں وضاحت فرمادی کہ وہ اذان میں شہادت علی ولی اللہ کو علامہ مجلسی کی طرح جزو مستحب قرار دیتے ہیں چنانچہ انہوں نے لکھا ہے

ان ما ذکرہ شیخنا فی البحار قوی و نعم ما قال واختارہُ صاحب الحدائق ایضا بقولہ بعد الحکایہ جید

ہمارے بزرگ علامہ مجلسی نے شہادت ثالثہ کے متعلق بحار الانوار میں جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ قوی ہے اور انہوں نے بہت ہی بہترین قول بیان کیا ہے اور صاحب کتاب الحدائق نے بھی ان کا قول حکایت کرنے کے بعد اس کو بہترین قول قرار دیا ہے ہدایہ صفحہ ۱۴ الحدائق جلد ۷ صفحہ ۴۰۳ اسی طرح سہو و نسیان کے مسئلہ میں بھی انہوں نے شیخ صدوق کے بارے میں لکھا ہے

من روی السھو فانہ احق بالغلط والسھو

جو کوئی نبی یا امام کے بارے میں سہو ہونے کی روایت کرتا ہے وہی اس قابل اور اس بات کا حقدار ہے کہ اسی کو غلط اور مبتلائے سہو قرار دیا جائے۔

قم سے صدائے حق کی گونج اور ہماری تائید

ہم تو یہاں بیس سال سے مقصرین کے خلاف مصروف پیکار تھے کہ اذان و اقامت میں شہادت ولایت علی علیہ السلام ہماری پہچان اور ہمارا شعار ہے ہمارے خلاف ایک محاذ مخالفت برپا تھا مگر ہم نے پرواہ نہ کی۔

نہ چھیڑ اے بد مقصر میرے ایمان ولایت کو
مجھے گھٹی پلائی میری ماں نے حب حیدر کی

ہم نے تو یہ ثابت کیا تھا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام رضا علیہ السلام نے تشہد میں بھی شہادت ثالثہ کے ذکر کو سنت قرار دیا ہے ہمارے خلاف ایک طوفان مخالفت کھڑا ہوگیا مگر ہم نے پائے استقلال میں جنبش نہ آنے دی اور ڈھکو صاحب نے ہمارے خلاف اصلاح الرسوم میں خصوصی طور پر بے تہذیبی اور بدکلامی استعمال کی مگر الحمد اللہ کہ ہمارا جہاد رنگ لایا ہے اور اب قم مقدسہ کے ایک عرب فاضل جلیل علامہ عبدالحلیم غزی نے الشہادۃ الثالثہ المقدسہ کے نام سے چار سو

Presented by www.ziaraat.com

پچہتر صفحات پر مشتمل ضخیم کتاب عربی زبان میں لکھ کر اذان اقامت تشہد نماز میں اور کئی اعمال و وظائف میں علی ولی اللہ کی شہادت کو بے شمار آیات و احادیث سے ثابت کر دکھایا ہے یہ کتاب قم مقدسہ سے ہیئت قمرنی ہاشم نامی انجمن نے بڑے شاندار انداز میں طبع کرائی ہے خداوند عالم ایسے مجاہدین کو سلامت رکھے در حقیقت شیخ صدوق کے فتوے نے جو قم کی عظمت پر زنگ لگایا تھا یہ کتاب اس کا کامیاب ترین رد عمل اور تدارک ہے علماء پاکستان سے اس کتاب کے مطالعہ کی خصوصی سفارش کرتا ہوں۔

اذان میں اشھدان علیاولی اللہ
دلائل کی روشنی میں
دلیل اول اذان معراج

1۔ شیخ صدوق نے علل الشرائع جلد اول صفحہ ۳۱۳ طبع نجف میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب شب معراج جبرائیل نے دوسرے آسمان پر اذان دی تو ملائکہ ان کی ہر ہر فصل اذان پر حکایت فصل کرتے رہے جب انہوں نے اشہد ان محمداً" رسول اللہ دو مرتبہ کہا تو ملائکہ نے یوں جوابی حکایت ادا کی مرحبا بالاول و مرحبا" بالاخر محمد خاتم النبیین و علی خاتم الوصیین مرحباہو اول یعنی محمد مصطفیٰ کے لیے جو خاتم الانبیاء ہیں اور مرحباہو آخر کے لیے یعنی جو علی خاتم الاوصیاء ہیں جب جبرائیل نے اذان میں صرف شہادت رسالت ادا کی تو فرشتوں کو صرف ان کا نام لے کر مرحبا کہنا چاہیے تھا ان کی زبان پر یہ علی خیر الوصیین کا ذکر کس طرح آگیا سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ جبرئیل نے شہادت رسالت کے ساتھ ولایت کا بھی ذکر کیا اسی لیے ملائکہ نے دونوں کا نام لے کر مرحبا کہا اسی وجہ سے اسی حدیث میں

آگے یہ الفاظ آئے ہیں۔ صوتین مقرونین بمحمد تقوم الصلاہ و بعلی الفلاح یہ دونوں آوازیں ساتھ ساتھ پیوستہ ہیں کیونکہ محمدؐ کے لیے نماز قائم ہوتی ہے اور علیؑ کے ذریعے اس کی کامیابی ہوتی ہے علامہ مجلسی نے اسی کی تشریح میں بحار الانوار صفحہ ۲۵۵ جلد ۸۲ میں فرمایا ہے ای الصلاہ رسول اللہ والفلاح امیر المومنین وھما متحدان من نور واحد مقرونان قولا و عملا یعنی صلوہ سے مراد رسول اللہ اور فلاح سے مراد امیر المومنین ہیں اور دونوں ایک نور سے مخلوق ہونے کی وجہ سے متحد ہیں اور قول و فعل میں دونوں ساتھ ساتھ پیوستہ ہیں مگر راوی نے از راہ تقیہ اس حدیث میں شہادت ولایت اور حی علی خیر العمل دونوں کا ذکر نہیں کیا علامہ مجلسی اعتراف کرتے ہیں وترک حی علی خیر العمل من الرواہ تقیۃ (بحار جلد ۸۲ ر ۲۳۵) لہذا امام جعفر صادق علیہم السلام نے ہیں فصول اذان کا ذکر دوسری حدیث میں واضح طور پر ارشاد فرما کر ثابت کیا کہ اذان معراج میں جبرئیلؑ نے شہادت ولایت علیؑ بھی ادا کی تھی اس کی تائید دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

جو حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمائی۔ لا یکون مسلما من قال ان محمدا رسول اللہ فاعترف بہ ولم یعترف ان علیا وصیہ و خلیفتہ (بحار نمبر ۳۶ قدیمی) وہ کامل مسلمان نہیں ہو سکتا جو محمد رسول اللہ کے اور اس کا اعتراف کرے مگر یہ اعتراف نہ کرے کہ علی ان کے وصی و خلیفہ ہیں۔ اس طرح تب معراج انبیاء علیہم السلام کے شہادات ثلثہ کا اقرار کرنے کی روایات کتب فریقین میں موجود ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

اوقات نماز میں آسمانی فرشتہ
کی اذان میں شہادت ثالثہ

۱/ خود شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ نجف اشرف میں جناب امیر المومنین علی ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے

ان للہ ملکا لہ جناحان جناح فی المشرق و جناح فی المغرب فاذا حضر وقت الصلوۃ فینادی اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا سید النبیین وان وصیہ سید الوصیین

بے شک اللہ تعالی کا ایک فرشتہ ایسا ہے جس کا ایک پر مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں جب نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو وہ اذان دیتا ہے جس میں کہتا ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے اور محمد انبیاء کے سردار ہیں اور ان کے وصی تمام اوصیاء کے سردار ہیں نیز تفسیر نور الثقلین جلد ۳ صفحہ ۶۱۲ تفسیر قمی سورہ نور کے ذیل میں صفحہ ۳۵۹ پر بھی یہ روایت موجود ہے جس میں الفاظ اس طرح وارد ہیں

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ خاتم النبیین وان وصیہ خیر الوصیین

تاہم اس سے یہ ثابت ہوا کہ خود جناب امیر المومنین اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ یہ فرشتہ تا قیامت اپنی اذان میں توحید و رسالت و ولایت و وصایت علی کی گواہی دے رہا ہے اور دیتا رہے گا اب ڈھکو صاحب جنہوں نے احسن الفوائد میں ثابت کیا ہے کہ تمام فرشتے شیعہ عقیدہ کے مطابق معصوم ہیں اب وہ بتائیں کہ اگر فرشتے کی یہ اذان بدعت پر مشتمل ہے یا اس کا تعلق فرقہ مفوضہ و غالی سے ہے تو امیر المومنینؑ نے اس فرشتے کے لیے اصلاح الرسوم کی طرح یہ پیغام کیوں نہ پہنچا دیا۔

کہ تم میرا نام اذان میں شامل کر کے بدعت کر رہے ہو باز آجاؤ ڈھکو صاحب نے تو یہ دعوی کیا ہے کہ اذان میں شہادت ثالثہ کی بدعت چوتھی صدی میں شروع ہوئی مگر یہ فرشتہ تو ہمیشہ شروع ہی سے یہ اذان دیتا چلا آرہا ہے اس کی اصلاح کیوں نہ کی گئی؟ جبکہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے تو یہ بھی منقول ہے آسمانوں اور زمین کی خلقت کے وقت بھی اللہ نے ایک فرشتہ سے یہی اذان دلوائی اور اس نے تین مرتبہ اشھد ان علیا امیر المومنین حقاً کہہ کر ولایت علی کی گواہی دی (کافی جلد اول صفحہ ۴۴۱) امالی صدوق مجلس ۸۸ ۲/

دلیل دوم
اذان امام جعفر صادق علیہ السلام

ہم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیں فصول اذان کی جو حدیث نقل کی ہے اس پر امام کا عمل بھی منقول ہے داؤد رقی کی حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے متعلق مروی ہے کہ لما طلع الفجر اذن واقام بحی علی خیر العمل و آل محمد خیر البریہ ہمیں بیت اللہ پہنچے وقت صبح ہو گئی اور جب طلوع فجر کا وقت ہوا تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے اذان و اقامت کہی اور ان میں حی علی خیر العمل کہا اور آل محمد خیر البریہ بھی کہا ملاحظہ ہو صحیفۃ الابرار جلد دوم صفحہ ۱۸۴ طبع تبریز اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے پانچویں صدی کے اعلم مجتہد فقیہ قاضی سعد الدین عز الدین عبد العزیزؒ بن نحریر المعروف بابن براج مفتی طرابلس شام متوفی ۴۸۱ھ تلمیذ رشید شیخ طوسیؒ نے یہ فتوی دیا۔

یستحب لمن اذن و اقام ان یقول فی نفسہ عند حی علی خیر العمل آل محمد خیر البریہ مرتین ملاحظہ ہو بحار الانوار جلد ۸۴ صفحہ ۱۸۲ بحوالہ کتاب الذکریٰ شہید اولؒ یعنی اذان واقامت کہنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ

Presented by www.ziaraat.com

حی علیٰ خیر العمل کہنے کے ساتھ "آل محمد خیر البریہ" کی شہادت بھی دے اگرچہ بلند آواز سے نہ دے سکے تو آہستہ کہہ دے انہوں نے بھی ان احادیث کے استناد پہ یہ فتویٰ دیا جن کے راویوں کو صدوقؒ نے غالی مفوضہ کہہ کر رد کردیا تھا۔ جبکہ ان کی نظر میں راویوں کا مستند اور صحیح العقیدہ ہونا ثابت ہوگیا تھا۔

دلیل سوم
تاکیدات اہل بیت اطہار علیہم السلام
در عقیدہ ولایت

شیخ صدوقؒ شیخ طوسیؒ شہید اولؒ سب نے تصریح فرمائی ہے کہ ایسی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں اذان و اقامت میں "اشہد ان امیر المومنین علیاً ولی اللہ" دو بار یا "اشہد ان آل محمد خیر البریہ" یا "خیر البشر" دو بار کے کلمات وارد ہوئے ہیں اور شیخ طوسیؒ نے کتاب المبسوط میں یہ اعتراف کیا کہ ان کلمات کا اذان و اقامت میں بجالانا گناہ و معصیت نہیں ہے جیسا کہ ان کا قول حاشیہ شرح لمعہ طبع جدید جلد اول صفحہ ۲۴۰ میں منقول ہے اور علامہ مجلسیؒ نے اس کو بحار الانوار جلد ۸۴ صفحہ ۱۱۱ میں حکایت کیا ہے یہ روایات و درایت کے لحاظ سے شیعہ اصول عقائد کے عین مطابق ہیں مثلاً "حسن بن زیاد عطار نے اپنا عقیدہ جو امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے برائے تصدیق پیش کیا تو اس میں یہ بھی کہا اشہد ان علیا امام محمد رسول اللہ فرض طاعتہ من شک فیہ کان ضالا و من جحدہ کان کافرا (امالی شیخ مفید صفحہ ۱۸) میں شہادت دیتا ہوں کہ آنحضرتؐ کے بعد علیؑ ہی ایسے امام ہیں جن کی اطاعت کو حضورؐ نے فرض کیا جس نے اس میں شک کیا وہ گمراہ ہوا اور جس

نے اس کا انکار کیا وہ کافر ہوا (بحار جلد ۲۷ صفحہ ۳۳۸) ائمہ اطہارؑ کی کا
میں وارد ہوا ہے کہ صراط مستقیم سے مراد ولایت علیؑ ہے "صراط مستقیم
صفحہ ۲۸۳" فرمان صادق علیہ السلام کے مطابق عقیدہ ولایت امیر المومنینؑ
شخص کو مرتد و کافر قرار دیا گیا ہے (حوالہ بالا صفحہ ۲۹۰) خطبہ غدیر میں آ
اعلان ولایت علیؑ کے بعد فرمان وان تکفروا فان اللہ غنی عنکم اگر
کفر کرو تو اللہ تم سے بے نیاز ہے حوالہ بالا صفحہ ۳۰۳ اس خطبہ میں اعلا
خاص تاکید کی گئی ہے پورا خطبہ قوم کے لیے تازیانہ عبرت ہے ابن
منقول ہے کہ بروز قیامت خود حضرت امیر المومنین میدان محشر میں اذا
اور فرمادیں گے الا لعنۃ اللہ علی الذین کذبوا بولایتی (بحار جلد
۳۶۲) آگاہ ہوجاؤ میری ولایت کی تکذیب کرنے والے پر اللہ کی لعنت
معتبر کے مطابق آنحضرتؐ جبشیوں قبطیوں عجم و عرب کو کلمہ شہادت پ
سے یہ بھی اقرار کرایا کہ علیؑ امیر المومنین اور میرے بعد ولی الامر ہیں
شہادات تینوں صحیفہ میں تحریر کروائیں بحار جلد ۹ صفحہ ۳۳۳ آنحضرتؐ کا ا
کہ من سرہ ان یلج النار فلیترک ولایتہ جو شخص اس بات پر خو
جہنم میں داخل ہوجائے تو وہ علیؑ کی ولایت چھوڑ دے (بحار نہم صفحہ ۳۲۰
خطبہ میں فرمان رسالت ہوا لن یتوب اللہ علی احد انکر و لا
ولایت علیؑ کی توبہ ہرگز قبول نہ کرے گا۔ (احتجاج طبرسی صفحہ ۸۴) ا
بن معاویہ بجلی کی حدیث میں ارشاد امام جعفر صادق علیہ السلام ہے اذا ق
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فلیقل علی امیر المومنین
جلد اول صفحہ ۲۳۰ صفحہ ۲۳۱ جب تم میں سے کوئی شخص لا الہ الا اللہ مح
کہے تو علیؑ امیر المومنین بھی کہے ابو القاسم بن معاویہ کافی کے راوی
معروف و ثقہ ہیں ان کی حدیث وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ ۳۰۰ میں و
علماء رجال اس کے باوثوق ہونے پر متفق ہیں اور محض نساخ کی غفلت

Presented by www.ziaraat.com

گیا ہے ورنہ یہ ابو القاسم ہے مصنف نے اس کو مجہول قرار دیا ہے جو کہ اصطلاحاً غلط ہے کتاب الرواشح السماویہ صفحہ ۶۰ میں ہے کہ مجہول وہ راوی ہوتا ہے جس کے نامعلوم ہونے پر آئمہ علم رجال متفقہ فیصلہ دیں اگر کوئی ایک فرد کسی راوی سے ناواقف ہو تو وہ اس کو مجہول کی بجائے "مجہول عندی" کہے گا۔ (الذریعہ جلد ۴ ر ۳۶۷) ان روایات کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ اذان تمام اجزاء ایمان پر مشتمل ہے جس میں توحید و رسالت جزء ایمان ہے تو جزء اذان بھی ہے اسی طرح جب ولایتِ علیؑ ایمانیات میں شہادتین کے ساتھ پیوستہ ہے تو یقیناً "جزء ایمان بھی ہے اور جزء اذان بھی ہے روایات ولایت میں کوئی ایسا خاص پہلو نہیں پایا جاتا جس سے فرقہ مفوضہ یا غالیوں کے نظریات و عقائد کو تقویت ملتی ہو اگر بالفرض آنخضرتؐ اس کو اذان میں واجب و واضح طور پر شامل کرنے تو ہم انکار کرنے کی جرأت نہیں کرسکتے تھے اگر یہ اذان میں کہنا حرام و ممنوع ہوتا تو امام واضح طور پر فرما دیتے کہ اے لوگو تم ولایت علی کو بس عقیدہ تک محدود رکھنا اذان و اقامت میں ہرگز نہ کہنا ورنہ یہ باطل ہوجائے گی جیسا کہ خود ڈھکو صاحب نے یہ قاعدہ تسلیم کیا ہے کہ "کسی شئے کا جواز محتاج دلیل نہیں ہوتا حرمت محتاج دلیل ہوتی ہے" (اصلاح الرسوم صفحہ ۱۴۷) اب ڈھکو صاحب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ایسی حدیث تلاش کریں جس میں تحریم کا حکم وارد ہو ہم نے تو استحباب پر ایک حدیث نہیں بلکہ کئی احادیث پیش کردی ہیں۔

چوتھی دلیل
فقہی قاعدہ وضابطہ
میں اذان اور شہادت ولایتِ علیؑ

اگر بفرض محال ہم ان تمام احادیث و روایات سے دستبردار بھی ہوجائیں تب بھی فقہی قواعد کے مطابق اذان و اقامت میں ذکر شہادت ولایتِ علیؑ کا

جواز ثابت ہے کیونکہ فقہ جعفریہ میں اذان و اقامت کے درمیان کلام کرنا جائز ہے حرام نہیں ہے عمر بن ابی نصر کی روایات ہے قلت لابی عبدالله ایتکلم الرجل فی الاذان قال لاباس قلت فی الاقامة قال لاباس (الوافی صفحہ ۹۱ جلد اول) میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا آیا اذان و اقامت کے درمیان کلام کرنا جائز ہے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے اس طرح کی متعدد احادیث معتبرہ المستدرک جلد اول صفحہ ۳۵۲ میں بھی وارد ہوئی ہیں اسی قاعدہ کی رو سے اذان و اقامت میں آنخضرتؐ کا اسم گرامی لینے کے بعد ان پر درود پڑھنا جائز ہے اور روایت ہے کہ "صلی اللہ علیہ وآلہ الطاہرین" کہے (مکارم الاخلاق صفحہ ۲۹۸ طبرسی) امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں صل علی النبی کلماذکرته او ذکره ذاکر فی الاذان وغیره (الوافی جلد اول صفحہ ۸۸) یعنی جب بھی آنخضرتؐ کا ذکر کرو یا کوئی اور ذکر کرے چاہے اذان میں یا ویسے کسی حال میں تم ان پر درود پڑھو۔

لہذا جب حالت اذان کے درمیان آنخضرتؐ کا نام لینے سے اگر موذن درود پڑھے گا تو عین عبادت ادا کرے گا مگر یہ درود جزء اذان شمار نہ ہوگا اگر موذن کو دوران اذان کلام کرنے کی اجازت "شرعاً" حاصل ہے تو شہادت رسالتؐ کے بعد شہادتِ ولایت ادا کرنا تو آنخضرتؐ کا مرغوب و پسندیدہ فعل ہے خود جناب امیر چاہتے تھے کہ پیغمبر اسلامؐ کے نام کے ساتھ ان کا نام بھی لیا جائے جیسا کہ انہوں نے خطبہ مخزون میں فرمایا ہے (فی) بیان الاسمین الاعلین اللذین جمعا فاجتمعا لا یصلحان الا معا" فیعرفان و یوصفان فیجتمعان قیامهما فی تمام احدهما فی منازلهما (بحار جلد ۵۳ ر ۸۰) قرآن میں ان دو بلند مرتبہ کا بھی ذکر ہے جو جمع ہوئے تو اکٹھے ہوگئے اور دونوں ساتھ ساتھ ہی آنے کی صلاحیت رکھتے تھے پس ان دونوں کو ساتھ ساتھ پہچانا جاتا ہے اور دونوں کا ساتھ ہی وصف بیان کیا جاتا ہے وہ اپنے مراتب میں ایک دوسرے کو مکمل قائم رکھنے کے لیے ہی مجتمع ہوتے ہیں علامہ مجلسی صفحہ ۸۸ پر شرح میں فرماتے ہیں المراد بالاسمین

Presented by www.ziaraat.com

گیا ہے ورنہ یہ ابو القاسم ہے مصنف نے اس کو مجہول قرار دیا ہے جو کہ اصطلاحاً غلط ہے کتاب الرواشح السماویہ صفحہ ۶۰ میں ہے کہ مجہول وہ راوی ہوتا ہے جس کے نامعلوم ہونے پر آئمہ علم رجال متفقہ فیصلہ دیں اگر کوئی ایک فرد کسی راوی سے ناواقف ہو تو وہ اس کو مجہول کی بجائے "مجہول عندی" کہے گا۔ (الذریعہ جلد ۴ ر ۴۶۷) ان روایات کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ اذان تمام اجزاء ایمان پر مشتمل ہے جس میں توحید و رسالت جزء ایمان ہے تو جزء اذان بھی ہے اسی طرح جب ولایتِ علیؑ ایمانیات میں شہادتین کے ساتھ پیوستہ ہے تو یقیناً جزء ایمان بھی ہے اور جزء اذان بھی ہے۔ روایات ولایت میں کوئی ایسا خاص پہلو نہیں پایا جاتا جس سے فرقہ مفوضہ یا غالیوں کے نظریات و عقائد کو تقویت ملتی ہو اگر بالفرض آنحضرتؐ اس کو اذان میں واجب و واضح طور پر شامل کرنے تو ہم انکار کرنے کی جرأت نہیں کرسکتے تھے اگر یہ اذان میں کہنا حرام و ممنوع ہوتا تو امام واضح طور پر فرما دیتے کہ اے لوگو تم ولایت علی کو بس عقیدہ تک محدود رکھنا اذان و اقامت میں ہرگز نہ کہنا ورنہ یہ باطل ہوجائے گی جیسا کہ خود ڈھکو صاحب نے یہ قاعدہ تسلیم کیا ہے کہ کسی شئے کا جواز محتاج دلیل نہیں ہوتا حرمت محتاج دلیل ہوتی ہے" (اصلاح الرسوم صفحہ ۱۴۷) اب ڈھکو صاحب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ایسی حدیث تلاش کریں جس میں تحریم کا حکم وارد ہو ہم نے تو استحباب پر ایک حدیث نہیں بلکہ کئی احادیث پیش کردی ہیں۔

چوتھی دلیل
فقہی قاعدہ وضابطہ
میں اذان اور شہادت ولایتِ علیؑ

اگر بفرض محال ہم ان تمام احادیث و روایات سے دستبردار بھی ہوجائیں تب بھی فقہی قواعد کے مطابق اذان و اقامت میں ذکر شہادت ولایتِ علیؑ کا

جواز ثابت ہے کیونکہ فقہ جعفریہ میں اذان و اقامت کے درمیان کلام کرنا جائز ہے حرام نہیں ہے عمر بن ابی نصر کی روایات ہے قلت لابی عبدالله لیتکلم الرجل فی الاذان قال لاباس قلت فی الاقامة قال لاباس (الوافی صفحہ ۹۱ جلد اول میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا آیا اذان و اقامت کے درمیان کلام کرنا جائز ہے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے اس طرح کی متعدد احادیث معتبرہ المستدرک جلد اول صفحہ ۳۵۲ میں بھی وارد ہوئی ہیں اسی قاعدہ کی رو سے اذان و اقامت میں آنحضرتؐ کا اسم گرامی لینے کے بعد ان پر درود پڑھنا جائز ہے اور روایت ہے کہ "صلی اللہ علیہ وآلہ الطاہرین" کہے (مکارم الاخلاق صفحہ ۲۹۸ طبرسی) امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں صل علی النبی کلما ذکرته او ذکره ذاکر فی الاذان وغیرہ (الوافی جلد اول صفحہ ۸۸) یعنی جب بھی آنحضرتؐ کا ذکر کرو یا کوئی اور ذکر کرے چاہے اذان میں یا ویسے کسی حال میں تم ان پر درود پڑھو۔

لہٰذا جب حالت اذان کے درمیان آنحضرتؐ کا نام لینے سے اگر موذن درود پڑھے گا تو عین عبادت ادا کرے گا مگر یہ درود جزء اذان شمار نہ ہوگا اگر موذن کو دوران اذان کلام کرنے کی اجازت "شرعاً" حاصل ہے تو شہادت رسالتؐ کے بعد شہادتِ ولایت ادا کرنا تو آنحضرتؐ کا مرغوب و پسندیدہ فعل ہے خود جناب امیر چاہتے تھے کہ پیغمبر اسلامؐ کے نام کے ساتھ ان کا نام بھی لیا جائے جیسا کہ انہوں نے خطبہ مخزون میں فرمایا ہے (فیہ) بیان الاسمین الاعلیین اللذین جمعا فاجتمعا لا یصلحان الا معاً" فیعرفان و یوصفان فیجتمعان قیامهما فی تمام احدهما فی منازلهما (بحار جلد ۵۳، ۸۰) قرآن میں ان دو بلند مرتبہ کا بھی ذکر ہے جو جمع ہوئے تو اکٹھے ہوگئے اور دونوں ساتھ ساتھ ہی آنے کی صلاحیت رکھتے تھے پس ان دونوں کو ساتھ ساتھ پہچانا جاتا ہے اور دونوں کا ساتھ ہی وصف بیان کیا جاتا ہے وہ اپنے مراتب میں ایک دوسرے کو مکمل قائم رکھنے کے لیے ہی مجتمع ہوتے ہیں علامہ مجلسی صفحہ ۸۸ پر شرح میں فرماتے ہیں المراد بالاسمین

Presented by www.ziaraat.com

محمد و علی صلوات اللہ علیھما ان دونوں ناموں سے مراد محمد و علی صلوات اللہ علیھما کے اسماء گرامی ہیں اذان کا مقصد یہی ہے کہ انسان اپنے عقیدے کا اعلان کرے چنانچہ قرآن کریم میں ورفعنا لک ذکرک آیا ہے اے رسول ہم نے تمہارے ذکر کو بلند کر دیا اس کی تفسیر میں منقول ہے لاتتم الشھادہ الا ان یقال لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً رسول اللہ ینادی علی المنار فلا یرفع صوت بذکر اللہ الا رفع بذکر محمد (نور الثقلین جلد ۵ ر ۶۰۴) توحید کی شہادت آنحضرتؐ کی رسالت کی شہادت کے بغیر مکمل نہیں ہوتی اور جب بھی کسی مینار پر ذکر اللہ کی آواز بلند ہوتی ہے ساتھ ہی محمدؐ کے ذکر کی آواز بھی بلند کی جاتی ہے آنحضرتؐ کے ذکر کے ساتھ مولائے کائنات کا ذکر خود آنحضرتؐ کی اپنی پسند ہے اسی لیے تو ابن ابی حدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ جلد اول صفحہ ۲۱ طبع مصر میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے وباسمہ ینادی فی مشارق الارض و مغاربھا زمین کی مشرقوں سے مغربوں تک ہر جگہ نام علیؑ کی اذان دی جاتی ہے کیونکہ آنحضرتؐ کا اپنا ارشاد ہے یا علی ما اکرمنی اللہ بکرامۃ الا واکرمک بمثلھا (غایت المرام بحوالہ الہدایہ عراقی صفحہ ۱۵۳) یا علی خداوند عالم نے مجھے جو بھی عزت و عظمت عطا فرمائی ہے وہ تمہیں بھی عطا کی ہے گویا مطابق آیت مباہلہ و آیت اولی بالمومنین من انفسہم

ہر فضیلت ذکری میں امیر المومنینؑ کی شمولیت و شرکت ہمیشہ مومنین و محبین آل محمدؐ کا معمول چلا آرہا ہے اس کا انکار وہی کرے گا جس کو ان ذوات مقدسہ سے دلی عناد ہو کیونکہ ہمیشہ شہادتین کے وقت شہادت ولایتِ علیؑ کا ذکر مرغوب شریعت ہے لہٰذا اذان و اقامت میں مستحب ہے ارشاد صادق ہے اذا قال احدکم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فلیقل علی امیر المومنین (بحار جلد ۸۴ ر ۱۱۲ ، احتجاج جلد دوم ۸۳) جب تم میں سے کوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تو علی امیر المومنین بھی کہے ہمیشہ اس حدیث کو فقہاء متقدمین و متاخرین نے ثقہ تسلیم کیا ہے

صرف خالصی نے احیاء الشریعہ میں اور پھر ڈھکو نے قوانین الشریعہ میں حسب عادت اس کی سند پر زبان درازی کی ہے حالانکہ حدیث معراج میں بھی وارد ہے فاخترت علیا وشققت لہ اسما من اسمائی فلا اذکر فی موضع الا ذکر معی فانا الاعلی وھو علی میں نے علیؑ کو برگزیدہ کیا اور ان کا نام اپنے نام سے مشتق کیا جہاں جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں علیؑ کا ذکر ہوگا میں اعلی ہوں وہ علیؑ ہے (الموجز صفحہ ۱۷۴) آنحضرتؐ کا ارشاد ہے

انی سئلت اللہ ان یذکرک فی کل مورد یذکرنی

(ہدایۃ الطالبین صفحہ ۱۵۰) میں نے اللہ سے سوال کیا کہ وہ جب میرا ذکر کرے یا علیؑ تیرا ذکر کرے بھی کرے لہٰذا یہ شہادت قواعد شریعت کے عین مطابق ہوگی بدعت نہ ہوگی۔

پانچویں دلیل
اجماع عملی فقہاء شیعہ

جب روایات سے ثابت ہوا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنی اذان و اقامت میں بیس فصول کہتے تھے اور متعدد روایات میں باقاعدہ حکم وارد ہے کہ اذان میں یہ شہادت بجا لاؤ تو صرف غیبت کبریٰ کے بعد ہی نہیں بلکہ آئمہ اطہار کے زمانہ سے یہ شیعوں کا معمول چلا آرہا ہے اگر یہ حکم غیر شرعی ہوتا تو جہاں امام زمانہ نے غیبت کبری و صغری میں اپنے وکلاء کو بہت سے احکام جاری فرمادیے اور بہت سے کذابین سے بیزاری اختیار کرنے کا حکم دیا کسی توقیع میں امام اس سے بھی منع کر دیتے کہ کوئی شیعہ اذان و اقامت میں یہ شہادت نہ بجالائے۔ بلکہ ہر زمانہ میں علماء عارفین کا براہ راست امام معصومؑ تک روحانی تعلق بھی رہا ہے جیسے مقدس اردبیلی بلکہ سرکار سید محمد مہدی بحر العلوم کے متعلق تو لکھا ہے کہ

کان یرد الحرم و کثیراً ما یسئل الامام عما یختلج فی نفسہ من

Presented by www.ziaraat.com

امور الدین فیجاب بلا ستر و حجاب

(مقدمہ فوائد رجالیہ صفحہ ۷۱ / ۴۰ طبع نجف) اکثر یہ حرم مولائے علیؑ میں وارد ہو کر امام سے اپنے دل میں آنے والے مسائل امور دینیہ دریافت کرتے تھے اور قبر مطہر سے بلا حجاب ان کو سوالوں کے جواب ملتے تھے مگر انہوں نے ذرہ بخفیہ میں صاف فتوی دیا ہے کہ جب ولایت کے کلمہ سے دین مکمل ہوا ہے تم اس سے اذان و اقامت میں شہادتیں مکمل کرلو کئی مرتبہ مسجد سہلہ مسجد سامراء میں یہ براہ راست امام زمانہؑ کی ملاقات سے مشرف ہوئے مگر کہیں امامؑ نے ان کو منع نہیں فرمایا کہ تم اس بدعت کے خلاف ڈٹ جاؤ اور علیؑ کا نام خواہ مخواہ اذان و اقامت میں ڈال کر میری روح کو اذیت نہ دو چودہ سو سال سے شیعہ فقہاء و مجتہدین کا اجماع عملی حجت ہے اور وہ اس بات سے کاشف ہے کہ امام معصومؑ اس اجماع میں شامل اور اس کے موید ہیں مگر اجماع میں ایسے منحرف لوگوں کا شامل ہونا ضروری نہیں جو ہمیشہ ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنانے کے جنون میں مبتلا رہتے ہیں۔

چھٹی دلیل

اذان حضرت علیؑ کا قرآنی نام ہے

احادیث کثیرہ معتبرہ سے ثابت ہے کہ قرآن مجید میں اذان علی علیہ السلام کا اسم گرامی بن کر آیا ہے مولا نے خطبہ افتخاریہ میں فرمایا ہے

انا اذان اللہ فی الدنیا و موذنہ فی الاخرہ

میں دنیا میں اللہ کی اذان ہوں اور آخرت میں اللہ کا موذن ہوں ابن عباس کا فرمان ہے

ان لعلی آیۃ فی کتاب اللہ لا یعرفھا اکثر الناس قولہ اذن موذن بینھم یقول الا لعنۃ اللہ علی الذین کذبوا بولایتی واستخفوا بحقی

(بحار الانوار جلد کمپانی صفحہ ۳۶۲) اللہ کی کتاب میں علیؑ کے لیے ایک آیت ہے جس کو اکثر لوگ نہیں جانتے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان علیؑ ایک موذن کے طور پر یہ اذان دیں گے کہ آگاہ ہو جاؤ جن لوگوں نے میری ولایت کو جھٹلایا ہے اور میرے حق کو بے قدر و سبک سمجھا ہے ان پر اللہ کی لعنت ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ سورہ توبہ میں جو لفظ اذان وارد ہے

ھو اسم نحلہ اللہ علیا من السماء فسماہ اللہ اذانا

بحار جلد نہم صفحہ ۶۹ وہ علی کا نام ہے جو ان کو اللہ تعالی نے آسمان سے نازل کر کے عطا فرمایا ہے ابن عباس کی دوسری روایت میں منقول ہے

فالاذان امیر المومنین علی بن ابی طالب ھو النداء الذی ینادیٰ بہ

(بحار نہم صفحہ ۷۱) اذان سے مراد خود امیر المومنینؑ علی ہیں اور وہ خود ہی ندائے اذان ہیں جس کی منادی کی جاتی ہے یا کی جائے گی لہذا ثابت ہوا کہ علی کل ایمان بھی ہیں اور کل اذان بھی ہیں ان کو اذان سے بے دخل کرنے والا نافرمان بھی ہے اور شیطان بھی۔

ساتویں دلیل

صحابہ کرامؓ کا معمول

آیۃ اللہ عبدالنبی عراقی نے ہدایۃ الطالبین صفحہ ۱۵۵ میں لکھا ہے

ان سلمان الفارسی ذکر الشھادۃ بالولایۃ لعلی بعد الشھادۃ بالرسالۃ فی زمن النبی و ابوذر کان یذکرھا ویقول اشھد ان علیا ولی اللہ

حضرت سلمانؓ نے آنحضرتؐ کے عین حیات میں اذان میں شہادت رسالت کے بعد علی کی ولایت کی شہادت دی اور ابوذرؓ بھی اذان میں اشھد ان علیا ولی اللہ کہا کرتے تھے۔ شرح العروہ الوثقی آیۃ اللہ شیرازی جلد ۳ / ۲۵ (بحوالہ السلافہ فی امر الخلافہ

Presented by www.ziaraat.com

مخطوط مکتبہ ظاہریہ دمشق شام)

خالصی کی مذہب دشمنی اور اس کے سیاسی عوامل

مذہب میں پھوٹ ڈالنے کے لیے کرائے کے مولویوں کو خریدنا استعمار کا قدیمی حربہ ہے خالصی کے والد عظیم آیۃ اللہ شیخ مہدی خالصی اور ان کے بھائی عبدالحسین خالصی اور خود شیخ محمد خالصی اذان و اقامت میں علی ولی اللہ کی شہادت دیتے رہے مگر ۱۹۵۰ء کے قریب جب عراق میں ہاشمی خاندان کی شاہی حکومت کے بالمقابل کیمونسٹ پارٹی البعث نے اپنا سیاسی جال بچھانا شروع کردیا تو سیاسی طور پر عراق کے شیعوں میں پھوٹ ڈالنا البعث کی ضرورت تھی کیونکہ ہاشمی خاندان کا اقتدار شیعوں کے لیے بڑا مضبوط سہارا تھا چنانچہ کیمونسٹوں نے خالصی کو استعمال کیا اور اس سے یہ فتوے دلوائے کہ اذان و اقامت میں علیؑ کی ولایت کی گواہی دینا حرام ہے ماتم و زیارت کی مخالفت میں اس نے کاظمین سے کربلا جانے والا چہلم کا جلوس بند کرایا پھر یہ فتوی دیا کہ خرگوش کھانا جائز ہے عید نوروز منانا حرام ہے ماتم زنجیر کرنا ضریح کے اردگرد طواف کرنا یا میت کو طواف کرانا یہ سب شرک کفر اور یہ سب حرام کام ہیں جیسا کہ آج پاکستان میں ڈھکو صاحب خالصی کے ان چبے چبائے لقموں کو ہی اچھال رہے ہیں خالصی نے اس دوران سعودی عرب کا دورہ بھی کیا امریکی یونیورسٹی بیروت والوں نے بھی اس کو بلوا کر کانفرنس کروائی خالصی کے اردگرد مسلح غنڈے ہوا کرتے تھے جنہوں نے کئی مرتبہ زائرین بلکہ علماء و طلبہ پر بھی قاتلانہ حملے کئے خالصی کی ناپاک سازشوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعثی حکومت نے ۱۹۵۸ء میں ہاشمی خاندان کو تباہ و برباد کر کے عراقی اقتدار پر قبضہ کرلیا اور آج تک وہاں کے شیعہ خالصی کی غلط پالیسیوں کا خمیازہ بھگت رہے ہیں اسی وجہ سے خالصی کا یہ رویہ علماء نے سخت ناپسند کیا سرکار آیۃ اللہ سید عبدالحسین شرف الدین عاملی نے لکھا ہے

قد اخطاء و شنعن حرم ذلک و قال انها بدعة فمن این جائت البدعة والحرام وما الغایة بشق عصا المسلمین فی هذه الایام

(النص والاجتہاد صفحہ ۲۰۸) جس نے اذان و اقامت میں علی ولی اللہ کو حرام و بدعت قرار دیا ہے اس نے بڑی خطا کی ہے اور یہ شاذ قسم کا مفتی ہے ورنہ یہ بدعت و حرام کہاں سے ہوسکتا ہے اور اس زمانہ میں مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پردازی کرنے کا کیا مقصد ہے اسی طرح مفتی تبریز علامہ قاضی محمد علی طباطبائی مرحوم نے لکھا

فلا یعباء تبحریم من لیس له رتبة الاجتهاد من اهل هذا العصر لهذه الشهادة فی الاذان و الاقامة ولیس غرضه الا تفرقة کلمة الشیعة والتهاب نار النفاق بینهم لتشکره النقطة الرابعة حاشیه الانوار النعمانیه" جلد اول"

صفحہ ۱۷۱ طبع تبریز پس اس زمانہ میں جو شخص مرتبہ اجتہاد پر فائز نہ ہونے کے باوجود اذان و اقامت میں اس شہادت کو حرام و بدعت قرار دیتا ہے اس کی پروانہ کرو کیونکہ ایسے تفرقہ پرداز نام نہاد بوگس مجتہد کا مقصد صرف یہی ہے کہ شیعوں میں نااتفاقی اور ناچاقی پیدا ہو اور ان میں منافقت کی آتش فتنہ بھڑکے اور (پار والے) اس کارنامے پر اس کا شکریہ ادا کریں۔ گویا علامہ طباطبائی نے فیصلہ کردیا کہ جو بھی ملّا شیعہ کہلا کر بھی ولایتِ امیر المومنینؑ کے خلاف فتوی بازی کرتا ہوا نظر آئے سمجھ لو کہ وہ مجتہد ہی نہیں ہے اور اس کی تقلید کرنا حرام ہے مومنین ہوشیار و خبردار رہیں۔ "آج ہمارے ملک میں شیعہ جن مصائب و آلام کے طوفان کی زد میں کھڑے ہیں علماء کا فرض یہ تھا کہ وہ ان کے باہمی اتحاد کا تحفظ کرتے مگر اغیار کے حملوں کا دفاع کرنے کی بجائے اپنی ہی قوم اور اپنے ہی علماء مجتہدین و اساتذہ اعلام کو بدعتی مخترع مفوضہ ملعون ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کرنا کوئی دین کی خدمت نہیں بلکہ خود بدعت کی بدترین مثال ہے شاید اس فتوی سے ملی کمپنی کے ساتھ انڈر گراؤنڈ کوئی سودے بازی ہوئی ہوگی۔

Presented by www.ziaraat.com

مصر میں خلفاء فاطمیین کے زمانہ میں

ازان اور شہادت ثالثہ

علامہ سید حسن الامین لکھتے ہیں لما دخل القائد جوھر بجیشه المظفر وشهد صلوة الجمعة فی ٨ جمادی الاولی سنة 358 ھ بجامع ابن طولون اذن المؤذنون بقولهم حی علے خی العمل ثم اذن نے الجامع الازھر وجمیع المساجد الاخری وکان الاذان ایام الفاطمیین یتضمن ایضا بعض الدعوات المذھبیة کقولھم علیؑ خیر البشر"

جب قائد فاطمی جوہر اپنے کامیاب لشکر کے ساتھ بروز جمعہ ٨ جمادی الاول ٣٥٨ھ کو جامع ابن طولون قاہرہ میں داخل ہوا تو موذنوں نے ازان میں علی خیر العمل کہا پھر یہی ازان جامع الازہر اور دیگر تمام مساجد میں بھی دی گئی اور خلفاء فاطمی کے زمانہ میں ازان میں دیگر مذہبی دعوات کا بھی ذکر کیا جاتا تھا۔ مثلاً" علی خیر البشر" دائرہ المعارف جلد سوم ص ٧٦ خلفاء فاطمیہ نے بڑے پیمانہ میں عید میلاد النبی اور عید غدیر کا بھی اہتمام کیا اور ٣٤٩ھ میں روز عاشور بڑے بڑے علماء و قاضی سیاہ لباسوں میں ملبوس ہو کر سارا دن قرآن اور مراثی شہداء کربلاؑ و امام مظلومؑ پڑھتے تھے اور دستر خون حزن پر فاقہ کشی کرائی جاتی تھی اور مکمل بازار بند کئے جاتے تھے تاریخ مقریزی جلد ٢ ر ٢٨٩ نجوم زاہرہ جلد ٥ ر ١٥ گویا قرن چہارم میں شہادت ثالثہ در ازان ایران و عراق سے تجاوز کرکے مصر میں بھی مروج ہو چکی تھی اور خلفاء فاطمیہ کے دور میں عزاداری کے شانہ بشانہ یہ شہادت جاری و مروج رہی خلفاء فاطمیہ کے زمانہ میں جشن عید غدیر بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا تھا اور مبارکبادی کی تقریب میں بیش بہا انعامات و تحائف دیئے جاتے تھے انہوں نے رائج سکوں پر بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی افضل الوصیین لکھوایا ہوا تھا تفصیل کے لئے ہماری عربی تالیف مرقد

العقلیہ صفحہ ٣٦ مطبوعہ بیروت ملاحظہ فرمائیں گویا کہ غیبت کبری سے متصل زمانہ میں شیعہ اکثریت کی ریاستوں میں ازان و اقامت کے اندر شہادت ثالثہ مشہور عام ہو چکی تھی۔

ازان میں شہادت ولایت علیؑ اور شیعوں کی مجبوریاں

جناب امیر المومنینؑ کی ولایت کے کلمہ شہادت کی روایات کی ازان میں مکمل شہرت نامہ سے وہی حالات مانع رہے ہیں جو آنجناب کی خلافت بلافصل کی ترویج سے مانع تھے حتی کہ خود منافقین نے تو ازان میں آنحضرتؐ کی رسالت کی گواہی کے کلمہ کو بھی برداشت نہ کیا جیسا کہ روایت میں ہے

ان المنافقین والملاحدة کانوا یتهمون النبی بانه ادخل اسمه فی الاذان من عند نفسه واعلن به فی المنابر للشهرة و طلب الجاه

(حاشیہ بحار جلد ٨٣ ر ١٢٢) منافقین اور ملحد لوگ آنحضرتؐ پر تہمت لگاتے تھے کہ انہوں نے اپنا نام ازان میں خود ہی شامل کرلیا ہے اور شہرت و طلب جاہ کے شوق سے منبروں پر اس کا اعلان کیا ہے۔ (معاذ اللہ) چنانچہ زمخشری کی ربیع الابرار سے ثابت ہے کہ بنی امیہ ہمیشہ ازان میں آنحضرتؐ کے نام سے جلتے اور کڑھتے رہے میدان غدیر خم میں بصد مشکل اور خطرات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ نے اعلان ولایت سے مکمل ازان میں بلال سے حی علی خیر العمل کہلوایا تو حضور کے بعد بلال کو ازان دینے سے روک دیا کیونکہ وہ حی علی خیر العمل کہنے سے باز نہ آتے تھے اس کلمہ حی علی خیر العمل کہنے پر حضرت حسین بن علی شہید فخ کو بنی عباسیہ نے کئی سادات عظام کے ساتھ تہ تیغ کرڈالا نورالدین زنگی نے ٥٤٢ھ اسی کلمہ کی وجہ سے حلب میں سنی شیعہ فساد برپا کرایا اور ٥٧٠ھ تک دونوں طرف سے کشت و خون کے واقعے ہوتے رہے حتی کہ سلطان سلیم خان عثمانی کے دور میں شیخ نوح حنفی کے فتوی

Presented by www.ziaraat.com

کی وجہ سے دس ہزار سے زیادہ شیعہ قتل کر دیئے گئے اور ۱۲۱۲ھ میں جامع مسجد حلب میں ماہ رمضان میں پھر مذہبی فساد برپا کرائے گئے حتی کہ حلب شہر شیعوں سے خالی ہو گیا" تاریخ الغری جلد اول صفحہ ۱۹۲" چالیس ہزار سے زیادہ سادات شیعہ قتل کئے گئے حکومتیں اکثر مخالفین کی تھیں اور اکثر مساجد دشمنان اہل بیتؑ کے زیر قبضہ تھیں شیعہ حضرات گھروں میں چھپ چھپ کر نمازیں پڑھنے پر مجبور تھے باوجود اس کے بھی جہاں ذرا آزادی میسر آئی تو انہوں نے اذان میں کلمہ ولایت کی شہادت کی ترویج شروع کر دی حتی کہ آج یہ شیعیت کی پہچان اور تشخص بن گئی ہے۔ اسی لئے سرکار آیۃ اللہ سید محسن حکیم مرحوم نے فرمایا

بل فی ھذہ الاعصار معدود من شعائر الایمان ورمز الی التشیع فیکون من ھذہ الجھۃ راجحا شرعا بل قد یکون واجبا

(المستمسک جلد ۴ صفحہ ۱۳ طبع نجف) بلکہ ان زمانوں میں یہ علیؑ ولی اللہ کی اذان میں شہادت شعائر ایمان اور شیعوں کی پہچان شمار کی جاتی ہے اس وجہ سے شرعاً" راجح بلکہ واجب ہوگی" مگر خاصی پرستوں کو ہمیشہ یہ بیماری ہے کہ وہ شیعوں کو آپس میں لڑا مرا کر اپنا الو سیدھا کرنے کے عادی ہوتے ہیں انہیں اس سے کیا غرض ہے انہوں نے تو کرسی حاصل کرنے کے لیے دشمنانِ اہلبیتؑ کی خوشامد کرنا ہے چاہے اس کے لیے اپنی مذہبی عزت ہی قربان کرنی پڑے۔ "شیعہ قوم نے کبھی کسی دشمن امیرالمومنینؑ کو امام عالی مقام کی نیابت عامہ کی مسند اور اجتہاد کی کرسی پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دی اصلی مجتہد کی پہچان یہی ہے کہ ولایتِ امیرالمومنینؑ کا مکمل حامی اور موئد ہو۔

تشہد نماز میں علیؑ ولی اللہ کی شہادت اور اس کی شرعی حیثیت

ڈھکو اصلاح الرسوم صفحہ ۱۰۳ میں لکھتے ہیں

"اس وقت چونکہ دین حقیقی کے سربراہ امام زمانہ پردہ غیبت میں روپوش ہیں اور ان کے نائبین یعنی علماء کے ہاتھوں زمام اقتدار نہیں ہے اس لئے بعض خود غرض مخرب دین اور گندم نما جو فروش ملاں مقررین اور تاجران خون حسینؑ جاہل ذاکرین کی شہزوریاں اور تخریب کاریاں اس حد تک بڑھ گئی ہیں کہ اب نماز جیسی عبادت بھی ان کے دست تصرف سے محفوظ نہیں چنانچہ انہوں نے کچھ عرصہ سے تشہد میں شہادت ثالثہ پڑھنا شروع کر دی ہے ہمارے علماء و فقہاء تو آج تک اذان و اقامت میں بھی اس کی جزئیت کا جواز رسولؐ اور آل رسولؐ کے قول و فعل سے ثابت نہ کر سکے اور یہ تشہد میں پڑھنے پر مصر ہیں اور ہر رطب دیابس شیطانی قیاسات و ذاتی خیالات سے لبریز رسائل سپرد قلم کیے جا رہے ہیں چنانچہ ماضی قریب میں ایک دین فروش ابلہ فریب خشی مشکل قسم کے مولوی نے ایک رسالہ شہادت ثالثہ شائع کیا ہے اور ایک تاجر خون حسین مداری نے تیسری گواہی شائع کرائی ہے ان رسالوں میں تلبیس ابلیس ہے عیاری مکاری ہے دھوکہ فریب ہے محمد و آل محمد کا فرمان نہیں ہے مجتہدین و محدثین کا فتویٰ نہیں ہے ہم اعلان کرتے ہیں کہ شہادت ثالثہ کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے اگر کوئی مائی کا لال ایک مستند حوالہ بہم پہنچائے تو ہم منہ مانگا انعام پیش کریں گے قیامت تک کوئی ٹھوس ثبوت پیش نہ کر سکے گا لے دے کر فقہ الرضا کا حوالہ ہے یہ کتاب ناقابل اعتماد ہے شیخ محسن عاملی اور جناب حر عاملی نے یہ کتاب ناقابل اعتبار سمجھ کر اس سے کوئی روایت نہیں لی ہے" علمی لطیفہ جو لوگ فقہ الرضا کو امام رضا کی تالیف قرار دے کر شہادت ثالثہ پڑھتے ہیں وہ پھر وضو بھی

Presented by www.ziaraat.com

لباس بھی اذان و اقامت بھی اس کے مطابق کریں مستدرک الوسائل القطرہ تحفہ احمدیہ وغیرہ میں اسی فقہ الرضا کا حوالہ ہے حاشیہ صفحہ ۱۰۵ میں کہتے ہیں جو شخص نہ مجتہد ہو نہ مقلد ان کو خنثی کہا جاتا ہے۔

الجواب

واضح رہے کہ القطرہ میں یہ روایت فقہ الرضا نہیں بلکہ فقہ المجلسیؒ کے حوالہ سے مذکور ہے۔ بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا تحریر (جس کو ہم نے تلخیص کے ساتھ لکھا ہے) کسی دعویدار اجتہاد کی تحریر نہیں بلکہ کسی بھانڈ کم ذات کی تحریر ہے جس کو ماں باپ نے گالیاں دینے کے سوا کچھ نہ سکھایا ہو جس کا دل عزاداران امام حسینؑ اور ذاکرین سید الشہداءؑ کی دشمنی میں جل کر کوئلہ ہو چکا ہو جس کا یہ خام خیال ہو کہ مجتہد ہونا اس کا شیر مادر جیسا حق ہے اور گویا چودہ سو سال میں اس کے سوا دنیا میں کوئی مجتہد پیدا ہوا ہی نہیں سب کے سب الّو بدعتی جاہل اور خنثے پیدا ہوتے رہے ساری تحریر گواہ ہے کہ یہ نام نہاد مجتہد قواعد استنباط احکام کی ابجد سے ہی واقف نہیں اور نہ ہی مدارک احکام تک اس کی رسائی ہے کیونکہ اب اس نے خود خون مظلوم کی تجارت کا دھندا شروع کر دیا ہے لہٰذا پیشہ ورانہ رقابت کی وجہ سے اس کو حسینی سٹیج پر نام پیدا کرنے والوں سے کاروباری عداوت اس کی مجبوری ہے جہاں تک ہم پر یہ الزام ہے کہ ہم خنثی ہیں تو اولاً تو الحمد اللہ ہمارے پانچ بیٹے جوانی کی حدود کو چھو رہے ہیں اور یہ بزرگ شادیوں پہ شادیاں رچا کر بھی اولاد نرینہ سے محروم ہیں البتہ اگر ان کا یہ خیال ہے کہ جو مجتہد یا مقلد نہ ہو وہ خنثی ہے تو یہ حضرت در حقیقت خود ہی خنثی مشکل ثابت ہوئے کیونکہ ان کا تعلق اصولی کی بجائے اخباری مسلک سے ہے جس میں اجتہاد و تقلید ہی حرام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی قوانین الشریعہ کے اکثر فتوے ایسے ہیں جو اصولی مسلک کے خلاف ہیں

ور اخباریوں کے فتوے ہیں اصلاح الرسوم خود اخباری مسلک کے فتاوی سے پر نظر آتی ہے ہم نے تو شہادت ثالثہ کے صفحہ ۱۲۲ پر صاف صاف لکھ دیا تھا کہ جو مومنین اپنے مراجع تقلید کے فتوی کے مطابق شہادت ثالثہ بجالاتے ہیں یہ ان کے لیے موجب اجر و ثواب ہے پورے رسالہ میں مجتہدین عظام کے فتاوی نقل کئے ہیں اپنا فتوی نقل کیا ہی نہیں اور نہ حوالہ دینے میں کوئی فریب کاری عیاری کی ہے اگر کی ہے تو ڈھکو صاحب اس کی نشاندہی کیوں نہیں کرتے البتہ کتاب کے ٹھوس دلائل نے ڈھکوی اخباری فتوی کی ناؤ کو لے ڈبویا ہے لہٰذا ژاژ خائی تو ان کی مجبوری ہوئی وہ دھن قلم نہ بگاڑیں تو کریں کیا؟ ہمیں تو گالیوں کے فن میں مہارت ہی نہیں ہے۔ اب ہم ذرا دلائل کی طرف آتے ہیں۔

تشہد میں شہادت ثالثہ کی تاریخ

ڈھکو صاحب جو کہ صفحہ ۱۰۳ ار ۱۰۴ میں لکھتے ہیں کہ مخرب دین اور گندم نما جو فروش ملاں مقررین اور تاجران خون حسین جاہل ذاکرین کی دین میں تخریب کاریاں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ عبادت بھی ان سے محفوظ نہیں چنانچہ کچھ عرصہ سے نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ اشہد ان علیا ولی اللہ پڑھنا شروع کر دی ہے (الی آلاخر) ڈھکو صاحب موالیان علی علیہ السلام سے خصوصی طور پر جو عناد و عداوت رکھتے ہیں اس سے کس کو انکار ہے مگر حضرت کو معلوم ہونا چاہئے کہ شہادت ثالثہ تشہد میں کچھ عرصہ سے نہیں بلکہ ائمہ طاہرین علیہم السلام کے زمانہ سے ہی بطور استحباب پڑھی جا رہی ہے یہ شہادت ذاکروں کی بڑ نہیں بلکہ تمغۂ تکمیل اسلام اور جوہر ایمان کامل ہے آج سے چار سو سال قبل ایران کے جلیل القدر مجتہد فقیہ سرکار آیتہ اللہ عبداللہ بن حسین شوستری متوفی ۱۰۲۱ھ جو کہ شاہ

Presented by www.ziaraat.com

عباس صفوی کے زمانہ میں اصفہان ایران کے مجتہد اعظم تھے انہوں نے تشہد نماز میں علی ولی اللہ کو شامل کرنے کے اثبات پر پوری کتاب تالیف فرمائی جس کا نام (رسالة في ادخال قول علي ولي الله في تشهد الصلاة) ہے جس کا قلمی نسخہ مکتبہ آیۃ اللہ شیخ الشریعہ اصفہانی میں موجود ہے ملاحظہ ہو (الذریعہ فی تصانیف الشیعہ جلد ۱۱ صفحہ ۴۷) آیۃ اللہ شوستری کے حالات زندگی علامہ مجلسی کے شاگرد مرزا عبداللہ آفندی نے ریاض العلماء جلد ۳ ص ۱۹۵ مطبوعہ قم میں تفصیل سے لکھے ہیں یہ علامہ مجلسی کے والد علامہ محمد تقی مجلسی اور مقدس اردبیلی کے شاگرد تھے میر مصطفیٰ تفریشی نے نقد الرجال ص ۱۹۷ میں لکھا ہے شیخنا واستادنا الامام العلامة المحقق المدقق جليل القدر عظيم المنزلة وحيد عصره اورع اهل زمانه مارائيت احدا اوثق منه صائم النهار قائم الليل یہ ہمارے شیخ واستاد وامام علامہ محقق مدقق جلیل القدر عظیم مرتبہ اپنے زمانہ کے یگانہ اور سب سے بڑے عابد زاہد اور صائم النہار قائم اللیل تھے میں نے ان سے زیادہ باوثوق کسی کو نہیں دیکھا علامہ شیخ حر عاملی نے امل الامل جلد ۲ ر ۱۵۹ میں لکھا ہے کہ کان من اعيان العلماء والفضلاء والثقات یہ بڑے علماء وفضلاء و معتبر علماء میں سے تھے علم فقہ میں ان کا عبور و تبحر اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے علامہ حلی کی قواعد کی شرح پانچ ضخیم جلدوں میں فرمائی تہذیب الاحکام اور استبصار پر مفید حواشی تحریر فرمائے علامہ شہید کی منظوم فقہ الفیہ کی شرح کی ان کے اجازات علمیہ کو ریاض العلماء میں بیان کیا گیا ہے یہ تیس سال تک نجف اشرف میں مقدس اردبیلی کے شاگرد رشید رہے ۲۴ محرم ۱۰۲۱ھ کو ان کا انتقال اصفہان ایران میں ہوا تاریخ عالم آراء میں ہے

کہ ان کی تشییع جنازہ میں بہت نوحہ خوانی ہوئی بڑے بڑے اعیان واشراف ان کے تابوت کو ہاتھ سے مس کرنے کی کوشش کرتے تھے پہلے ان کی میت امام زادہ اسماعیل کے مقبرہ میں امانت رکھی گئی پھر کچھ عرصہ بعد وہاں سے کربلا منتقل کر دی گئی امیر صحیتی شاعر نے ان کی تاریخ وفات یوں نکالی "آہ آہ از مقتدائے شیعیانؑ" ایک دوسرے شاعر نے یوں نکالی (حیف از مقتدائے ایران حیف) شیخ محمود الجزائری نے "مات مجتهد الزمن" نکالی اصفہان کے بادشاہ شاہ عباس صفوی کو ان سے خاص عقیدت تھی وقف چاردہ معصومینؑ نامی مشہور اراضی شاہ نے ان کی ترغیب پر وقف کیں اور ان کے نام سے اصفہان میں مدرسہ دینیہ قائم کیا ریاض العلماء جلد ۳ از ۱۹۵ تا ۲۰۵ جب اس قدر عظیم الشان مرجع عالی قدر ایران نے بھی تشہد میں علی ولی اللہ کے اثبات پر پورا رسالہ لکھ ڈالا تو ان کے زمانہ کے کسی بھی مجتہد نے ان کے خلاف محاذ آرائی نہ کی مگر یہ ڈھکو ہیں کہ "علی ولی اللہ" سنتے ہی ان کو مروڑ پڑ جاتی ہے اور ہذیانی کیفیت طاری ہونے لگتی ہے ۱۳۰۵ھ میں علامہ ناصر الملۃ کے فتاوی کے مطابق لکھنؤ سے تحفہ احمدیہ شائع ہوا جس میں تشہد میں شہادت ثالثہ کا ذکر تھا جس کا نسخہ دار العلوم محمدیہ سرگودھا کی لائبریری میں آج بھی موجود ہے اسی صدی گزشتہ کے وسط میں بمبئی سے آیۃ اللہ سید محمد کاظم طباطبائی نجف اشرف کے حواشی کے مطابق فقہ المجلسی کا رسالہ طبع ہوا جس میں تشہد میں شہادت ثالثہ موجود ہے عکس ملاحظہ ہو پھر ہم اسی کتاب میں ایران و عراق کے اکابر مجتہدین عظام کے اٹھارہ سے زائد فتاوی کے عکس شائع کر رہے ہیں جو اس کی تائید میں ہیں اگر یہ سب اکابر مجتہدین عظام تاجران خون حسینؑ یا دین فروش ملاں ہیں تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ڈھکو صاحب شیعہ عالم نہیں ہیں اگر نجف اشرف میں درس پڑھ لینے

Presented by www.ziaraat.com

کا نام اجتہاد ہے تو محمد بن عبدالوہاب نجدی بھی مجتہد ہو گا کیونکہ وہ بھی نجف اشرف میں آیۃ اللہ جعفر کاشف الغطاء کے درس خارج میں شریک ہوتا رہا ہے ملاحظہ ہو" ادوار علم الفقہ واطوارہ علی کاشف الغطاء ص۲۴۱ طبع بیروت)

قاعدہ تسامح کے مطابق جواز شہادت ثالثہ

علم اصول فقہ کے ابتدائی طالب علم بھی جانتے ہیں کہ مستند حوالہ اور مستند حدیث کی ضرورت اس وقت درپیش ہوتی ۔ جب کہ کسی حکم کے وجوب یا حرمت کو ثابت کرنا مقصود ہو اور مستحبات و سنن کے اثبات کے لیے مرسل یا ضعیف حدیث سے استدلال بھی جائز ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے۔

من سمع شیئاً من الثواب علی شئی فصنعه کان له وان لم یکن علی ما بلغه

جو شخص یہ سن کر کہ فلاں کام میں ثواب ہے اس پر امید ثواب سے عمل کرے تو اس کو ثواب ملے گا اگرچہ وہ فی الواقع اس طرح نہ ہو الاصول الا علیہ صفحہ ۱۶۴ لہذا تشہد میں شہادت ثالثہ کو مستحب کی نیت سے بجالانے کا نظریہ صرف میرا نہیں ہے بلکہ ملت جعفریہ کے مایہ ناز اکابر مجتہدین کا ہے جن کے اسماء یہ ہیں۔

۱۔ علامہ محمد تقی مجلسی ولد علامہ مجلسی درالفقہ صفحہ ۲۹ طبع بمبئی
۲۔ علامہ محمد باقر مجلسی بحار الانوار جلد ۸۴ صفحہ ۲۰۹ طبع بیروت
۳۔ علامہ جلیل شیخ محمد حسن نجفی جواہر الکلام جلد ۳ صفحہ ۳۴۶ طبع ایران
۴۔ آیۃ اللہ سید محمد کاظم طباطبائی نجفی حاشیہ فقہ المجلسی صفحہ ۲۹
۵۔ آیۃ اللہ ناصر الملۃ سید ناصر حسین مجتہد لکھنؤ تحفہ احمدیہ صفحہ ۲۱۳، ۱۵۵
۶۔ آیۃ اللہ سید عبدالرزاق المقرم نجفی سر الایمان صفحہ ۵۰ طبع نجف

۷۔ آیۃ اللہ شیخ آل مرتضیٰ آل یاسین نجفی سر الایمان صفحہ ۷۵ طبع نجف
۸۔ آیۃ اللہ سید احمد رضی الدین مستنبط نجفی القطرہ صفحہ ۲۲۱ طبع نجف
۹۔ آیۃ اللہ حسین نوری طبری مستدرک الوسائل جلد اول صفحہ ۲۳۲
۱۰۔ آیۃ اللہ سید محمود شہرودی نجفی فتوی مخصوصہ شہادت ثالثہ صفحہ ۱۰۹
۱۱۔ آیۃ اللہ سید محمد شیرازی نجفی فتوی مخصوصہ شہادت ثالثہ صفحہ ۱۱۰
۱۲۔ آیۃ اللہ سید محمد جواد تبریزی نجفی فتوی مخصوصہ شہادت ثالثہ صفحہ ۱۱۰
۱۳۔ آیۃ اللہ سید محمد حسنی بغدادی نجفی فتوی مخصوصہ شہادت ثالثہ صفحہ ۱۱۰
۱۴۔ آیۃ اللہ سید نصر اللہ مستنبط نجفی فتوی مخصوصہ شہادت ثالثہ صفحہ ۱۱۱
۱۵۔ آیۃ اللہ سید شہاب الدین مرعشی (عکس فتوی)
۱۶۔ آیۃ اللہ سید محمد علی طباطبائی دمشق شام رسالہ عملیہ مطبوعہ بیروت
۱۷۔ آیۃ اللہ شیخ محمد رضا محقق تہرانی خلاصہ الحقائق شرح الشرائع جلد اول صفحہ ۲۵۵ و جلد ۷ صفحہ ۱۹۳ مطبوعہ آیۃ اللہ مرعشی قم مقدسہ
۱۸۔ آیۃ اللہ سید عبداللہ شیرازی مرحوم
(۱۹) آیۃ اللہ بحرانی کتاب الحدائق جلد ۸ صفحہ ۵۴۸

ان میں اکثر مجتہدین وہ ہیں جن سے ڈھکو صاحب نے بقول خود اجتہاد کا اجازہ حاصل کیا ہوا ہے مثلاً" آیۃ اللہ سید جواد تبریزی آیۃ اللہ احمد مستنبط مرحوم لیکن افسوس ہے کہ انہوں نے ان اکابر مجتہدین کے فتاوی کو پائے احتقار سے ٹھکرا کر اپنے ہی اجتہاد کو ٹھوکر ماری ہے اور کہا ہے کسی مجتہد کا فتوی نہیں ہے قوم خود انصاف کرے کہ اگر ایک مجتہد کو اپنے فتوے میں دوسرے سے اختلاف ہو تو زیادہ سے زیادہ اس سے دستبردار ہو سکتا ہے مگر اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسرے مجتہد کو تاجر خون حسینؑ عیار مکار فریب کار خشی اور نامعلوم کیا کیا القاب دے کر گالیاں دینا شروع کردے مگر کیا کیا جائے۔

کل اناء بالذی فیه ینضح

Presented by www.ziaraat.com

فقہ الرضا کے متعلق آیتہ اللہ خوانساری کی تالیف

نجف اشرف کے معروف مجتہد فقیہ آیتہ اللہ سید محمد ہاشم خوانساری اصفہانی متوفی ۱۳۱۸ھ نے "تحقیق فقہ الرضا" نامی کتاب لکھی جس میں ثابت کیا کہ تعارض روایات کی صورت میں کسی بھی روایت کی تائید فقہ الرضا کی کسی روایت سے ہو جائے تو وہ روایت حجت کے قابل ہو گی اور قوی سمجھی جائے گی الذریعہ ج ۱۱ ص ۱۳۹ مرحوم امام خمینی نے بھی خود حکومت اسلامیہ نامی کتاب میں فقہ الرضا کی روایت کا حوالہ دیا ہے

کتاب فقہ الرضا کے متعلق

واضح رہے کہ کتاب فقہ الرضا وہ کتاب ہے جس کو حضرت امام رضا علیہ السلام نے نصیر الدین احمد السکین بن جعفر بن زید الشہید بن امام زین العابدین کی فرمائش پر انہیں املا کرائی اس کا اصل نسخہ ۲۰۰ھ کا لکھا ہوا جس پر خود حضرت امام رضا کی تحریر اور دیگر محدثین عظام کی تحریریں تھیں مکہ مکرمہ میں علامہ سید علی خان شیرازی کے کتب خانہ میں محفوظ تھا جو فقہ الرضا کا صحیح ترین نسخہ تھا جس پر علامہ مجلسی مرحوم قاضی امیر حسین اور آیتہ اللہ سید محمد مہدی بحر العلوم آیتہ اللہ صاحب جواہر جیسے اکابر مراجع نے پورا پورا اعتماد کر کے اس کو مستند معتبر قرار دیا چنانچہ علامہ سید مہدی حسینی قزوینی نے اپنے منظومہ السبائک الذہبیہ میں اس کتاب کے متعلق لکھا ہے۔

واحکم بحجیۃ فقہ الرضوی لا نہ معنی حدیث قدروی واعتمد
القول بہ الفہامہ بحر العلوم خالی العلامۃ

فقہ رضوی کی حجت کا حکم لگاؤ کیونکہ وہ معنوی طور پر روایت شدہ حدیث کے برابر ہے اس پر میرے ماموں علامہ فہامہ سید مہدی بحر العلوم نے اعتماد کیا ہے۔ (امینۃ الوقن صفحہ ۲۲۵) علامہ جزائری اور علامہ مرزا حسین نوری نے ثابت کیا ہے کہ اس کتاب کی بہت سی عبارتیں من و عن من لا یحضرہ الفقیہ میں نقل کی گئی ہیں اور بہت سے فقہی احکام جن پر کوئی استناد نہ تھا علماء نے اسی کتاب پر اعتماد کر کے ان کی سند مہیا کی ہے البتہ کتاب فقہ الرضا کا موجودہ نسخہ جو بازار میں ملتا ہے غلط ملط ہے اس میں کتاب النوادر تالیف احمد بن محمد عیسی اشعری یا کتاب التکلیف محمد بن علی شلمغانی کی فصول کو اصل متن ہی گڈ مڈ کر دیا گیا ہے تاہم یہ کہنا غلط ہے کہ یہ کتاب شلمغانی کی کتاب التکلیف ہے کیونکہ علامہ مجلسی نے لکھا ہے کہ اس کا اصل نسخہ ۲۰۰ھ کا لکھا ہوا ان کے شیخ الروایت قاضی امیر حسین نے مکہ مکرمہ میں خود دیکھا جس پر تاریخ مذکور تھی جبکہ شلمغانی ۳۲۹ھ میں قتل کیا گیا گویا یہ کتاب شلمغانی سے ایک صدی پہلے سے مشہور تھی البتہ شلمغانی کی کتاب التکلیف کے متعلق بھی حسین بن روح نے ثابت کیا کہ اس میں صرف چند روایات غلط تھیں مکمل کتاب غلط نہ تھی یہ چند روایات اب بحار الانوار جلد ۸۳ صفحہ ۲۱۸ کے حاشیہ پر گن گن کر لکھ دی گئی ہیں مگر کسی نے آج تک اس کی روایت تشہد پر طعن و تشنیع نہیں کی بلکہ صاحب جواہر الکلام شرح شرائع الاسلام نے اسی کتاب کے جلد ۳ صفحہ ۳۲۶ میں لکھ دیا ہے کہ اس تشہد کو مکمل طور پر فقہ الرضا کے مطابق نماز میں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے شیخ طوسی نے لکھا ہے سل الشیخ یعنی

ابا القاسم عن کتب ابن ابی العزاقر بعد ماذم و خرجت فیہ اللعنۃ فقیل لہ کیف نعمل بکتبہ و بیوتنا منہ ملاء قال اقول فیہا ما قالہ ابو محمد الحسن بن علی خذوا ما (رووا) و دعوا ما رأوا

(الغیبۃ صفحہ ۲۴۰) شلمغانی ابن ابی عذاقر کی امام زمانہ کی طرف سے مذمت و لعنت ظاہر ہونے کے بعد حسین بن روح سے سوال ہوا کہ ہم ان کی پہلے سے لکھی ہوئی

Presented by www.ziaraat.com

کتب کا کیا کریں ہمارے گھر تو ان سے بھرے پڑے ہیں انہوں نے فرمایا میں تم کو وہی جواب دیتا ہوں جو امام حسن عسکری علیہ السلام نے بنی فضال کے متعلق دیا کہ تم ان کی سابقہ روایت کردہ احادیث قبول کرلو اور ان کے موجودہ نظریات کو چھوڑ دو شیخ طوسی فرماتے ہیں کہ ابن ابی عذاقر کتاب التکلیف کا باب لکھ کر حسین بن روح کی خدمت میں پیش کرتے تھے

فیحککه فاذا صح الباب خرج فنقله وامرنا بنسخه

وہ اس کی اصلاح کرتے تھے اور جب وہ باب صحیح ہو جاتا تو وہ اس کو نقل کرتے اور ہمیں اس کے لکھنے کا حکم دیتے تھے نیز انہوں نے لکھا ہے کہ حسین بن روح نے ابن ابی عذاقر کی کتاب التادیب قم کے علماء و مشائخ کو بھجوائی اور لکھا

انظروا فی هذا الکتاب فیه شئی یخالفکم فکتبوا کله صحیح الاقوله فی الصاع

دیکھو اس کتاب میں کوئی ایسا مسئلہ تو نہیں جو تمہارے مخالف ہو انہوں نے دیکھ کر جواب دیا سب صحیح ہے صرف صاع (ایک پیانہ) کے متعلق اس کا قول صحیح نہیں ہے رجال نجاشی صفحہ ۲۶۸ میں ہے کہ پہلے یہ شمغانی اصحاب فقہاء شیعہ میں مقدم سمجھا جاتا تھا اس کی کتب اس کے بد عقیدہ ہونے سے پہلے کی لکھی ہوئی ہیں اسی لئے حسین بن روح نے اس کی کتب پر اعتراض نہ کیا جیسا کہ بیان ہو چکا گویا کسی نے اس کتاب کے تشہد پر اعتراض نہیں کیا بلکہ علامہ مجلسی نے تو اس تشہد کی تائید میں ابو بصیر کی دوسری حدیث نقل کی ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے اس میں بھی ولایت علی کی شہادت کا ذکر آیا ہے لہذا جب ڈھکو صاحب استنباط احکام میں اجتہاد کرنا نہیں آتا تو وہ اکابر مجتہدین عظام کے فتاوی اور احادیث اہل بیت کا مذاق اڑانے کا کیا حق رکھتے ہیں البتہ اگر اس کتاب میں کوئی شاذ روایت قابل اعتراض موجود ہے بھی تو اس پر کیا منحصر ہے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی

تفسیر اور مصباح الشریعہ تالیف امام جعفر صادق علیہ السلام میں بھی بلکہ کتب اربعہ میں بھی بہت کچھ قابل اعتراض مواد موجود ہے کیا ہم چند شاذ روایات کی وجہ سے غیر معارض صحیح السند روایات کو بھی چھوڑ دیں علامہ میرزا حسین نوری نے ثابت کیا ہے کہ موجودہ نسخہ فقہ الرضا کا اصل کی نسخہ سے مختلف ہے اس میں بہت ہی روایات شاذہ کا اضافہ ہے ہاں البتہ ڈھکو میاں کے پاس کوئی ایسی روایت ہو جس میں امام نے منع فرمایا ہو کہ نماز میں ہمارا ذکر مت کرو یا ولایت علی کی گواہی مت دو یہ حرام ہے یا اس سے نماز باطل ہے تو ایسی روایت لائیں چاہے ضعیف ہی کیوں نہ ہو تو ہم بھی یہ اقرار کریں گے کہ چودہ سو سال کے اکابر فقہاء شیعہ کو سہو ہوا ہے سب کے سب بدعتی تھے صرف ڈھکو میاں کا اجتہاد کیسے صحیح ہے جبکہ وہ خود اپنی کتاب اصلاح الرسوم صفحہ ۱۳۷ میں یہ اقرار کرچکے ہیں کہ "کسی چیز کا جواز محتاج دلیل نہیں ہوتا ہاں اس چیز کی حرمت محتاج دلیل ہوتی ہے" لہذا ہم پر اس کے جواز کے قائل ہونے کی وجہ سے ان کا اعتراض بے جا ہے وہ خود حرمت پر حدیث پیش کرنے کے پابند ہیں پھر وہ صفحہ ۱۰۸ پر اصل دعوی سے اس طرح جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں "آج تک کسی قابل ذکر فقیہ نے اس شہادت ثالثہ کی نماز میں اور وہ بھی جزء سمجھ کر پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔" بندہ خدا سے کوئی پوچھے کہ اصل نزاع تو صرف اس کے استحباب و عدم استحباب کا ہے جزئیت کا تو جھگڑا ہی نہ تھا ہم نے تو ہمیشہ مستحب ہونے کا دعوی کیا صفحہ ۱۰۸ صفحہ ۱۰۹ پر ڈھکو میاں نے شہادت ثالثہ کی مخالفت میں جو پانچ مجتہدین کے فتاوی نقل کئے ہیں وہ بھی عیاری و مکاری کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ مثلا" آیۃ اللہ سید عبداللہ شیرازی فرماتے ہیں واجب نہیں ہے تو ہم کب واجب کہتے ہیں ہمارے پاس خود آیۃ اللہ عبداللہ شیرازی کا فتوی موجود ہے کہ بقصد رجاء پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے ہم نے تو اٹھارہ اکابر مجتہدین کے فتوے پیش کئے ہیں جن میں آیۃ اللہ سید محمد شیرازی اور

Presented by www.ziaraat.com

آیۃ اللہ محمد رضا تہرانی اب بھی زندہ سلامت موجود ہیں جبکہ ڈھکو میاں نے وفات یافتہ پرانے پانچ مجتہدین کے فتوے نقل کئے ہیں جن کے متعلق مات المفتی مات الفتوی ہی کہا جاسکتا ہے جہاں تک ہم پر یہ طنز کہ ان کے قول و بول میں کوئی فرق نہیں ہے تو ان کا یہ قول بھی بذات خود بول سے کمتر نہیں سرکار آیۃ اللہ شیخ محمد حسن صاحب جواہر الکلام جیسے استاد المجتہدین سے بڑا مجتہد پیدا ہی نہیں ہوا۔ جواز کا فتوے دینے والے مجتہدین میں ایسے مجتہدین بھی ہیں جن سے ڈھکو اجازہ اجتہاد لینے کے دعویدار ہیں لہذا یہ قول تو قرآن و اہل بیت کی روشنی میں اکابر فقہاء مراجع تقلید کا قول ہے جو شہادت ولایت امیر المومنینؑ کے قول کو بول کہتا ہے۔

وہ خود سراپا بول در بول ہے فقہ یہ کوئی موم کی ناک نہیں ہے کہ ہر خاسی نواز اس کو اپنی مرضی سے توڑنے مروڑنے کا مادری پدری حق رکھتا ہو جب یہ شہادت بتائید امام جعفر صادق علیہ السلام و امام رضا علیہ السلام سنت و مستحب ثابت ہوئی تو اس سنت سے روکنا اور اس کے ثواب سے محروم کرنے کی سازش کرنا از خود بدعت ہے اور حرام ہے۔

علمی لطیفہ

اصلاح الرسوم اور جھوٹ کی دھوم

ڈھکو صاحب (بر صفحہ ۱۰۶) اصلاح الرسوم میں لکھتے ہیں فقہ الرضا نامی کتاب کو یہ لوگ امام رضا کی تالیف قرار دے کر تشہد* میں شہادت ثالثہ پڑھتے ہیں تو پھر وضو بھی اس کے مطابق کریں اذان و اقامت بھی اس کے مطابق دیں اور لباس بھی اس کے مطابق زیب تن کر کے نماز پڑھیں پھر تشہد بھی پورا پڑھیں جو اس کتاب میں مذکور ہے اگر وہ ایسا نہیں کرتے اور یقیناً" نہیں کریں گے کیونکہ وہاں اذان و اقامت میں ولایت کی شہادت ہی نہیں ہے تو پھر معلوم ہو جائے گا کہ

دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا جواباً" عرض خدمت ہے کہ فقہ الرضا کا اصل نسخہ جو بتصدیق علامہ مجلسی مکہ مکرمہ میں موجود تھا وہ ہر قسم کے سقم سے پاک تھا اس میں اور موجودہ نسخہ میں یہ تشہد ولایت کی شہادت پر مشتمل تشہد موجود ہے جس کو علامہ مجلسی نے نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ

قد سبق ما نقلنا من فقه الرضا موافقاً للمشهور ولعل الصدوق اخذ منه و تبعه القوم

(بحار الانوار جلد ۸۵ ر ۲۹۲) ہم نے فقہ الرضا سے جو تشہد نقل کیا ہے وہ مشہور روایت کے عین مطابق ہے شاید شیخ صدوق نے اسی سے لیا ہے اور پھر قوم نے اس کی پیروی کی ہے گویا علامہ مجلسی نے اس کی توثیق کردی پھر نجف اشرف کے سب سے بڑے استاد الفقہاء و المجتہدین محمد حسن الجواہری نے اپنی چالیس جلدوں پر ضخیم ترین فقہی استدلالی کتاب جواہر الکلام جلد ۳ ر ۳۴۶ میں فرمایا

لو قرء القاری المروی عن فقه الرضا علی طوله و زیاداته علی خبر ابی بصیر لم یکن به باس

اگر نمازی فقہ الرضاء میں جو تشہد ہے اس کو ابو بصیر کی روایت تشہد سے طولانی اور زیادہ ہونے کے باوجود پڑھ لے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے باقی رہی اذان و اقامت کی اٹھارہ فصلیں ہیں جو فقہ الرضا میں ہیں وہ تو واجب تعداد کی فصول ہیں امام نے اس کتاب میں یہ کہاں فرمایا ہے کہ علی ولی اللہ کو مستحب سمجھ کر بھی اذان میں اس کا ذکر نہ کرو حرام و بدعت ہے اگر ڈھکو فقہ الرضا میں یہ دکھادیں تو ہم سے منہ مانگا انعام وصول کرلیں اعتراض تو ان پر وارد ہوگا کہ جب یہ کتاب غیر معتبر ہے جیسا کہ آپ کا دعوی ہے تو پھر اس کے مطابق اذان میں اٹھارہ فصلیں کیوں مانتے ہو تم نے خود ہی اصلاح الرسوم صفحہ ۱۰۷ پر لکھا ہے کہ یہ بدعقیدہ آدمی شلمغانی کا رسالہ ہے لہذا اذان کی ۱۸ فصول تو بدعقیدہ شخص کے فتوی سے ماخوذ ہوئیں؟

Presented by www.ziaraat.com

پہلا جھوٹا حوالہ

باقی رہا یہ طعنہ کہ فقہ الرضا میں وضو میں پاؤں دھونا لکھا ہے جیسا کہ حاشیہ صفحہ ۱۰۷ میں ہے تو یہ سراسر جھوٹ اور فریب ہے فقہ الرضا صفحہ ۱ سے ۳ تک ملاحظہ کریں اس میں یہ عبارت ہے

ابدء بالوجہ ثم الیدین ثم بالمسح علی الراس والقدمین و نروی ان جبرئیل ھبط علی رسول اللہ بغسلین و مسحین غسل الوجہ والذراعین و مسح الراس والرجلین بفضل النداوۃ التی بقیت فی یدیک من وضوئک

وضو واجب چہرہ سے شروع کرو اور پھر دونوں بازو دھوؤ پھر سر اور دونوں پاؤں کا مسح کرو ہم یہ روایت لیتے ہیں کہ جبرئیل آنحضرت حضور اکرمؐ پر دو اعضاء یعنی چہرہ اور بازو دھونے اور سر اور پاؤں کے مسح کرنے کا حکم لے کر نازل ہوئے اس بچی ہوئی تری کے ساتھ جو وضو ہی کے پانی کی تیرے ہاتھوں میں موجود ہے "مگر نام نہاد مجتہد کسی موقعہ پر بھی جھوٹ لکھنے اور جھوٹ کی نشر و اشاعت اور معصوم امامؑ پر الزام تراشی سے باز نہیں آیا قارئین خود انصاف کریں۔

دوسرا جھوٹا حوالہ

لکھتے ہیں کہ فقہ الرضا میں لکھا ہے کہ حرام جانور کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے حاشیہ اصلاح الرسوم صفحہ ۱۰۷

یہ ایسا فریب اور جھوٹ ہے جو کسی عام آدمی کی زبان و قلم سے بھی مناسب نہیں چہ جائیکہ ایک مجتہد ہونے کا دعویدار ایسا کرے ذرا فقہ الرضا دیکھ لیجئے صفحہ ۴۱

کل شئی حل اکل لحمہ فلا بأس بلبس جلدہ الذکی وصوفہ وشعرہ ووبرہ وریشہ وعظامہ

ہر شئی جس کا گوشت کھانا حلال ہے اس کی پاکیزہ جلد یعنی چمڑے کا اور اس کی اون بال اور لوؤں پروں ہڈیوں کا لباس استعمال کرنا حلال ہے اگرچہ ایک مقام پر یہ لفظ آئے ہیں کہ

کذالک الجلد فان دباغتہ طہارتہ

یعنی اسی طرح چمڑے کا رنگنا اس کی طہارت ہے مگر علامہ مجلسی نے بحار جلد ۸۳ ر ۲۲۷ میں اس کی شرح میں لکھا ہے کہ یہاں غیر مردار یعنی ذبح شدہ جانور کا چمڑا مراد ہے کیونکہ مشہور قول کے بعد ذبح شدہ جانور کی کھال کو رنگنا مستحب ہے مگر یہاں صرف اس کو بطور لباس استعمال کرنے کا بیان ہے اس میں نماز پڑھنے کا کوئی بیان مذکور نہیں ہے کیونکہ فقہ الرضا صفحہ ۱۶ پر صاف صاف عبارت مذکور ہے

لا تصل فی جلد المیتۃ علی کل حال

مردار جانور کے چمڑے کے لباس میں ہرگز نماز نہ پڑھو چاہے وہ رنگا گیا ہو یا بغیر رنگے ہو یہ قول تو تمام ائمہ اہل بیتؑ کا متفقہ قول ہے امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے

اما الجلود فارکبوا فیھا ولا تلبسوا منھا شیئاً تصلون فیہ

(مکارم الاخلاق طبری صفحہ ۱۳۶) درندے جانوروں کی کھالوں کو سواری میں استعمال کرلو مگر نماز کے لباس میں استعمال مت کرو امام محمدؑ باقر کا فرمان ہے کہ مردار جانور کے چمڑے کو ستر دفعہ بھی رنگ دیا جائے تو اس کو پہن کر نماز مت پڑھو (تہذیب الاحکام جلد اول صفحہ ۱۹۳) لہٰذا فقہ الرضا کتاب کے حوالہ سے یہ دونوں جھوٹے حوالے لکھنے سے جھوٹ کا پول کھل گیا اب رہا یہ اعتراض کہ ہم سارا لمبا چوڑا تشہد جو فقہ الرضا میں مذکور ہے کیوں نہیں پڑھتے تو حضور بھی من لا یحضرہ الفقیہ اور عروۃ الوثقی اور تہذیب الاحکام میں وارد ابو بصیر کی روایت کے مطابق پورا پورا لمبا چوڑا تشہد نہیں پڑھتے بلکہ وہ تو آپ کو زبانی یاد ہی نہ ہوگا پھر ہم پر کیا گلہ؟ ہم جو

Presented by www.ziaraat.com

تشہد پڑھتے ہیں ابو بصیر کی روایت کے مطابق آپ ہی کے استاد آقائے مستنبط کی ساب القطرہ جلد اول صفحہ ۲۲۱ اور کتاب الفقہ حاشیہ سید آیتہ اللہ محمد کاظم طباطبائی و تحفہ احمدیہ سرکار ناصر الملۃ صفحہ ۱۵۵ میں منقول تشہد جو ولایت علی کی شہادت پر مشتمل ہے اس کو پورا پورا پڑھتے ہیں اور کتاب فقہ الرضا کے تشہد کو بھی پڑھیں تو کوئی مانع نہیں ہے ہم جواہر الکلام کے حوالہ سے لکھ چکے ہیں کہ اس طویل تشہد کو پورا پورا پڑھا جاسکتا ہے۔ فقہ الرضا پر مندرجہ ذیل علماء و مجتہدین نے اعتماد و استناد فرمایا ہے اور اس کے اصل نسخہ کے مندرجات کو معتبر و قابل عمل مانا ہے ان کے اسماء یہ ہیں۔

۱۔ علامہ محمد باقر مجلسی در بحار الانوار (۲) علامہ عبداللہ آفندی ریاض العلماء جلد ۳ صفحہ ۳۶۴ (۳) علامہ قاضی امیر حسین اصفہانی استاد علامہ مجلسی محمد باقر مرحوم (۴) علامہ سید علی خان شیرازی (۵) علامہ آیہ اللہ سید محمد مہدی بحر العلوم (۶) علامہ سید مہدی قزوینی (۷) علامہ میرزا حسین نوری طبری (۸) علامہ شیخ یوسف بحرانی در حدائق ناضرہ (۹) علامہ سید حسین قزوینی شرح شرائع (۱۰) علامہ شیخ موسی نجفی در شرح الرسالہ (۱۱) علامہ سید محسن الاعرجی شرح مقدمات الحدائق (۱۲) علامہ سید نعمۃ اللہ جزائری شرح تہذیب (۱۳) علامہ محمد تقی مجلسی شرح الفقیہ فارسی (۱۴) علامہ محمد بن حسن فاضل ہندی کشف اللثام شرح قواعد الاحکام لہٰذا چند غیر معیاری قسم کے مصنفین نے اختلاف کیا ہے تو کیا فرق پڑتا ہے ہاں البتہ اگر موجودہ نسخہ جو فقہ الرضا کے نام سے مارکیٹ میں دستیاب ہے اور اس میں چند شاذ روایات جو تمام فقہاء شیعہ کے مسلک کے خلاف پائی جاتی ہیں تو کوئی تعجب نہیں ہے کتاب سلیم بن قیس ہلالی جس کی توثیق چار ائمہؑ سے منقول ہے اس میں بھی (تیرہ ائمہ) کا ذکر منقول ہے تو فقہ الرضا ہی پر طعن و تشنیع کیوں ہے علماء نے تو اس سے احکام سنن و مستحبات کی

روایات کے موئدات لئے ہیں جو ہر مجتہد و فقیہ کا معمول ہے کیونکہ تمام احکام واجبہ و محرمہ و سنن کسی بھی ایک حدیث سے ثابت نہیں ہوتے بلکہ مختلف کتب کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہوتی ہے شیخ حر عاملی نے اگر فقہ الرضا کو مستند نہیں سمجھا تو کیا فرق پڑے گا وہ تو اخباری مسلک کے تھے اور اجتہاد و تقلید کو ہی حرام قرار دیتے تھے ان کی کتاب وسائل الشیعہ کا مقدمہ اور ہدایہ الہدایہ دیکھ لی جائے ان کا علمی پایہ علامہ محمد تقی اور علامہ محمد باقر مجلسی سے باتفاق علماء کم ہے خود ڈھکو میاں نے اصول الشریعہ طبع اول صفحہ ۷۰ میں لکھ دیا ہے کہ علامہ مجلسی کے قول کو کوئی شیعہ بھی ٹھکرانے کی جرات نہیں کرسکتا ہم یہاں قارئین کرام کی مزید تشفی کے لیے تشہد میں علی ولی اللہ کی شہادت کے جواز پر نجف اشرف اور قم مقدسہ کے مراجع عظام کے فتاوی کے عکس پیش کرتے ہیں تاکہ ڈھکو صاحب کے بوگس اجتہاد کا پول کھل سکے اور معلوم ہو جائے یہ قوم کو مرکز سے ہٹا کر اپنے نام نہاد اجتہاد کی الگ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔!

Presented by www.ziaraat.com

تشہد میں شہادت علی ولی اللہ
آقائے یوسف بحرانی کی نظر میں

تشہد میں شہادت ثالثہ کا استحباب کسی روایت ذاکر واعظ کی بڑ نہیں بلکہ علامہ شیخ یوسف بن احمد البحرانی متوفی ۱۱۸۶ھ کا فتوی اور تحقیق بھی ہے جن کے متعلق ڈھکو صاحب نے احسن الفوائد طبع اول صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے یہ بزرگوار بہت بڑے عالم عامل محدث ورع کامل فاضل متبحر و متبع ماہر صاحب حدائق ناضرہ فی احکام العترۃ الطاہرہ یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے جس کے متعلق علماء اعلام کا یہ فیصلہ ہے کہ اس کی مثل کتب امامیہ میں کوئی نہیں ملتی۔ یہ بھی تشہد میں شہادت ثالثہ پڑھنے کو مستحب و مرغوب قرار دیتے ہیں ان کی کتاب الحدائق الناضرہ جلد ۸ صفحہ ۴۴۴ میں ہے

اعلم ان المشہور بین الاصحاب ان التشہد الواجب انما یحصل بان یقول اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ ثم یصلی علی النبی والہ ومازاد علی ذلک فہو مندوب

یہ جان لو کہ اصحاب فقہاء کے درمیان مشہور قول ہے کہ واجب تشہد صرف اتنا کہنے سے حاصل ہو جاتا ہے اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ پھر محمد و آل محمد پر درود پڑھ لے یہ اس سے جو زیادہ ہوگا وہ مستحب ہوگا پھر انہوں نے اسی کتاب کے صفحہ ۵۴۱ جلد ۸ پر تشہد کے مستحبات میں لکھا ہے کہ اس میں یہ اضافہ کیا جائے

اشہد انک نعم الرب وان محمدا نعم الرسول اللہ وان علی بن ابی طالب نعم المولی

میں گواہی دیتا ہوں کہ اے خدایا تو میرا بہترین رب ہے اور محمد بہترین رسول ہیں

اور علی بن ابی طالب بہترین مولا ہیں پھر فرمایا کہ تشہد میں اس طرح درود پڑھنا بھی مستحب ہے

اللہم صل علی محمد المصطفی و علی المرتضی وفاطمۃ الزہرا
والحسن والحسین و علی الائمہ الراشدین من آل طہ و یاسین اللہم
صل علی الہادین المہدیین الراشدین الفاضلین الطیبین الطاہرین
الاخیار الابرار

تشہد کی یہ عبارت ساری کی ساری ہو کتاب فقہ الرضا سے منقول ہے جس سے
ثابت ہوتا ہے کہ آقا بحرانی اس کتاب کو مستند و معتبر سمجھتے تھے جب اتنا بڑا مجتہد ا
جلیل القدر عدیم النظیر کتاب میں فقہ الرضا پر اعتماد کرکے تشہد میں شہادت ثا
تسلیم کرتا ہے تو اس کے مقابلے میں ڈھکو جیسے حضرات کے فتوے کی کیا قیمت
جاتی ہے۔

تشہد میں شہادت ثالثہ اور قم مقدسہ
کے مجتہد اجل آیۃ اللہ عبدالحلیم کی تشریحات

علامہ جلیل شیخ عبدالحلیم عزی دام ظلہ روایات تشہد بمعہ شہادت ثا
نقل کرکے یوں تبصرہ فرماتے ہیں جس کا خلاصہ ہم نقل کرتے ہیں اصل عبارت ا
کی کتاب الشہادۃ الثالثہ صفحہ ۲۲۲ تا ۲۳ ملاحظہ فرمائیں

"بعض لوگ اس روایت کو عجیب و غریب قرار دیں گے جس میں تشہد نماز کا صی
عام نمازیوں کے درمیان معروف و متداول صیغہ کی طرح نہیں ہے اور حق یوں
کہ یہ تعجب بے جا ہے جس کی چند وجوہات ہیں۔

ا۔ جو صیغہ فرض و نفل نمازوں میں ہمارا معمول ہے وہ کیونکہ نمازیوں میں مشہ
ہوگیا ہے سب اس کو بار بار پڑھتے ہیں اور ہمارے علماء کے رسائل عملیہ میں

Presented by www.ziaraat.com

ایک صیغہ لکھا جاتا چلا آرہا ہے اور علماء نے اپنے رسائل میں دوسری روایات کے مطابق تشہد کے صیغے نہیں لکھے حالانکہ ہماری کتب حدیث اور مطولات فقیہ میں ائمہ طاہرین سے تشہد کے صیغوں کی کئی کئی روایات وارد ہوئی ہیں۔

۲۔ فقیہ جامع شیخ محمد حسن نجفی نے جواہر الکلام میں تشہد کی بحث میں لکھا ہے کہ مراد یہ ہے کہ مذکورہ موثق روایت سے سب کے لئے تشہد کا وجوب ثابت ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہی ایک موثق روایت ہے جس کے مطابق تشہد پڑھا جائے بلکہ نمازی کو اختیار ہے کہ وہ روایات تشہد میں جس کو چاہے اختیار کرلے یہ کسی طرح بھی ثابت نہیں ہے کہ ایک ہی تشہد معین طور پر واجب قرار دیا جائے بلکہ ابو بصیر کی روایت کے مطابق طویل تشہد بھی پڑھا جاسکتا ہے لہٰذا وجوب تخیری ہے نہ کہ تعیینی گویا احادیث ائمہ طاہرینؑ سے جو تشہد بھی وارد ہو جائے مکلف اس کو نماز میں پڑھ لینے کا مجاز ہے۔

۳۔ محدث یوسف بحرانی نے حدائق ناضرہ میں جو کچھ فرمایا ہے اس کا ماحصل یہی ہے کہ مشہور بین الاصحاب یہ ہے کہ شہادتین پر مشتمل تشہد واجب ہے اور اس سے زیادہ شہادات پر مشتمل کلمات کا ادا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔

۴۔ کافی میں بکر بن حبیب کی حدیث میں ہے کہ امام محمد باقرؑ سے سوال کیا گیا کہ میں تشہد اور قنوت میں کیا پڑھوں؟ تو امام نے فرمایا جو تم بہتر جانتے ہو پڑھ لو اگر تشہد کے کلمات مقرر ہی ہوتے تو لوگ ہلاک ہو جاتے یہ حدیث تہذیب اور وسائل الشیعہ میں بھی وارد ہوئی ہے۔

۵،۶۔ تمام فقہاء و مجتہدین کی تحقیقات کا خلاصہ یہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا۔ ہماری کتب احادیث میں تشہد کی صورتیں جو چھوٹی بڑی عبارتوں میں وارد ہیں بطور نمونہ کتب من لا یحضرہ الفقیہ وسائل مستدرک الوسائل میں بارہ طرح سے منقول ہوئی ہیں یہ تعداد بھی مکمل نہیں ہے بلکہ روایات ۱۲ سے بھی زیادہ ہیں لہٰذا اس تشہد کی روایت پر تعجب ہونا معمول کی بات ہے ابو بصیر کی روایت میں جو طویل

تشہد کتاب تہذیب اور الوسائل میں ہے اس کو شیخ محمد حسن نجفی نے افضل تشہد قرار دیا ہے اور دوسرا افضل تشہد جو کہ اسے محب اہل بیت صاحب الحدائق نے نقل کیا ہے وہ آقا سید احمد مستنبط صاحب القطرہ کے بیان کردہ تشہد سے ملتا جلتا ہے اس میں بھی اشہد ان علی بن ابی طالب نعم المولی کے الفاظ آئے ہیں یہ تشہد محدث نوری نے بھی المستدرک میں روایت کیا ہے یہ تشہد ہمارے ائمہ طاہرین علیہم السلام اور ہمارے فقہاء علماء جلیل القدر نے بیان کیا ہے لہٰذا تم مخالفوں کی قال قیل کے سیلاب میں مت بہ جانا اس میں بہت لوگ بہہ گئے ہیں ان سے بچ کر رہو بچ کر رہو بچ کر رہو اور امام زمانہ سے (توسل) کرو تاکہ وہ تمہیں ہر فتنہ سے نجات دلائیں۔

عکس کتاب مذکورہ بالا

الشَّهادةُ الثالثةُ المقدَّسةُ

مَعْدِنُ الإسلامِ الكاملِ وَجوهرُ الإيمانِ الحق

عبدُ الحليم الغزّي

Presented by www.ziaraat.com

هذا الموضوع موردُ البحث بين العلماء، ولكن لا وجهَ لتكذيب هذه القصة بالخصوص لأمور: ...)(1).

ولقد أجاد الشيخ الفاضل ناجي النجّار في كتابه الجزيرة الخضراء في الفصل الثاني من هذا الكتاب والذي عنونه «الفصل الثاني: مع الآثار والأخبار»، وجعله في قسمين:

الأول: الجزيرة الخضراء في كتب الجغرافيين واللغة والأنساب(2).

والثاني: الجزيرة الخضراء عند أهل الحديث والفقه والتراجم(3).

حيث تتبّع ذكرَ هذه الجزيرة وقصتَها في بطون الكتب والأسفار مؤلّفاً من ذلك بحثاً علمياً نافعاً، إن راجعته تغتنم.

ــ ٣ ــ

ما قاله السيد أحمد المستنبط (ره) في خاتمة الباب الثامن من الجزء الأول من كتابه الشريف القطرة من بحار مناقب النبي والعترة صلوات الله عليهم جميعاً: (ثم إني أختم هذا الباب بذكر تشهُّد الصلاة للصادق عليه السلام، حيث إشتهر في ألسنة بعض الناس إنكارُ الشهادة بالولاية في الأذان والإقامة مع ما ورد في خبر القاسم بن معاوية المروي عن إحتجاج الطبرسي عن أبي عبد الله عليه السلام: «إذا قال أحدُكم لا اله الاّ الله، محمدٌ رسولُ الله، فليقل عليٌّ أميرُ المؤمنين» غافلاً عن كونها جزءاً من الصلاة استحباباً على ما روي عن الصادق عليه السلام. وإنما أوردُ الرواية لندرة وجودها، وشرافة مضمونها، وكثرة فوائدها في زماننا هذا لمن تدبّر فيها، حتى انّ العلاّمة النوري قدّس سرُّه غفل عنها فلم ينقلْها في المستدرك، والرواية مذكورةٌ في رسالة معروفة: بفقه المجلسي قدّس سرّه، مطبوعةٌ في صفحة (٢٩) ما هذا لفظُه: «ويُستحب ان يُزاد في التشهّد ما نقله أبو بصير عن الصادق عليه السلام وهو: بسم الله، وبالله، والحمدُ لله، وخيرُ الأسماء كلّها لله، أشهدُ أن لا اله الاّ الله وحده لاشريك له، وأشهد أنّ محمداً عبده ورسولُه، أرسله بالحق بشيراً ونذيراً بين يدي الساعة، وأشهد أنّ ربّي نِعْمَ الربُّ، وأنّ محمداً نِعْمَ الرسول، وأنّ علياً نعم الوصيّ، ونعم الإمام، اللهمّ صلّ على محمدٍ وآل محمدٍ، وتقبّلْ شفاعتَه في أمّته، وارفع درجته، الحمدُ لله ربِّ العالمين(1).

وعلى الأئمة الراشدين من آلِ طه ويس، اللهمَّ صَلِّ على نُورِكَ الأنْوَرِ، وعلى حَبْلِكَ الأطول، وعلى عُروتِكَ الوُثقى، وعلى وَجْهِكَ الأكرَم، وعلى جَنْبِكَ الأوجَب، وعلى بابِكَ الأدنى، وعلى مَسْلَكِ الصراطِ، اللهمّ صَلِّ على الهادِينَ، المهديِّينَ، الراشِدينَ، الفاضِلينَ، الطيِّبينَ، الطاهِرينَ، الأخيارِ، الأبرارِ......)(1).

تذييل:

وذكر هذا التشهّد الشريف أيضاً العلاّمة المحدّث النوري (ره) في مستدركه على الوسائل ج٥ ص٦ وص٧ وص٨ ح٥٢٣٧/٣.

الاّ أنّه جاء فيه: «وأنّ عليَّ بنَ أبي طالب نِعمَ الوَليّ» بدلاً عن المولى في نسخة الحدائق، وكذا جاء في حاشيته بدلاً من «مَسلَكِ الصِراط» عبارةُ: «سَبيلِكَ والصِراطِ الأقوم»، وهي أليَقُ بالمقام وأنسب.

وبعد هذا التذييل أقولُ: أيها المحبّ قد تجدني في بعض الأحيان أخرج عن المقصود شيئاً ما في سبيل توضيح مطلب من المطالب يأتي في مطاوي الحديث. فإني لا أبتغي بذلك الاّ ان تكون على وضوح من الأمر وتحقيق في المسائل بحسب ما جاء عن أئمتنا عليهم السلام، و ما قاله علماؤنا وفقهاؤنا الأجلاّء أعلى الله تعالى مقاماتهم. ولا يجرفَنْك تيّارُ القيل والقال فإنّه تيّارٌ شديدٌ وقد جَرَف مَنْ جرفَ من الناس معه.

فحذار، ثم حذار، ثم حذار!!

ولا تغفلْ عن التوسّلِ بإمام زمانك عليه السلام للنجاة من كل فتنة فإنّه الناظرُ القريبُ، والشاهدُ العليمُ المحيطُ صلوات الله عليه.

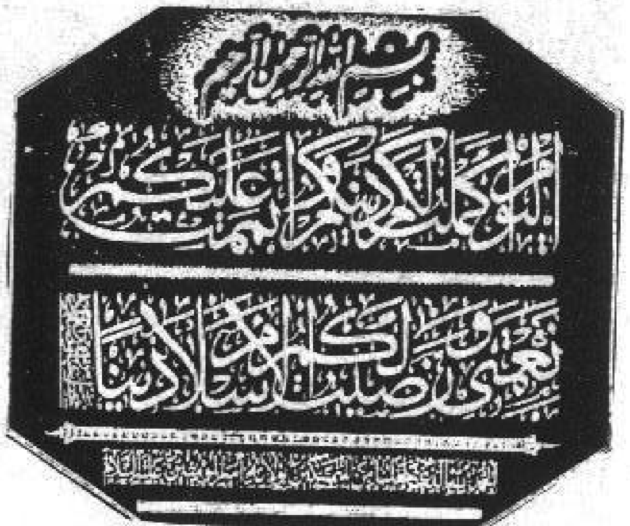

Presented by www.ziaraat.com

حرم معصومہ قم مقدسہ

حوزہ علمیہ نجف اشرف مجتہدین عظام کے عکس فتوی

(۱) علامہ محمد تقی مجلسیؒ متوفی ۱۰۷۰ھ

بدان ایها الطالب وفقک اللّٰه که هرگاه سهواً واجبات در آن نشستن بعد تشهد [illegible] صورت تشهد
واجب اینست که اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله اللهم صل علی
محمد و آل محمد و بهتر آنست که اشهد بگوید لا اله الا الله بگوید و سنت است که برابن بیفزاید آنچه ابو
بصیر از حضرت امام جعفر صادق نقل کرده بسم الله و بالله و الحمد لله و خیر الاسماء کلها لله اشهد ان لا
اله الا الله وحده لا شریک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله ارسله بالحق بشیرا و نذیرا بین یدی
الساعة و اشهد ان ربی نعم الرب و ان محمدا نعم الرسول و ان علیا نعم الوصی و نعم الامام
اللهم صل علی محمد و آل محمد و تقبل شفاعته فی امته و ارفع درجته الحمد لله رب العالمین

جن کی کتاب العقد نجف اشرف کے مجتہد اعظم آیۃ اللہ سید محمد کاظم طباطبائی مرحوم کے فتاوی وحواشی کے ساتھ بمبئی سے طبع ہوئی تھی اس کی عبارت کا عکس و ترجمہ ملاحظہ ہو۔ یہ کتاب آیۃ اللہ مرعشیؒ کے دیباچہ کے ساتھ قم سے بھی طبع ہو چکی ہے۔

"اور سنت ہے کہ تشہد واجب ہیں وہ اضافہ کرے جس کو ابو بصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ ابتداء کرتا ہوں اور تمام تعریفیں اور تمام اچھے اسماء اللہ تعالی ہی کے لئے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے عبد اور رسول ہیں جن کو اس نے حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر قیامت سے قبل مبعوث فرمایا اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ میرا رب بہترین رب ہے اور محمدؐ بہترین رسول ہیں اور علیؑ بہترین وصی اور بہترین امام ہیں پھر درود پڑھ کر سلام پھیرے

(۲) سرکار مجتہد اعظم علامہ ناصر الملۃ سید ناصر حسین صاحبؒ لکھنؤ

اُن کے دستخط و مہر سے مصدقہ ۱۳۰۵ھ کا مطبوعہ رسالہ عملیہ تحفہ احمدیہ مطبوعہ صادق پریس لکھنؤ کا عکس ترجمہ اردو ملاحظہ ہو جس میں انہوں نے تشہد میں شہادت ثالثہ کو بہتر قرار دیا ہے

ملائے اور اپنے دامن پر نظر رکھے اور تشہد پڑھے اور عورت کو وقت تشہد اس طرح
بیٹھنا سنت ہے کہ زانوں کو ایک دوسرے کو ملائے اور گھٹنوں کو زمین سے اٹھائے اور اگر
بیٹھے اور اگر گھٹنوں کو زمین سے نہ اٹھائے تو اسطرح بیٹھے کہ اعضا اوراں میں آپس میں چسپیدہ
رہیں اور جب درست بیٹھے تو اس طرح تشہد پڑھے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ یعنی گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا
اُس خدا کے کہ جامع سب کمالوں کا اور مستحق سب عبادتوں کا ہے ایسے حال میں کہ یکتا اور
فرد ہر خصال میں ہے اور استحقاق عبادت میں اُسکا کوئی شریک نہیں ہے وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ محمدؐ بندہ ہیں اُسکے اور رسول
اُسکے ہیں اور بہتر ہے کہ بعد رسولہ کے یہ کہے اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا
بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ اَشْهَدُ اَنَّ رَبِّيْ نِعْمَ الرَّبُّ وَاَنَّ مُحَمَّدًا نِعْمَ الرَّسُوْلُ

تحفۂ احمدیہ ۱۵۵ جلد اول

وَاَنَّ عَلِيًّا نِعْمَ الْوَصِيُّ وَاَنَّ الْاَئِمَّةَ مِنْ وُّلْدِهٖ نِعْمَ الْاَئِمَّةُ وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ
لَا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا
كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ یعنی بھیجا ہے اُسکو خدا نے براستی و درستی بیشک بے شبہ

Presented by www.ziaraat.com

(۳) علامہ جلیل محمد باقر مجلسیؒ متوفی ۱۱۱۱ھ

جن کے متعلق ڈھکو صاحب احسن الفوائد طبع اول ص ۲۶ میں لکھتے ہیں کہ یہ بزرگوار فقط عالم شہیر و محدث بصیری نہیں بلکہ رئیس المحدثین مروج المذہب و ناشر علوم الائمہ الطاہرین ہیں انہوں نے کتاب فقہ الرضا کو معتبر ترین کتاب ثابت کر کے اس کے مطابق بحار الانوار جلد ۸۳ ص ۲۰۸ ص ۲۰۹ میں شہادت ولایت امیر المومنینؑ پر مشتمل پورا تشہد لکھا ہے ملاحظہ ہو عکس اصل کتاب

۳۰۴

ج ۸۳ ۳۲۔ باب وصف الصلاة ـ۲۰۹ـ

الزاكيات الغاديات الرائحات التامّات النّاعمات المباركات الصّالحات لله ماطاب وزكى، وطهر ونمى، وخلص، وماخبث فلغير الله.

أشهد أنّك نعم الرّبّ، وأنّ محمّداً نعم الرّسول، وأنّ عليّ بن أبي طالب نعم الوليّ، وأنّ الجنّة حقّ والنّار حقّ والموت حقّ والبعث حقّ وأنّ السّاعة آتية لاريب فيها وأنّ الله يبعث من في القبور، الحمدلله الّذي هدانا لهذا وماكنّا لنهتدي لولا أن هدينا الله.

اللّهمّ صلّ على محمّد وعلى آل محمّد وبارك على محمّد وعلى آل محمّد وارحم محمّداً وآل محمّد أفضل ما صلّيت وباركت ورحمت وترحّمت وسلّمت على إبراهيم وآل إبراهيم في العالمين، إنّك حميد مجيد، اللّهمّ صلّ على محمّد المصطفى، وعلى المرتضى، وفاطمة الزهراء، والحسن والحسين، وعلى الأئمّة الراشدين من آل طه ويس، اللّهمّ صلّ على نورك الأنور، وعلى حبلك الأطول، وعلى عروتك الأوثق، وعلى وجهك الأكرم، وعلى جنبك الأوجب، وعلى بابك الأدنى وعلى سبيلك الصّراط اللّهمّ صلّ على الهادين المهديّين الرّاشدين الفاضلين الطيّبين الطاهرين الأخيار الأبرار.

(۴) محدث اعظم آقا یوسف بن احمد بحرانی متوفی ۱۱۸۶ھ

جن کے بارے میں ڈھکو صاحب احسن الفوائد ص ۲۶ میں کہتے ہیں " یہ بزرگوار بہت بڑے عالم عامل محدث ورع کامل صاحب حدائق ناضرہ (اصل عبارت میں ناظرہ ظ کے ساتھ ہے جو غلط ہے) یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے جس کے متعلق علماء اعلام کا فیصلہ ہے کہ اس کتاب کی مثل کتب امامیہ میں کوئی نہیں ملتی انہوں نے فقہ الرضا والی روایت کے مطابق شہادت ثالثہ پر مشتمل تشہد کو افضل تشہد قرار دیا ہے ملاحظہ ہو عکس

۲. ومن التشهّد الأفضل الذي ذكره صاحب الحدائق (ره): تشهّد آخر، أنقل لك أيّها الحبيب بعضاً من عباراته الشريفة التي تؤيّد المعنى الذي ذكره السيد أحمد المستنبط (ره): (... أشهد أنّك نعم الربّ، وأنّ محمّداً صلّى الله عليه وآله نعم الرسول، وأنّ عليّ بن أبي طالب عليه السلام نعم الولي ...)(٥)، الى ان يقول عليه السلام في هذا التشهّد الشريف: (اللهمّ صلّ على محمّد المصطفى، وعليّ المرتضى، وفاطمة الزهراء، والحسن، والحسين،

---

(٥) عن الحدائق الناضرة ج٨ ص٤٥١.

(۵) آیۃ اللہ العظمیٰ مرتضیٰ آل یاسین کاظمین عراق

ان کے استدلالی فتوی کی مکمل عبارت سراج الایمان ص ۵۷ ص ۵۸ سے ملاحظہ ہو ترجمہ اردو اس میں اشکال نہیں کرنا چاہئے کہ شہادت ولایت علی علیہ السلام ہر اذان و اقامت میں شہادتین کے بعد مستحب ہے بلا قصد جزئیت جیسا کہ ہر

Presented by www.ziaraat.com

زمانہ اور ہر جگہ شیعہ امامیہ کے موذن حضرات کا معمول ہے کیونکہ احادیث واضح طور پر ولایت کرتی ہیں کہ شہادتین کو شہادت ولایت علیؑ سے پیوستہ کرنا مستحب ہے اور یہ دعوی کرنا غلط ہے کہ اذان کی فصول معتبرہ میں اضافہ کرنا شرعاً" بے جا اضافہ ہے کیونکہ یہ بلا قصد جزیت ہے اور جن احادیث سے اذان واقامت کے درمیان کلام کرنا مکروہ ثابت ہوتا ہے وہ احادیث سند کے اعتبار سے ان احادیث سے معارضہ نہیں کرتیں جن میں شہادتین کے ساتھ شہادت ثالث کو پیوستہ کرنے کا استحباب معلوم ہوتا ہے کیونکہ کراہت کا تعلق اقامت کے بعد سے ہے مطلقاً" نہیں ہے ویسے بھی شہادت ثالث کلام عام کے حکم میں نہیں بلکہ ذکر اللہ اور ذکر النبی کے کلام کی طرح عام عنوان کلام سے خارج ہے حدیث کافی سے ثابت ہے کہ علی اور دیگر ائمہ کا ذکر اللہ کا ذکر ہے امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے جب کوئی قوم کسی مجلس میں اللہ کا ذکر اور ہمارا ذکر نہ کرے وہ مجلس ان کے لئے بروز قیامت حسرت کا باعث ہوگی اور فرمایا کہ ہمارا ذکر اللہ کے ذکر کا حصہ ہے ں سے ثابت ہے کہ ان ذوات مقدسہ کا ذکر مکرو، ور حرام ذکر کے دائرہ سے خارج ہے اور اللہ کے ذکر سے ملحق ہے یہ مخصوص حکم نہیں بلکہ تمام احکام مرتبہ میں عام ہے جیسا کہ حلبی کی روایت میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے جس لفظ سے بھی تم اللہ اور اس کے رسول کا ذکر کرو گے وہ نماز کا حصہ شمار ہوگا یہاں سے یہ قول درست ثابت ہوتا ہے کہ اذان واقامت تو در کنار نماز میں بھی یہ شہادت ثالث ولایت امیر المومنینؑ جائز ہے

کتب حجہ الاسلام علم الاعلام الشیخ مرتضی آل یاسین جواب من سأله عن هذه المسألة بما هذا نصه :

﴿ بسم الله الرحمن الرحيم ﴾

لا ينبغي الاشكال في استحباب الشهادة لعلي عليه السلام بالولاية عقيب ذكر الشهادتين في كل من الأذان والاقامة اذا لم يقصد بها الجزئية كما عليه سيرة المؤذنين من ابناء الشيعة الامامية في كل زمان وكل مكان وذلك للاخبار الدالة بكل صراحة على استحباب القرآن بين الشهادتين الشهادة

للنبي صلى الله عليه وآله بالرسالة والشهادة لعلي أمير المؤمنين عليه السلام بالولاية ودعوى لزوم التشريع من ذكرها زيادة على الفصول المعتبرة في الأذان والاقامة مدفوعة بعدم لزومه قطعاً مع عدم قصد الجزئية فيها كما هو المفروض ، واما الأخبار الدالة على كراهة التكلم في الأذان والاقامة فلا تصلح معارضاً لتلك الأخبار الدالة على استحباب القرآن بين الشهادتين مطلقاً لأن مورد الكراهة حسبما هو المستفاد من ادلتها مختص بالتكلم بعد اقامة الصلاة أي بعد قول المقيم قد قامت الصلاة أو فيما بين الأذان والاقامة في خصوص صلاة الغداة وليس فيها مايدل على كراهته في الاقامة قبل اقامة الصلاة كما ليس فيها مايدل على كراهته في الأذان مطلقاً كما لا يخفى ذلك على من راجع اخبار الباب هذا بعد تسليم كون الشهادة الثالثة من الكلام الخارج عن عنوان الكلام المرخص فيه شرعاً في مثل الصلاة فضلاً عن غيرها من الوظائف الشرعية كالتكلم بذكر الله جل شأنه وذكر النبي (ص) مع ان للمنع من خروجه عن هذا العنوان مجالاً واسعاً اما اولاً فلا مكان دعوى انصراف الكلام المحكوم عليه بالكراهة أو الحرمة عن مثل الشهادة بالولاية لعلي عليه السلام كما اعترف به غير واحد من أهل العلم واما ثانياً فلما دل على ان ذكره وذكر الأئمة من ولده عليهم افضل الصلاة والسلام من ذكر الله تعالى وذلك ما رواه في الكافي عن أبي بصير عن ابي عبد الله عليه السلام - ما ا... ع قوم في مجلس لم يذكروا الله ولم يذكرونا الا كان ذلك المجلس حسرة عليهم يوم القيامة ثم قال قال ابو جعفر (ع) ذكرنا من ذكر الله وذكر عدونا من ذكر الشيطان - وهذا التنزيل المستفاد صريحاً من هذه الرواية الشريفة يقضي بخروج ذكرهم صلوات الله عليهم عن دائرة الكلام المكروه والمحرم ولحوقه بذكر الله سبحانه وتعالى في جميع ما رتب

عليه من الأحكام وقد جاء في رواية الحلبي عن ابي عبد الله عليه السلام - كل ما ذكرت الله عز وجل به والنبي فهو من الصلاة - ومن هنا يظهر لك وجه القول بجواز ذكر الشهادة الثالثة في الصلاة فضلاً عن الأذان والاقامة والله العالم

Presented by www.ziaraat.com

(۶) آیتہ اللہ العظمیٰ سید احمد مستنبط نجفی ؒ

امام جماعت روضہ مبارکہ امیرالمومنین علی نجف اشرف جن کے بارے میں ڈھکو صاحب نے قوانین الشریعہ جلد دوم صفحہ آخر ۴۳۲ میں فخرالمجتہدین کا لقب لکھا ہے یہ موصوف کے استاد استاد بھی تھے اپنی کتاب القطرہ میں لکھتے ہیں

"میں اس باب کو امام جعفر صادق علیہ السلام کے بتلائے ہوئے تشہد نماز کے ذکر سے ختم کرتا ہوں کیونکہ بعض لوگوں کی زبانی سے اذان واقامت میں شہادت ولایت کا انکار مشہور ہوا ہے حالانکہ احتجاج طبری میں قاسم بن معویہ کی حدیث صادق میں آیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تو ساتھ علی امیرالمومنینؑ بھی کہے حالانکہ یہ لوگ اس بات سے غافل ہیں کہ اذان واقامت تو بجائے خود یہ تو نماز میں بھی مستحب جزو ہے جیسا کہ امام صادقؑ سے منقول ہے اور میں یہ حدیث اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ اس کا وجود نادر اور مضمون بلند پائیہ ہے اور فکر وتدبر کرنے والوں کے لئے اس زمانہ میں اس کے کثیر فائدے ہیں علامہ نوری نے بھی غفلت کی وجہ سے اس روایت کو متدرک میں درج نہ کیا جبکہ یہ کتاب رسالہ معروفہ فقہ المجلسی مطبوعہ صفحہ ۲۹ میں موجود ہے" روایت تشہد فقہ المجلسی بیان ہو چکی ہے

ثم أن اختم هذا الباب بذكر تشهد الصلوة للصادق (ع) حيث اشتهر في ألسنة بعض الناس انكار الشهادة بالولاية في الاذان والاقامة مع ما ورد في خبر القاسم بن معوية المروي عن احتجاج الطبرسي عن ابي عبدالله (ع) اذا قال احدكم لا إله إلا الله محمد رسول الله فليقل علي أمير المؤمنين غافلا عن كونها جزءاً من الصلوة استحبابا على ما روي عن الصادق (ع). وإنما اورد الرواية لندرة وجودها وشرافة مضمونها وكثرة فوائدها في زماننا هذا لمن تدبر فيها حتى ان العلامة النوري قدس سره غفل عنها لم ينقلها في المستدرك والرواية مذكورة في رسالة معروفة بفقه المجلسي قدس سره مطبوعة في صفحة

۲۹ ما هذا لفظه: ويستحب ان يزاد في التشهد ما نقله ابو بصير عن الصادق (ع) وهو بسم الله وبالله والحمد لله وخير الاسماء كلها لله اشهد ان لا إله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله ارسله بالحق بشيرا ونذيرا بين يدي الساعة واشهد ان ربي نعم الرب وان محمدا نعم الرسول وان عليا نعم الوصي ونعم الامام اللهم صل على محمد وآل محمد وتقبل شفاعته في امته وارفع درجته الحمد لله رب العالمين

(۷) سید المجتہدین سید محمد جواد تبریزی نجفی ؒ

ڈھکو صاحب نے قوانین الشریعہ جلد دوم ص ۴۳۴ میں ان سے اپنے اجازہ اجتہاد کا عکس شائع کیا ہے لہٰذا اگر وہ ان کے نزدیک سید المجتہدین ہیں تو ان کو ان کے فتویٰ کا احترام کرنا لازم ہو گا ورنہ خود ان کا اپنا اجتہاد خطرے میں ہو گا مرحوم مولانا غلام حید کلو نے مولانا سید خادم رضا رضوی کی وساطت سے ان سے یہ سوال کیا

"بعض پاکستانی مبلغین بیان کرتے ہیں احتجاج طبری والی روایت اور القطرہ اور تحفہ احمدیہ کی روایت کے مطابق نماز واجب کے تشہد میں شہادت ثالثہ پڑھنی چاہیے سوال یہ ہے کہ اگر یہ پڑھے تو کیا اس کی نماز باطل ہو جائے گی

جواب میں فرماتے ہیں کہ بقصد جزء نہ پڑھے تو اس کے پڑھنے میں کوئی مانع نہیں ہے

دستخط و مہر شریف

عکس فتویٰ متعلقہ

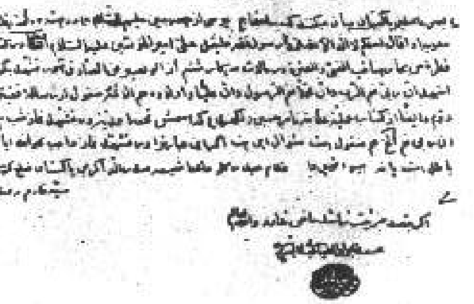

Presented by www.ziaraat.com

(۸) آیتہ اللہ العظمیٰ سید نصر اللہ مستنبطؒ

داماد آقائے خوئیؒ اسی استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں

امور مذکورہ کو نماز واجب کے تشہد میں جزیت کے قصد سے نہ پڑھے اشکال ہے لیکن اگر ۔قصد قربت مطلقہ سے پڑھے تو کوئی مانع نہیں ہے

دستخط و مہر شریف

بعضی از علمای پاکستان می‌گویند که در احتجاج طبرسی از معصوم وارد است از قاسم بن معاویه اذا قال احدکم لا اله الا الله محمد رسول الله فلیقل علی امیر المؤمنین ایضاً در قطره من بحار مناقب النبی و العترة در حالات امام ششم از ابو بصیر عن الصادق در تشهد بگویند اشهد ان ربی نعم الرب و ان محمداً نعم الرسول و ان علیاً و اولاده نعم الائمة منقول از رساله [illegible] و نیز در رساله عملیه حضرة آیة الله آقای سید ابو الحسن لکهنوی [illegible] تحفه احمدیه [illegible] این عبارت دارد که تشهد نماز شب این است اشهد ان ربی نعم الرب الخ پس آیا این تشهد را در نماز واجب خواندن جائز است یا خیر

بسم الله الرحمن الرحیم

خواندن آنچه مذکور شد در تشهد نماز واجب بقصد جزئیت

اشکال دارد و بقصد قربت مطلقه مانعی ندارد

نصر الله مستنبط غروی

(۹) آیتہ اللہ العظمیٰ سید عبداللہ شیرازیؒ مرحوم

امام جماعت حرم امیر المومنین نجف اشرف و حرم مشہد مقدس انکی خدمت میں یہ سوال پیش کیا گیا کیا نمازی کے لئے جائز ہے کہ وہ نماز میں شہادتین کے بعد حضرت علیؑ اور گیارہ ائمہؑ کے حجت الٰہی ہونے کی شہادت بھی دے جیسا کہ علامہ نوری نے المستدرک میں ایک روایۃ میں ایسا لکھا ہے اور فقہ الرضا سے نقل کیا ہے جبکہ قصد قربت مطلقہ کا ہو قصد جزیت نہ ہو

جواب میں تحریر فرماتے ہیں ۔قصد ورود نہیں بلکہ ۔قصد امید ثواب جائز ہے

دستخط و مہر شریف

سماحة آية الله العظمى الامام الشيرازي ادام الله ظله

بعد تقديم التسليمات نرجو الاطلاع على نظركم فيما يلي

هل يجوز ان يقول المصلي في التشهد بعد الشهادتين اشهد ان عليا و الائمة الاحد عشر من ولده حجج الله عملاً بما رواه النوري في مستدرك الوسائل عن الرضا عليه السلام بقصد القربة المطلقة لا الجزئية بينوا تؤجروا؟

الاحقر مقلدكم

حيدر عباس النجفي

537 محلہ گشت ملتان پاکستان

بسمه تعالى

[illegible] لا بقصد الورود [illegible]

[illegible]

Presented by www.ziaraat.com

(۱۰) امام خمینی مرحوم و مغفور ان سے سوال کیا گیا

اگر نمازی تشہد میں شہادتین کے بعد یہ دعا پڑھے کہ اے میرے خدا میں اس عقیدہ پر خوش راضی ہوں کہ تو میرا رب ہے اور محمد میرے نبی ہیں اور علی اور ان کی اولاد معصومین میرے ائمہ اور میرے سادات ہیں مجھے ان کے گروہ میں محشور فرما اس دعا میں درود کا قصد نہ کرے تو کیا اس سے نماز باطل ہو گی فرماتے ہیں

"بلا قصد درود اس کو نماز کے درمیان کسی جز میں بھی پڑھنا بے اشکال اور جائز ہے"

سماحة آية الله العظمى الامام الهمام ادام الله ظله

بعد تقديم التحيات والتسليمات الرجاء

ان تطلعونا على فتواكم فيما يلي

اذا قرء القارئ في صلاته بعد الشهادتين

في تشهده هذا الدعاء. اللهم اني

رضيت بك ربا و بمحمد نبيا و بعلي وليا

و باولاده المعصومين ائمتي وسادتي وقادتي

اللهم ارزقني شفاعتهم واحشرني في زمرتهم

بقصد الدعاء لا الورود فهل تبطل صلاته ام لا

بسمه تعالى

لا بأس بقرائة الدعا المذكور وغيره في اثناء الصلوة وفي اي جزء منها اذا لم تكن بقصد الورود

(۱۱) اعلم المجتہدین سید ابو القاسم خوئی مرحوم

ان سے سوال ہوا کہ آیا نمازی تکبیرۃ الاحرام کے بعد سورہ الحمد سے قبل امام معصوم سے منقول دعائے توجہ اس طرح پڑھ سکتا ہے

وجهت وجهي للذي فطر السماوات والارض على ملة ابراهيم ودين محمد ومنهاج علي عليه السلام حنيفا مسلما وما انا من المشركين ۔

(جواب) تکبیرۃ الاحرام کے بعد دعاء توجہ میں دین محمد و منہاج علی بن ابی طالب کا ذکر کرنا جائز ہے

سماحة آية الله العظمى السيد ابو القاسم الموسوي الخوئي ادام الله ظله

بعد تقديم التحيات الصادرة عن صميم القلب و الدعاء الى الله عز شانه ان يديم علينا اظلالكم الوارفة نرجو الجواب عن المسائل التي تلي.

١ : هل يجوز ان يدعى بدعاء التوجه بما رواه الصدوق في الفقيه ج ١ ص ١٩٩ ط ح والطبرسي في الاحتجاج ج ٢ ص ٣٠٧ وابن طاوس في فلاح السائل ٢٢٧ عن الصادق عليه السلام والقائم الحجة ع "وجهت وجهي للذي فطر السماوات والارض على ملة ابراهيم و دين محمد ومنهاج علي عليه السلام حنيفا مسلما وما انا من المشركين" عند افتتاح الصلوة بعد تكبيرة الاحرام

بسمه تعالى نعم يجوز ان يدعى بالدعاء المشار اليه بعد تكبيرة الاحرام . والله العالم

٢٤ ... ١٤٠٣

Presented by www.ziaraat.com

(۱۴) آیتہ اللہ العظمیٰ شیخ علی نمازی مرحوم مشہد مقدس

ان سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی نمازی تشہد میں شہادتین کے بعد بقصد دعا یہ پڑھ لے اے خدایا مجھے ولایت امیرالمومنین علیؑ کے عقیدہ پر قائم رکھ اور ان کی شفاعت نصیب فرما آیا اس کی نماز باطل ہے فرماتے ہیں

"اس کی نماز صحیح ہے" پھر انہوں نے بحار ن روایات کا حوالہ دیا ہے دستخط

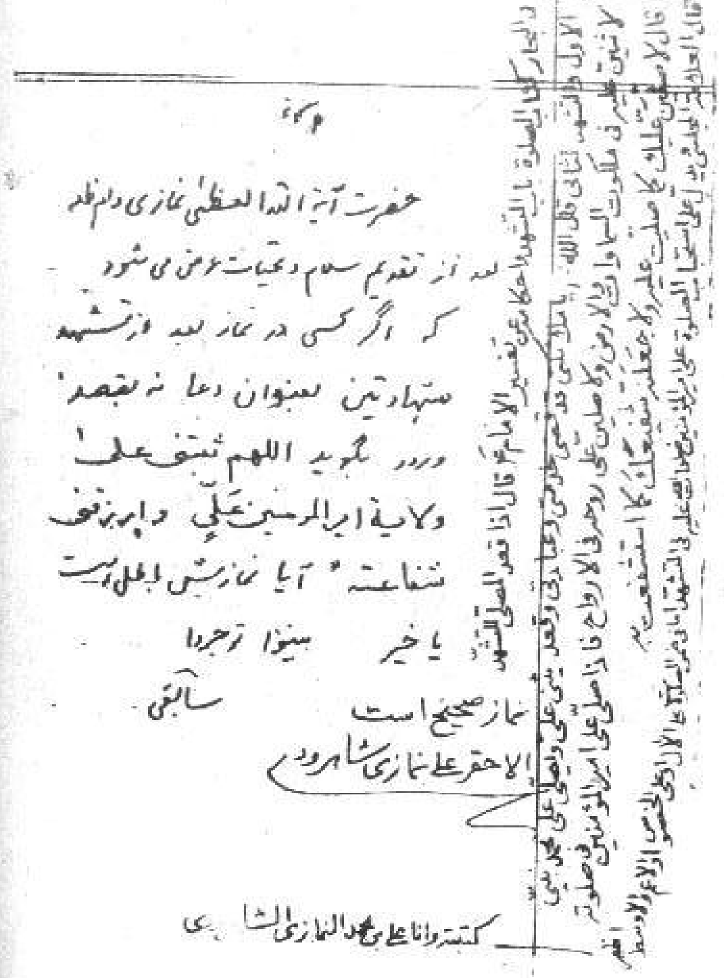
حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ نمازی دام ظلہ
بعد از تقدیم سلام و تحیات عرض می شود
کہ اگر کسی در نماز بعد از تشہد
شہادتین بعنوان دعا نہ بقصد
ورود بگوید اللهم ثبتنی علی
ولایة امیرالمومنین علی و ارزقنی
شفاعته " آیا نمازش باطل است
یا خیر بینوا توجروا
سائل
نماز صحیح است
الاحقر علی نمازی شاهرودی
کتبہ و انا علی بن محمد النمازی الشاهرودی

(۱۳) آیتہ اللہ العظمیٰ سید محمد شیرازی

سوال ہوا کہ آیا تشہد میں الفقرہ کی روایت کے مطابق

اشہدان علیا "نعم الوصی ونعم الامام

پڑھنا جائز ہے

جواب میں فرماتے ہیں "بقصد رجاء پڑھنا جائز ہے"

کربلا دستخط و مہر شریف

ہل یجوز ان تزاد فی التشہد ما رواہ بعض
علمائنا فی کتابہ الفقرہ ج ۱ ص ۲۲
... الصادق علیہ السلام
... واشہد ان ربی نعم الرب
... نعم الامام
بینوا توجروا
... رجاء
... الشیرازی

(۱۴) آیتہ اللہ العظمیٰ شیخ محمد رضا محقق تہرانی

جن کی کتاب خلاصۃ الحقائق شرح شرائع الاسلام کو آیتہ اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین مرعشی نجفی نے خصوصی اعانت کے ساتھ مطبعہ علمیہ قم سے طبع کرایا جلد اول ص ۲۵۵ میں فرماتے ہیں

سنت ہے کہ تشہد میں تحمید ودعاء کا اضافہ کرے مثلاً بسم اللہ وباللہ وخیر الاسماء ابتداء میں کہے اور امام جعفر صادق سے سوال کیا گیا کہ ہم قنوت اور تشہد میں کیا پڑھیں فرمایا جو بہتر جانتے ہو پڑھو اس سے ثابت ہوا کہ تشہد میں کوئی مخصوص الفاظ نہیں ہیں جن کی پابندی لازم ہو بلکہ تسبیح تحمید تہلیل اقرار جنت ونار صراط ومیزان وغیرہ کرسکتا ہے اور سب سے احسن یہ ہے کہ شہادت رسالت کے بعد حضرت علی کی خلافت کی شہادت بھی دے دے ملاحظہ ہو عکس کتاب متعلقہ

من كتاب الطهارة

المجلد الاول

من

خلاصة الحقائق في شرح شرائع الاسلام

تصنيف

حجة الاسلام والمسلمين آية الله العظمى الحاج الشيخ محمد رضا المشتهر بالمحقق الطهراني دام ظله

وقد طبع بمساعدة سيد الانام ومرجع العوام العلامة البارع

آية الله العظمى السيد شهاب الدين المرعشي النجفي ادام الله ظله

على رؤس المسلمين

المطبعة العلمية ـ قم

الاسماء لله في ابتدائه وغيره من احسن ماعلمه لرواية بكر بن حبيب قال : قلت لابي جعفر عليه السلام اى شيء اقول في التشهد والقنوت قال : قل بأحسن ماعلمت فانه لو كان موقتا لهلك الناس فانها صريحة في عدم كون مايقال فيه محصورا ومخصوصا قال في الوافي بيان يعني انه ليس فيه لفظ خاص موظف لايجوز التجاوز عنه ولو كان كذلك لهلك الناس لانهم انما يأتون بها بالفاظ مختلفة وربما زادوا وربما نقصوا انتهى فعليه لايكون التشهد مخصوصا بالفاظ مخصوصة بل يجوز الاضافة اليه مثل التسبيح والتحميد والتهليل والاقرار بالجنة والنار والصراط والميزان وغير ذلك وراجع الى ج ۷ ص ۱۹۳ واحسن من الجميع انيضاف بعد الشهادة بالرسول وان عليا خليفته

فتوى

(۱۵) سید المجتهدین آیۃ اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین حسینی نجفی مرعشی امام الجماعۃ حرم معصومہ قم مقدسہ

(ترجمہ)

باسمہ تعالیٰ

مرجع عالی قدر حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ نجفی مرعشی دام ظلہ العالی

محترمانہ ہم جناب والا کے خاطر عالی کو عریضہ زیر نظر کی جانب متوجہ کرتے ہوئے درگاہ باری تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ آپ کے وجود نازنین کو حضرت بقیۃ الوریٰ امام زمانہ کے سایۂ عنایت میں محفوظ رکھے۔ زحمت دینے کا مقصود یہ ہے کہ اس علاقہ کے مومنین کی ایک جماعت نماز قائم کرنے کے موقع پر علی بن ابی طالب کی ولایت کی گواہی کو بعنوان استحباب تشہد میں بجالاتی ہے اور ان کی دلیل احتجاج طبرسی کتاب کی وہ حدیث ہے جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے منقول ہے کہ جب تم میں کوئی شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تو ضروری ہے کہ علی ولی اللہ بھی کہے اور ضمناً رہبر انقلاب (حضرت امام خمینی) نے کتاب سر الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ اس مقام مقدس نبوی کیلئے مقام مقدس ولایت بھی صاحب سلوک ہے اور حدیث میں ہے کہ نماز علی کی بدولت قائم ہوئی پیغمبر کے مبارک اسم کے بعد تیسری گواہی (ولایت علیؑ) کا ذکر کرنا۔ زعیم عالی قدر اسلام کی نظر میں کیا صورت رکھتا ہے۔ زحمت فرما کر اس ورقہ کے نیچے تحریر فرمائیں۔

دعاگو۔ علی نالے

Presented by www.ziaraat.com

جواب :۔ باسمہ تعالیٰ :۔ کوئی اشکال نہیں رکھتا بلکہ خصوصاً اس زمانہ میں راجح اور شیعیت کی علامت ہے۔

دستخط و مہر

شہاب الدین الحسینی المرعشی النجفی۔

بسمه تعالی ۲۱/۱/۱۳۹۶

مرجع عالیقدر حضرت آیة الله العظمی نجفی مرعشی مدظله العالی

تحیات خاطر عاطر را از اوراق زیر مسطور نموده و در باب وجه جواز عین را در ظل عنایات

حضرت بقیة الله روحی فداه از درگاه باری تعالی مسألت میدارد باری رحمت الهی

در این حوالی عده از مؤمنین در موارد اقامه نماز به ذکر شهادت ولایت علی بن

ابیطالب [illegible] و مستحبات در تشهد تمسک مینمایند و عنوان [illegible] حدیث

احتجاج طبرسی از زبان امام جعفر صادق علیه السلام [illegible] نموده [illegible] که یکی از شما

لا اله الا الله محمد رسول الله [illegible] علی ولی الله بگوید [illegible] در

کتاب سر الصلوة نوشته اند [illegible] مقام [illegible] ولوی [illegible] صاحب این [illegible]

از حدیث [illegible] الصلوة [illegible] آیا شهادت ثالثه [illegible]

از نظر [illegible] السلام چه [illegible] دارد [illegible] قبول زحمت [illegible]

مرقوم فرمائید [illegible]

(۱۶) آیتہ اللہ العظمیٰ سید محمد حسنی بغدادی

مرحوم امام الجماعت حرم امیر المومنینؑ نجف اشرف

مندرجہ بالا سوال کے جواب میں فرماتے ہیں "یہ احادیث معتبرہ ہیں اور ان پر عمل کرنا جائز ہے" عکس فتویٰ

دستخط و مہر شریف

سماحة — ان بعض و اغلب پاکستان یحتجون بروایة فی کتاب : « الاحتجاج » — للشیخ الطبرسی علیه الرحمة عن القاسم بن معاویة عن المعصومین علیهم السلام :

« اذا قال احدکم لا اله الا الله محمد رسول الله فلیقل علی امیر المؤمنین ایضاً »

و فی القطرة فی مناقب العترة فی حالات الامام — السادس ع عن ابی بصیر عنه علیه السلام : « انه یقول عند التشهد : اشهد ان ربی نعم الرب و ان محمداً نعم الرسول و ان علیاً و اولاده نعم الائمة ع. »

باسمه تعالی

هذه الاخبار معتبرة والعمل بها جائز

محمد الحسنی [illegible]

عن المعتقد منه غلام حیدر [illegible] واعظ الشیعة

[illegible] والله الکریم « پاکستان » بتوسط السید

خادم رضا محمد [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

(۱۷) آیتہ اللہ العظمیٰ سید عبدالاعلیٰ سبزواری

امام حرمِ نجف اشرف

آپ نے مہذب الاحکام جلد ۶ باب ازان واقامت میں فرمایا ہے

الاخبار الواردۃ فی الموارد المتفرقۃ یستفاد من مجموعھا تلازم التشریع بالشھادات الثلاثۃ

مختلف اور متفرق احادیث سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ شرعی طور پر ہر جگہ توحید رسالت اور ولایت کی تینوں شہادتیں ایک دوسرے کے ساتھ لازمی اور لازم ملزوم ہیں بحوالہ تبصرہ براصلاح الرسوم ص ۶۰ علامہ سید ابو علی عمار مہدی افتخار نقوی

نمازوں میں ذکر امیر المومنین علیہ السلام
احادیث اہل بیتؑ کی روشنی میں

شیعہ امامیہ اثناء عشریہ ائمہ اطہار علیہم السلام کے زمانہ سے ہی اپنی واجب نمازوں میں حضرت امیر المومنین اور آئمہ اطہار علیہم السلام کا ذکر کرتے چلے آرہے ہیں خود شیخ صدوق نے من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ ۲۰۸ میں اور شیخ طوسی نے تہذیب الاحکام جلد اول صفحہ ۱۳۱ میں لکھا ہے کہ حلبی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ھل اسمی الائمہ فی الصلوۃ کیا میں نماز میں ائمہ اطہار کے نام لے سکتا ہوں امام نے فرمایا اجملھم تم بطور انحصار و اجمال ان کے نام لے لو اجازت ہے اب ہم مقصرین پر حجت قائم کرتے ہوئے احادیث معتبرہ ہی کی روشنی میں ثابت کرتے ہیں کہ تشہد ہی پر کیا منحصر ہے کئی مقامات پر نمازوں میں نام علی لینے کا حکم وارد ہے۔

۱۔ قیام نماز میں ذکر علی

زید نرسی نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا مسجد میں داخل ہوکر اور افتتاح نماز سے قبل یہ دعا پڑھو۔

اللھم انی اتوجہ الیک بمحمد و علی امیر المومنین صلوات اللہ علیھما من اوجہ من توجہ الیک بھما واقرب من تقرب الیک بھما و قربنی منھما زلفیٰ ولا تباعدنی عنک آمین رب العلمین مستدرک الوسائل جلد ۱ صفحہ ۲۷۱

۲۔ دعائے توجہ میں ذکر ولایت علیؑ

شیخ صدوق نے من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ ۱۹۹ میں اور شیخ طوسی نے مصباح المتہجد باب افتتاح الصلوۃ میں اور علامہ سید ابن طاؤس نے فلاح السائل صفحہ ۲۲۷ میں علامہ مجلسی نے بحار جلد ۸۴ صفحہ ۳۵۹ صفحہ ۳۶۷ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حضرت امام رضا علیہ السلام اور حضرت امام زمانہ سلام اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ بطور سنت موکدہ تکبیر الاحرام کے بعد اور سورۃ الحمد شروع کرنے سے قبل اس طرح دعائے توجہ پڑھو

وجھت وجھی للذی فطر السماوات والارض حنیفا مسلما علی ملۃ ابراھیم و دین محمد وھدی امیر المومنین وما انا من المشرکین (بروایتے) وولایہ امیر المومنین علی بن ابی طالب مسلما و ما انا من المشرکین (بحار جلد ۸۴، ۲۰۶)

سرکار حضرت حجت کا ارشاد ہے

Presented by www.ziaraat.com

قال الفقیه الذی لا یشک فی علمه الدین لمحمد والهدایة لعلی امیر
المومنین لا نهاله فی عقبه باقیة الی یوم القیامة فمن کان کذالک فهو
من المهتدین ومن شک فلا دین له احتجاج طبرسی جلد اول صفحه
۵۹ طبع ایران بحار جلد ۸۲ ، ص ۳۵۹ طبع بیروت

اس فقیہ کا قول ہے جس کے علم میں کوئی شک نہیں ہے کہ دین محمد مصطفیٰ کا ہے اور
ہدایت علی امیر المومنینؑ کی ہے جو قیامت تک ان کی اولاد میں باقی ہے جو اس عقیدہ
کا قائل ہے وہ ہدایت یافتہ لوگوں میں سے ہے اور جو شک کرے گا اس کا کوئی دین
نہیں ہے جب نماز میں ذکر علی اس قدر ضروری ہوا تو اذان تو سنت ہے واجب ہی
نہیں اس میں کیسے نظر انداز کیا جائے گا۔

۳۔ دعائے قنوت میں ذکر علیؑ

علامہ مجلسی نے بحار جلد ۸۵ صفحہ ۲۷۱ میں نماز میں پڑھے جانے میں ایک طویل
قنوت کا ذکر کیا ہے جس میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

هذا مقام من باء بخطیئته و تاب و اناب الی ربه و توجه بوجهه الی
الذی فطر السماوات والارض عالم الغیب والشهادة علی ملة
ابراهیم و منهاجه و دین محمد و شریعته و علی ولایة علی و امامته
الخ

۴۔ سلام میں ذکر علیؑ

شیخ صدوق نے من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ ۲۱۰ میں تشہد کے بعد
ائمہ اطہارؑ پر سلام پڑھنے کی حدیث نقل کی ہے۔

فلاح السائل سید ابن طاؤس صفحہ ۱۶۲ میں ہے کہ سلام اس طرح پڑھا جائے۔

السلام علیک ایها النبی ورحمته الله وبرکاته السلام علی جمیع

انبیاء الله و ملائکته ورسله السلام علی الائمة الهادین المهدیین
السلام علینا و علی عباد الله الصالحین. تفسیر امام حسن
عسکری علیه السلام صفحه ۲۴۰ میں ہے کہ حدیث قدسی میں وارد ہوا
ہے

اذا صلی علی امیر المومنین فی صلاته قال لاصلین علیک کما
صلیت علیه ولا جعلنه شفیعک کما استشفعت به

جب نمازی اپنی نماز میں امیر المومنینؑ پر صلوات بھیجتا ہے تو اللہ فرماتا ہے میں بھی
تجھ پر اسی طرح درود بھیجونگا جس طرح تونے علیؑ پر درود پڑھا اور ان کو تیرا شافع
بناؤنگا۔ (کذافی البحار جلد ۸۵ ، ۲۸۶ طبع بیروت)

آیۃ اللہ العظمیٰ میرزا جواد ملکی تبریزی کا بیان

مرحوم امام خمینی کے استاد سرکار آیۃ اللہ جواد تبریزی فرماتے ہیں۔

ولا تقنع فی تشهدک بقدر الواجب تبعا للمتعارف واعمل فیه لا
محاله بعض فقرات التشهد الکبیر وکذلا تدع فی سلامک
التسلیم علی الائمة بما ورد وعلی الانبیاء والملائکة فان تبعیة
السلف صار داء عضالا لا ینجو منها الا الا وحدی وا تسع مجراها
حتی فی العبادات والقربات مثلا اری الشیعة مولعین لذکر
الشهادة بالولایه فی اذانهم و یترکون السلام علی الائمة فی صلواتهم
مع اعتقادهم باستحبابه (اسرار الصلوة صفحه ۲۷۷)

اپنے تشہد میں متعارف روایت کے مطابق صرف واجب تشہد پر اکتفاء نہ کرو بلکہ لا
محالہ طور پر اس میں تشہد کبیر کے فقرے بھی شامل کرو اور اسی طرح اپنے سلام میں
ائمہ طاہرینؑ پر سلام اور انبیاءؑ و ملائکہؑ پر بھی سلام بھیجنا ترک مت کرو کیونکہ
ہمارے ہاں اتباع سلف کی لا علاج بیماری ہے سب ایک ہی لکیر کے فقیر بنے ہوئے

Presented by www.ziaraat.com

ہیں اور اس سے کوئی خاص بندہ ہی بچا ہوا ہے اور اس کا دائرہ عبادات و قربات میں بھی پھیل چکا ہے مثلاً" میں دیکھتا ہوں کہ لوگ اذان میں شہادت ولایت کے بڑے فریفتہ ہیں مگر وہ اپنی نمازوں میں ائمہ طاہرینؑ پر سلام بھیجنا چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ اس کے مستحب ہونے کا سب اعتقاد رکھتے ہیں۔

۵۔ سجدہ شکر میں ولایت علیؑ

تہذیب الاحکام جلد اول صفحہ ۱۱۰ میں امام علی نقی علیہ السلام کا فرمان منقول ہے کہ سجدہ شکر میں یہ دعا پڑھو

اللهم انی اشهدک واشهد ملائكتک وانبیائک ورسلک و جمیع خلقک انک انت الله ربی والاسلام دینی و محمد نبی و علی واولاده ائمتی الخ

مگر طوالت کا خوف مانع نہ ہوتا تو ہم اس سلسلہ میں مزید حوالہ جات بھی نقل کرتے بطور نمونہ اسی قدر احادیث پر اکتفاء کرتے ہیں کہ ولایت امیر المومنینؑ کوئی ایسی اچھوت کی بیماری نہیں کہ اس کو عبادات سے بالکل الگ کر دیا جائے تو اس کا ذکر آتے ہی اذان و اقامت کے باطل ہونے کا فتوی داغا جائے۔

نمازوں کے بعد مخصوص تعداد میں درود پڑھنا

ڈھکو میاں لکھتے ہیں۔ درود پڑھنا بہترین کار ثواب ہے مگر اس میں بھی التزام مالا یلزم کا ارتکاب نہ کیا جائے کہ یہ رسم و ریت بنائی جائے کہ نماز کا سلام پھیرتے ہی باواز بلند پانچ یا دس دفعہ درود پڑھا جائے یہ مقام اور تعداد ممنوع ہو جائے گی اسی بناء علامہ جزائری نے کہا ہے کہ لا الہ الا اللہ کو خاص تعداد اور خاص وقت مقرر کرنا بدعت ہے۔ (اصلاح الرسوم صفحہ ۱۱۷)

الجواب

یہ فتوی سراسر خلاف قواعد شریعت ہے کیونکہ نماز کے بعد درود پڑھنے کی خصوصی تاکید وارد ہوئی ہے جن میں بعض احادیث یہ ہیں۔

۱۔ فرمان امام جعفر صادق ہے "من قال بعد

صلوة الفجر و بعد صلاة الظهر اللهم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرجهم لم يمت حتى يدرك القائم من آل محمد

مستدرک الوسائل جلد اول صفحہ ۳۴۸ جس نے نماز صبح و نماز ظہر کے بعد درود پڑھا وہ مرنے سے پہلے قائم آل محمدؐ کی زیارت ضرور کرے گا۔

۲۔ سرکار آیتہ اللہ میرزا جواد ملکی تبریزی مرحوم نے اسرار الصلوۃ صفحہ ۲۸۳ میں معقبات نماز میں لکھا ہے

منها الصلوات بعد التكبيرات الثلث وصورتها اللهم صل على محمد و آل محمد

تشہد و سلام کے بعد تین تکبیرات کے بعد اللھم صل علی محمد و آل محمد کہہ کر درود پڑھے۔

حدیث قدسی میں وارد ہے کہ جب نمازی نماز کے آخر میں آنحضرتؐ پر درود پڑھتا ہے تو خداوند عالم ملائکہ سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے

قعد يثني علي ويصلي على محمد نبيي لاثنين عليه في ملكوت السماوات والارض ولاصلين عليه في الارواح

یہ نمازی بیٹھ کر میری ثناء کر رہا ہے کہ اور میرے نبی محمدؐ پر درود پڑھ رہا ہے میں بھی ملکوت سماوات میں اس کی ثناء کروں گا اور ارواح میں اس کی روح پر درود پڑھوں گا۔

۳۔ امام رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے

Presented by www.ziaraat.com

من لم یقدر علے ما یکفر به ذنوبه فلیکثر الصلوة علی محمد و آله فانها تهدم الذنوب هدما و الصلوة علی محمد واله تعدل عند الله التسبیح و التهلیل والتکبیر" امالی شیخ صدوق صفحه ۴۵ بحار جلد ۹۴ ر ۴۷

جو شخص اپنے گناہوں کے کفارہ کے لیے کچھ نہ کر سکتا ہو اس کو چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ محمد و آل محمدؐ پر درود پڑھے اس سے اس کے گناہ گر جائیں گے اور محمد و آل محمدؐ پر درود پڑھنا اللہ کے نزدیک سبحان اللہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہنے کے برابر ہے۔

۴۔ بسند امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ پیغمبرؐ اکرم نے ارشاد فرمایا

ارفعوا اصواتکم بالصلوة علی فانها تذهب النفاق ثواب الاعمال شیخ صدوق صفحه ۱۴۴

مجھ پر بلند آواز سے درود پڑھا کرو اس سے منافقت دور ہو جاتی ہے۔

۵۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کا ارشاد ہے

ان اشرف اعمال المومنین فی مراتبهم الصلاة علی محمد واله تفسیر امام حسن عسکری علیه السلام صفحه ۷۱ ۲ بحار جلد ۹۴ ر ۹

مومنین کے اعمال میں سے مرتبہ کے لحاظ سے سب سے زیادہ اشرف و افضل عمل محمد و آل محمدؐ پر درود پڑھنا ہے۔

۶۔ حماد بن عثمان کی روایت میں ہے کہ امام صادق نے ارشاد فرمایا۔

افضل الاعمال الصلوة علی محمد و آل محمد بعد العصر ماة مرة و ما زدت فهو افضل

اعمال میں سے افضل عمل یہ ہے کہ عصر کی نماز کے بعد سو دفعہ یا سب سے زیادہ محمد و آل محمدؐ پر درود پڑھا جائے۔ (مستدرک الوسائل جلد اول صفحہ ۳۵۲)

۷۔ امام رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

من قال دبر صلاة الصبح و صلاة المغرب قبل ان یثنی رجلیه او یکلم احدا ان الله ملائکته یصلون علی النبی یا ایها الذین آمنوا صلوا علیه و سلموا تسلیما اللهم صل علی محمد و ذریته قضی الله له مائة حاجة ثواب الاعمال صدوق صفحه ۱۴۱ بحار ۸۶ ر ۹۵

جس نے نماز صبح اور مغرب کے بعد پاؤں دہرا کرنے یا کلام کرنے سے پہلے آیت ان اللہ و ملائکتہ پڑھ کر درود پڑھا اللہ تعالی اس کی ایک سو حاجات پوری کرے گا یہاں نماز کے فوراً بعد درود پڑھنے کا حکم ہے۔

۸۔ ابو بصیر کی روایت میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا

الصلاة علی محمد و آل محمد فیما بین الظهر و العصر تعدل سبعین رکعة (السرائر ابن ادریس حلی صفحه ۴۷۰)

نماز ظہر و عصر کے درمیان محمد و آل محمد پر صلوات بھیجنا ستر رکعتوں کے ثواب کے برابر ہے۔

فلاح السائل صفحہ ۱۶۷ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان موجود ہے کہ ہر نماز کے بعد تعقیب میں اللھم صل علی محمد و آل محمد پڑھنا طولانی عمر کا سبب ہے۔

جب تک شریعت میں کسی عمل کی مخصوص تعداد مقرر نہ کی گئی ہو اور حکم مطلق ہو تو کسی بھی تعداد میں وہ عمل کیا جا سکتا ہے کیونکہ فرمان معصوم موجود ہے

الاشیاء مطلقته مالم یرد علیک امر و نهی (فرمان امام صادق الاصول الاصلیه صفحه ۸۶)

تمام اشیاء کا حکم مطلق ہے جبکہ ان کے متعلق کوئی خاص امر یا نہی وارد نہ ہو لہٰذا درود کو کسی بھی تعداد میں پڑھ لینا اور اس کو معمول بنا لینا شرعاً جائز و مباح ہوگا ہاں البتہ اگر تسبیح زہراء میں اللہ اکبر چونتیس مرتبہ پڑھنے کا حکم مخصوص ہے تو اس

Presented by www.ziaraat.com

تعداد کو بدلنا اور اس تبدیلی کو حکم شرعی قرار دینا بدعت ہوگا لیکن ویسے کلمہ لا الہ الا اللہ کو یا اللہ اکبر یا درود کو کسی بھی تعداد میں پڑھنا ممنوع نہیں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ سید نعمت اللہ جزائری نے جو یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص لا الہ الا اللہ کو مخصوص وقت یا مخصوص تعداد میں پڑھے گا تو وہ بدعت کا مرتکب ہوگا۔ (الانوار النعمانیہ جلد اول صفحہ ۱۷۲) علامہ قاضی سید محمد علی طباطبائی تبریزی نے اس کی تردید کی ہے اور فرمایا ہے کہ "عموم رجحان کے قصد سے ایسا کرنا قطعاً" ممنوع نہیں ہے البتہ اگر کوئی خود تعداد یا وقت مقرر کرے اور اس عادت کو شریعت کا خاص حکم قرار دے تو یہ ممنوع ہوگا" حاشیہ الانوار النعمانیہ صفحہ مذکورہ صفحہ ۱۷۲ صفحہ ۱۷۳ طبع تبریز

ایران رہبر انقلاب اسلامی ایران۔

آیۃ اللہ العظمیٰ خامنئی کا فتویٰ

سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی خامنئیؒ سے سوال کیا گیا "نماز جماعت کے سلام کے بعد نبی اکرمؐ پر صلوات کی آیت پڑھی جاتی ہے اس کے بعد نماز گزار محمد و آل محمد پر تین مرتبہ درود پڑھتے ہیں اس کے بعد تین مرتبہ تکبیر کہتے ہیں اس کے بعد دعا و برأت کے نعرے لگتے ہیں جنہیں نماز گزار بلند آواز سے دہراتے ہیں کیا اس میں کوئی اشکال ہے۔ انہوں نے جواب دیا آیۃ صلوۃ پڑھنے اور محمد و آل محمد پر درود بھیجنے ہی یہ کہ کوئی اشکال نہیں بلکہ مطلوب و راجح ہے اور اس میں ثواب ہے اور اسی وقت اسلامی نعرے اور اسلامی انقلاب کے نعرے تکبیر اور اس کے ملحقات جو کہ انقلاب اسلامی کے پیغام و مقاصد کی یاد تازہ کرتے ہیں وہ بھی مطلوب ہیں۔

استفتاء اور ان کے جوابات صفحہ ۱۹۲ ڈھکو میاں نے اس فتویٰ میں بھی آئی ایس او کے جوانوں اور انقلاب اسلامی ایران کے شیدائیوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا ہے اور تحریک جعفریہ کے کارکنوں اور قائدین پر طعن کی ہے جو کہ انقلاب ایران قائدین انقلاب کے نعرے لگواتے ہیں۔

نماز کے بعد مصافحہ کا استحباب

ڈھکو میاں لکھتے ہیں۔

"بے شک مصافحہ کرنا کار ثواب ہے مگر یہ التزام کہ نماز باجماعت کا سلام پھیرتے ہی مصافحہ کرنا اور پھر نماز کے اختتام پر بھی مصافحہ کرنا اس کو شرعی حکم سمجھ کر مستحسن نہیں ہے محمد و آل محمدؐ کی سیرت میں اس کا کوئی عملی ثبوت نہیں ملتا اسی طرح یہ بھی سینہ گزٹ ہے کہ کسی معصومؑ کی شہادت کے موقعہ پر مصافحہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ ہر وقت کیا جاسکتا ہے۔ (اصلاح الرسوم صفحہ ۱۱۷)

الجواب۔

"اولا تو ڈھکو صاحب کو یہ چاہیے تھا کہ وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی حدیث لاتے جس میں نماز کے بعد مصافحہ کرنے کی ممانعت معلوم ہوتی کیونکہ وہ خود اصلاح الرسوم صفحہ ۱۴۷ پر لکھتے ہیں "ارشاد معصومؑ ہے" ہر چیز جائز ہے جب تک اس کے متعلق کوئی شرعی ممانعت وارد نہ ہو کیونکہ جب نماز باجماعت کا مقصد بھی باہمی محبت و اتحاد و یگانگت پیدا کرنا ہے تو مصافحہ بھی اسی جذبہ کو مزید بیدار و موثر بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے اس کو بدعت قرار دینا درحقیقت مومنین میں باہمی نفاق عداوت و اجنبیت کو فروغ دینے کی سازش لگتی ہے البتہ اگر ڈھکو ضد کریں کہ حدیث سے ثابت نہیں ہے تو لیجیے ہم ثابت کرتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد ۱۸ صفحہ ۳۱۸ طبع جدید میں اور علامہ سید ابن طاؤسؒ نے سعد السعود صفحہ ۱۰۰ ر ۱۰۱ میں سفینۃ البحار علامہ عباس قمی صاحب مفاتیح الجنان طبع نجف میں بسند معتبر روایت ہے کہ جب شب معراج آنحضرتؐ بیت المقدس تشریف لے گئے تو وہاں آپ نے جبرئیل کی اذان کے بعد چار ہزار چار سو چودہ انبیاءؑ کو نماز باجماعت پڑھائی حضور اکرم فرماتے ہیں

فالتفت عن یمینی و اذا انا بابی ابراھیم ثم التفت عن یساری و اذا انا باخی ووصی علی بن ابی طالب فلما انقضت الصلاۃ قمتُ الی ابراھیم فقام الی فصافحنی و قام الیٰ علی فصافحہ و اخذ بیمینہ بکلتایدیہ

میں نے اپنی دائیں طرف دیکھا تو مجھے اپنے جد حضرت ابراہیمؑ نظر آئے پھر میں نے بائیں طرف دیکھا تو مجھ کو میرے بھائی اور وصی علی بن ابی طالبؑ نظر آئے جب نماز تمام ہوئی تو میں اٹھ کر حضرت ابراہیمؑ کی طرف گیا اور انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا پھر وہ اٹھ کر حضرت علیؑ کی طرف گئے اور ان سے مصافحہ کیا اور دونوں ہاتھوں سے ان کے دائیں ہاتھ کو پکڑا ڈھکو کے بقول جس نے ان کو اجازہ اجتہاد جزوی دیا یعنی آیۃ اللہ مرحوم سید رضی الدین احمد مستنبط نجفی انہوں نے القطرہ جلد دوم صفحہ ۵۱ میں اس حدیث کو بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا۔

فی ھذہ الروایۃ الشریفۃ ما یدلّ علی استحباب المصافحۃ بعد الفریضۃ

اس روایت شریفہ سے ہمیں یہ راہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ نماز فریضہ باجماعت کے بعد مصافحہ کرنا مستحب ہے کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے اب قوم شیعہ سے انصاف طلب ہے کہ انبیاءؑ و آئمہ اطہارؑ کی سنت پر چل کر مصافحہ کی پابندی کرنا عبادت ہے یا نام نہاد مجتہد صاحب کے بے اصل فتوی پر عمل کر کے سنت انبیاءؑ کو بدعت کہہ کر ٹھکرانا عبادت ہے؟

علماء اہل سنت سے بھی اس کی تائید وارد ہے چنانچہ شامی میں ہے۔

اما ما اعتادہ الناس من المصافحۃ بعد صلاۃ الصبح فلا اصل لہ فی الشرع ولکن لا بأس بہ و عقب الصلوات کلھا کذالک

لوگوں نے عادت بنالی ہے کہ وہ صبح کی نماز کے بعد مصافحہ کرتے ہیں اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں لیکن اس میں کوئی حرج بھی نہیں بلکہ یہ تمام نمازوں کے بعد بھی ہونا چاہیے۔

ایام شہادت معصومینؑ اور مصافحہ

اب رہا یہ قول کہ معصومینؑ کی ایام شہادت میں مصافحہ کرنا ممنوع نہیں تمام دنوں میں ہر وقت میں ہو سکتا ہے تو اس بندہ خدا سے کوئی یہ پوچھے جب بقول تمہارے مصافحہ ہر وقت ہو سکتا ہے تو تم نے نمازوں کے بعد اس کو بدعت کیسے قرار دے دیا باقی رہا روز عاشور یا ایام شہادت کے دن کیوں ممنوع ہے تو کیونکہ مصافحہ و معانقہ خوشی کے ایام کی تہذیب شمار ہوتی ہے اسی لئے جناب امیرؑ نے اپنے ایک خطبہ میں یوم غدیر کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

اذا تلاقیتم فتصافحوا بالتسلیم وتھانوا بالنعمۃ فی ھذا الیوم ولیبلغ الشاھد الغائب (مستدرک نہج البلاغہ صفحہ ۸۳ طبع بیروت)

جب تم آپس میں ملاقات کرو تو سلام کے ساتھ مصافحہ کرو اور ایک دوسرے کو اس نعمت کی مبارکبادی پیش کرو یہ جو لوگ یہاں موجود ہوں وہ میرا یہ پیغام غیر موجود لوگوں تک پہنچا دیں۔ کیونکہ ایام شہادت ایام غم و حزن ہیں ان میں ہر قسم کی لذت خوشی کے اظہار کی ممانعت ہے یہی وجہ ہے کہ ابن تیمیہ نے بھی روز عاشور غسل کرنا سرے لگانا مصافحے کرنا نواصب خوارج کا عمل قرار دیا ہے۔ (جادہ حق صفحہ ۵۵) مفاتیح الجنان میں بھی روز عاشور مصافحہ کی ممانعت وارد ہے اور تمام شیعوں کا

Presented by www.ziaraat.com

یہی معمول چلا آرہا ہے البتہ اگر ان ایام غم میں بھی مصافحہ کا حکم وارد ہوا ہے تو ڈھکو صاحب پر یہ فرض اور قرض ہے کہ وہ اس کے بارے میں کوئی حدیث پیش کریں ہم بھی ان کے سینہ گزٹ فتووں کو کوئی اہمیت دینے پر آمادہ نہیں ہیں۔ کیونکہ وہابیوں کے نزدیک ایام شہادت و غم بھی خوشی کے تہوار ہیں اسی لیے وہابیوں کے سرغنہ ابن قیم نے زادالمعاد جلد ۳ صفحہ ۷۹ مترجم اردو پر لکھا ہے کہ "خوشخبری کے موقعہ پر مصافحہ کرنا مستحب ہے"۔

سرکار آقائے خامنئی کا فتوی

ان سے سوال ہوا "نماز سے فوراً" فراغت کے بعد نماز گزاروں سے مصافحہ کرنے کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے بعض علماء کہتے ہیں اس موضوع کے متعلق ائمہؑ سے کوئی چیز وارد نہیں ہے جواب میں فرماتے ہیں" سلام پھیرنے اور نماز سے فراغت کے بعد مصافحہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے بالعموم مومنین سے مصافحہ کرنا مستحب ہے (استفتاء اور ان کے جوابات صفحہ ۲۵۳)

بعض نقوش کا مخصوص اوقات میں دیکھنا

ڈھکو میاں لکھتے ہیں "بعض کتابوں میں کچھ نقوش درج ہیں بعض کا ایام ہفتہ یا صبح و شام یا رات کو دیکھنے کے فضائل لکھے ہیں یہ نقوش ایجاد بندہ ہیں معتبر کتب میں نہیں مگر ناشرین برابر یہ نقوش چھاپ رہے ہیں۔ (اصلاح الرسوم صفحہ ۱۲۰ صفحہ ۱۲۱) الجواب "کسی بھی کتاب میں ان نقوش کو جو اسماء الہیہ مقدسہ کے اعداد پر مشتمل ہیں ان کو دیکھنا کسی نے بھی واجب نہیں لکھا فضائل کی روایت کے متعلق اصولیین فریقین کے نزدیک روایات کی زیادہ چھان ٹھیک کرنا ضروری نہیں ہوتا تقریباً" آٹھ حدیثوں میں یہ وارد ہوا ہے

من بلغه شئی من الخیر فعمل به کان له من الثواب ما بلغه وان لم یکن

الامر کما نقل الیہ (الاصول الاصلیہ صفحہ ۱۹۴ طبع قم)

اگر کسی شخص کو کسی نیکی کے بارے میں کوئی حدیث مل جائے اور وہ اس پر عمل کرلے تو اس کو اس کے مطابق ثواب ملے گا چاہے فی الواقع وہ اس طرح نہ ہو جس طرح اس کو ثواب کی خبر پہنچی ہے جب تک ان کے بارے میں ہمیں حرام ہونے کی دلیل نہ ملے قاعدہ تسامح کے مطابق ان کو دیکھنے میں ثواب تو یقینی ہے عذاب کے بارے میں کوئی حدیث معلوم نہیں لہٰذا ثواب کا راستہ نہ روکا جائے۔

زبان سے نیت

مولف اصلاح الرسوم نے اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۱ پر زبان سے نیت کرنے کو جہالت کی پیداوار قرار دیا ہے حالانکہ یہ بات اگرچہ صحیح ہے کہ نیت اراد[ہ] قلبی کا نام ہے مگر عبادات میں قربت الیہ کے مفہوم کو ذھن میں یقینی طور پر لان[ے] کے لیے عوام کو الفاظ نیت سکھائے جاتے ہیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ عبادت شروع کرت[ے] وقت ان کے ذہن میں مفہوم عمل ہی نہ آئے اس طرح زیادہ احتمال ہے کہ عبادت باطل ہو جائے لہٰذا جو لوگ اس مفہوم سے آشنا ہیں ان کے لیے زبان پر الفاظ لا[نا] ضروری نہیں ہے۔

نماز کے بعد مخصوص تین زیارتیں پڑھنا

جناب ڈھکو لکھتے ہیں " ہندوپاک میں یہ رسم ہے کہ ہر نماز فریضہ او[ر] مجالس کے بعد تین یا چار زیارتیں روز پڑھی جاتی ہیں اس کا کوئی عملی ثبوت نہی[ں] ملتا لہٰذا یہ التزام صحیح نہیں ہے اصلاح الرسوم ص ۱۱۸

Presented by www.ziaraat.com

الجواب

ہندو پاک میں ہمارے قدیمی علماء مبلغین اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے یہ چار زیارتیں فرامین وارشادات ائمہ طاہرین علیہم السلام کے مطابق جاری فرمائی ہیں اس کا عملی ثبوت ہم مہیا کرتے ہیں یہ چار زیارتیں وہ ہیں جن کا ائمہ طاہرین علیہم السلام نے روزانہ بالخصوص پڑھنے کا حکم دیا ہے

اول۔ سرکار ختمی مرتبت حضور اکرمؐ کی زیارت ہر نماز کے بعد پڑھنے کا خصوصی حکم وارد ہے بسند صحیح احمد بن محمد ابی نصر نے روایت کی

سئلت الرضا کیف الصلاۃ علی رسول اللہ فیء دبر المکتوبتہ وکیف السلام علیہ فقال علیہ السلام قل السلام علیک یا رسول اللہ

میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ فرض نماز کے بعد آنحضرتؐ پر صلوۃ وسلام کس طرح پڑھا جائے تو امام نے فرمایا یوں کہو السلام علیک یا رسول اللہ قرب الاسناد حمیری ص ۲۲۵ بحار جلد ۸۶ ص ۲۴ لہٰذا ہر نماز کے بعد حضورؐ گرامی کی زیارت پڑھنا بالخصوص مستحب ثابت ہوا

دوم۔ سرکار امام حسین علیہ السلام کی زیارت ہر روز پڑھنے کی خصوصی تاکید احادیث میں وارد ہے

(۱)۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے زیارت عاشور کا طریقہ سکھاتے ہوئے علقمہ نامی راوی سے فرمایا

یا علقمۃ ان استطعت ان تزورہ فی کل یوم بھذہ الزیارۃ من دھرلک فافعل کامل الزیارات

ص ۱۷۶ ص ۱۷۹ بحار جلد ۱۰۱ ص ۲۹۳ اے علقمہ اگر تم یہ زیارت امام حسین اپنی زندگی میں ہر روز پڑھ سکو تو ضرور پڑھو تمہیں روز عاشور کے برابر ثواب ملے گا نیز

مصباح المتہجد شیخ طوسی ص ۵۳۸ ص ۵۴۲ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا

ان استطعت ان تزورہ کل یوم من دارک فافعل

وسائل الشیعہ جلد ۲ ص ۴۵۵ من لا یحضرہ الفقیہ جلد ۲ ص ۳۶۳ اگر تم روزانہ ان کی زیارت اپنے گھر میں پڑھ سکو تو پڑھ لیا کرو ایک دوسری حدیث میں امام عالی مقام نے ارشاد فرمایا "انا بعدت علیک الشقۃ و نأت بک الدار فلتعتل منزلک فلتصل"

رکعتین ولتؤم بالسلام الی قبورنا فان ذلک یصل الینا

(امالی صدوق ص ۱۳۸) اگر تمہارا سفر زیادہ ہو اور گھر دور ہو تو گھر کی چھت پر چڑھ کر دو رکعت نماز پڑھ کر ہماری قبور کی طرف اشارہ کرکے سلام پڑھو ہمیں پہنچ جائے گا بحار جلد ۱۰۱ ص ۳۶۷ ایک روایت میں ہے

اصعد کل لیلۃ علی سطح دارک واشر باصبعک السبابہ الیہ

بحار جلد مذکورہ ۳۷۶ یعنی رات کو چھت پر چڑھ کر انگلی کے اشارہ کرکے زیارت پڑھو علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں گھر کی چھت پر چڑھ کر زیارت پڑھنے کا حکم تقیہ کے زمانے کی وجہ سے تھا تاکہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے بحار ۱۰۱ اور ۳۶۶ ص ۳۷۱ پر فرماتے ہیں جہاں سے بھی میسر اور ممکن ہو زیارت پڑھنا جائز ہے نماز کے بعد سرکار ختمی مرتبت سے متصل ہی امام مظلومؑ کی زیارت پڑھنے کا مناسب موقعہ ہوتا ہے اسی لئے علماء نے اس کی ترویج فرمادی

سوم۔ سرکار ثامن الائمہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی فضیلت بعض وجوہ کی بناء پر دیگر زیارات سے زیادہ ہے علی بن مہریار نے امام علی نقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کا ثواب ہے یا حضرت امام حسین علیہ السلام کا تو امامؑ نے فرمایا

زیارۃ ابی افضل وذلک لان ابا عبد اللہ تزورہ الناس وابی لایزورہ الا الخواص من الشیعۃ

Presented by www.ziaraat.com

امام حسین کی سب لوگ زیارت کرتے ہیں لیکن میرے والد گرامی کی زیارت خواص شیعہ ہی کرتے ہیں عیون اخبار الرضا ص ۲۶۱ جلد ۲ من لا یحضرہ الفقیہ جلد ۲ ص ۳۴۹ اس زیارت کی فضیلت پر اکاون معتبر احادیث وارد ہیں اور دس احادیث سے اس کے ترجیحی ثواب اور افضلیت کا ثبوت ملتا ہے اسی وجہ سے سرکار غریب الغرباء کی زیارت کی بھی خصوصی ترویج کی گئی ہے

چہارم۔ سرکار حضرت حجتؑ ہمارے زمانہ کے امام و ولی العصر ہیں لہٰذا ان کی زیارت اسی لئے پڑھی جاتی ہے سرکار امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ روزانہ ان ائمہ اہل بیت کی زیارت پڑھی جائے الاقبال ص ۵۹۵ طبع ایران ویسے بھی سرکار حضرت حجتؑ کی زیارت بالخصوص روزانہ نماز صبح کے بعد پڑھنے کا حکم وارد ہے ملاحظہ ہو مصباح الزائر علامہ سید ابن طاؤس ص ۲۳۳ بحار جلد ۱۰۲ / ۱۱۰ مولا امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے صحابی کمیل کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

اذکرنا وسم اسماءنا وصل علینا تکف بشر ذلک الیوم بشارۃ المصطفی ص ۳۵ طبع نجف

ہمارا ذکر روزانہ کرو اور روزانہ ہمارے نام لو اور ہم پر صلوۃ وسلام پڑھو تاکہ تمہیں اس دن کے شر سے کفایت و تحفظ حاصل ہو جائے اگر کوئی تمام چہاردہ معصومین علیہم السلام کی زیارت پڑھ لے تب بھی فضیلت ہے اور ترجیحی طور پر خصوصی یہ چار زیارتیں پڑھ لے جن میں ضمنی طور پر تمام ائمہ اطہارؑ بلکہ چہاردہ معصومینؑ پر سلام وصلوات پڑھ لی جاتی ہے۔ تب بھی فضیلت ہے اس کو بدعت قرار دینے والا خود وہابی بدعتوں کا مروج ہے

مساجد کے داخلی محراب اور مینار بنانا

ڈھکو صاحب لکھتے ہیں " مساجد میں اونچے اونچے مینار بنانا بدعت ہے کثرت سے روایات میں آیا ہے کہ جب امام زمانہؑ تشریف لائیں گے تو ان کو گرا دیں گے مسجد کعبہ کی نقل ہے جب اصل کعبہ میں مینار نہیں ہیں تو اس کی نقل مسجد میں کہاں سے آئیں گے اسی طرح مساجد میں ایسے محراب بنانا جس میں پیش نماز کھڑا ہو کر مقتدیوں کی نظروں سے اوجھل ہو جائے یہ بھی بدعت ہے اور بنی امیہ کی ایجاد ہے اس سے پرہیز ضروری ہے اصلاح الرسوم ۱۲۳ / ۱۲۳

الجواب

اس فتویٰ میں بھی واضح طور پر اختراعی و خود تراش مضمون شامل کیا گیا ہے جس کا قرآن وحدیث سے کوئی ثبوت نہیں ہے آنحضرتؐ اور ائمہ اطہار علیہم السلام کے زمانہ میں مساجد کے بڑے اور اونچے میناروں کا رواج ہی نہیں تھا زمانہ ائمہ میں گلدستہ اذان کے طور پر ایک ہی مینار بنایا جاتا تھا جس کو مئذنہ کہا جاتا تھا یعنی جائے اذان مجمع البحرین ص ۴۹۷ میں بھی موجود ہے المئذنہ یعنی جائے اذان جسکو ہی منارہ کہتے ہیں جس پر مسجد میں روشنی کے لئے چراغ جلایا جاتا تھا امام رضا علیہم السلام کا ارشاد ہے

انما کان یوذن للنبی فی الارض ولم یکن یومئذ منارۃ

(الوسائل جلد اول ص ۳۵۳) آنحضرتؐ کے زمانہ میں موذن زمین پر کھڑا ہو کر اذان دیتا تھا اور منارہ اس زمانہ میں موجود نہ تھا اگرچہ سمہودی شافعی نے بلال کا مسجد نبویؐ کے چھت پر کھڑے ہو کر اذان دینے کا ذکر کیا ہے (وفاء الوفاء جلد اول ص ۴۰۸) جناب امیر المومنین علیہم السلام کے زمانہ میں مساجد میں منارہ بنانے کا رواج بن چکا تھا چنانچہ کوفہ میں محلہ بنی کاہل میں ایک مسجد امیر المومنینؑ موجود تھی جہاں مولا نے بنی کاہل کو صبح کی نماز باجماعت پڑھائی اس مسجد کے قدیمی مینار کی

Presented by www.ziaraat.com

بنیادیں کافی عرصہ تک باقی رہیں مصباح الزائر ص ۵۹ بحار جلد ۱۰۰ ر ۲۵۳ بہر کیف
مسجد میں روشنی کرنے کی فضیلت چونکہ حدیث میں وارد ہے ارشاد نبویؐ ہے

من اسرج فی مسجد من مساجد اللہ لم تزل الملائکۃ وحملۃ
العرش یستغفرون لہ مادام فی المسجد ضوء من ذلک السراج

(الوسائل ار ۳۳۵) جو کسی مسجد میں چراغ جلائے گا جب تک اس چراغ کی روشنی باقی رہے گی ملائکہ وحاملین عرش روشنی کرنے والے کے لئے استغفار کرتے رہیں گے لوگوں نے منارے بنانے کا رواج قائم کر لیا ہے مگر کسی امام نے مخالفت نہیں کی

البتہ مساجد میں کنگرے بنانے کی کراہت ضرور وارد ہوئی ہے حدیث میں وارد ہے المساجد تبنی جماء ولا تشرف (مجمع البحرین ص ۳۸۰) مساجد سادی بنائی جائیں اور ان پر کنگرے نہ بنائے جائیں کیونکہ کنگرے یہود کی عبادت گاہوں کی شناخت ہوتے تھے علامہ مجلسی نے بھی کنگرے بنانا مکروہ قرار دیا ہے حرام نہیں ہے بحار جلد ۸۳ر ۳۵۳ آنحضرتؐ کے زمانہ میں مسجد نبوی بغیر چھت کی تھی جب نمازیوں کی کثرت ہوئی اور سایہ کی ضرورت محسوس ہوئی تو آنحضرتؐ نے کھجور کے درختوں کے تنوں کے ستون کھڑے کرا کے ان پر چٹائیں ڈال کر عارضی سایہ کرایا بارشوں کی وجہ سے جب اذیت ہوئی تو لوگوں نے مستقل چھتوں کا مطالبہ کر دیا مگر آنحضرتؐ نے قبول نہ کیا امام محمد باقر علیہم السلام نے امام زمانہ کے لئے اس طرح ارشاد فرمایا

اول ما یبدء بہ قائمنا سقوف المساجد فیکسرھا ویامر بہا فتجعل
عریشا کعریش موسیٰ

ہمارے امام قائم سب سے پہلا کام یہ کریں گے کہ مساجد کی چھتیں توڑ دیں گے اور حکم دیں گے کہ ان کو عریش موسیٰ کی طرح بنا دیا جائے (الوسائل جلد اول ص ۳۲۱) عریش کھجور کی چٹائیوں سے بنائے ہوئے عارضی سایہ یا جھونپڑی کو کہا جاتا ہے مجمع البحرین ص ۳۱۸ تاہم جب مساجد میں مستقل چھتوں کا رواج پڑ گیا تو ائمہ طاہرینؑ نے مخالفت نہیں فرمائی اور امام زمانہ کے ظہور تک شیعوں کو سایہ دار مسقف مساجد میں

نمازیں ادا کرنے کی اجازت دی (حوالا بالا) جناب امیرؑ نے مسجد کوفہ کی دیواروں کے کنگرے ناپسند فرمائے مگر ان کو گرانے کا حکم نہیں دیا اور نہ شیعوں کو اجازت دی کہ کدالیں اٹھا کر مساجد کے منارے توڑنا شروع کر دیں امام زمانہ تو مساجد کی چھتوں اور مساجد کے کنگروں کو توڑیں گے مناروں کے بارے میں کوئی حدیث وارد نہیں ہے ایسی حدیث ہوتی تو مجتہدین مشاہد مشرفہ کے مینار بنانے کی اجازت نہ دیتے

علماء اہل سنت کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مساجد کے مینار بن چکے تھے چنانچہ صحابی رسول حضرت ابو برزہ اسلمی کی حدیث ہے

من السنۃ الاذان فی المنارۃ والاقامہ فی المسجد

کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۳۴۴ سنت ہے کہ اذان مینار پر دی جائے اور اقامت مسجد میں کی جائے چنانچہ شام کے شہر رقہ میں اب بھی صحابی رسولؐ اللہ حضرت وابصہ بن معبد انصاری کی قبر کے پاس ان کی مسجد میں وہ قدیمی مینار موجود ہے جس پر وہ اذان دیا کرتے تھے اس کا ذکر رجال مامقانی اور مناقب ابن شہر آشوب میں ہوا ہے۔ کتب تواریخ و حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام کے زمانہ میں مساجد کے مینار قائم ہو چکے تھے مثلاً ۱۰۵ھ میں جب خالد بن عبداللہ قسری کوفہ کا حاکم تھا اس نے مسجد کوفہ کا مینار گروا دیا جس پر پورا کوفہ سراپا احتجاج بن گیا اور فرزدق شاعر نے اس کی ہجو میں پورا قصیدہ کہہ ڈالا (العتبات المقدسہ فی الکوفہ صفحہ ۶۴) اسی طرح مصر میں مسجد جامع کا مینار سب سے پہلے حاکم مصر مسلمہ بن مخلد انصاری نے ۵۳ھ میں بنوایا جیسا کہ فتوح مصر قرشی صفحہ ۱۳۱ طبع لندن ۱۹۲۱ء اور خطط مقریزی جلد ۲ صفحہ ۴۴ اور النجوم الزاہرہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۳ میں مذکور ہے۔

اسی طرح مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ صفحہ ۱۳۵ میں اسحاق سبیعی

Presented by www.ziaraat.com

کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے زمانہ میں مسجد الکوفہ میں قبہ موجود تھا جس کے نیچے مولا نے دو رکعت نماز پڑھ کر زجر حمیری نامی یہودی کو جنات کے آسیب سے نجات دلوائی اور مال واپس کرایا جس سے ثابت ہوا کہ مساجد کے قبے گنبد بنانا بدعت اور حرام نہیں ہے بلکہ اسلامی فن تعمیر کا قدیمی کارنامہ ہے جس سے ابتداء اسلام سے ہی مقدس مقامات کی امتیازی اور احترامی عظمت کو اجاگر کیا جاتا تھا۔

محراب مسجد کا حکم

قرآن کریم شاہد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی مساجد میں ہمیشہ محراب موجود رہے حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے

فنادته الملائكة وهو قائم يصلي في المحراب

ان کو ملائکہ نے ندا دی جب کہ وہ محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے (پارہ ۳ آل عمران آیت ۳۹) حضرت مریم کے لئے ارشاد ہے

كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقا

آل عمران (۳۷) جب بھی ان کے محراب میں حضرت زکریا داخل ہوتے تو ان کے پاس رزق پاتے تمام مفسرین لکھتے ہیں کہ حضرت مریم بیت المقدس کے اشرف مقام میں عبادت کرتی تھیں اور محراب ان کے نور سے چمک جاتا تفسیر نور الثقلین جلد ۳، ۳۳۳ محراب اسلام میں ایک مقدس مقام کا تصور دلاتا ہے جس کے معنی عبادت کی تلواروں سے شیطان کے ساتھ جائے جنگ کے ہیں زیارت معصومینؑ میں آیا ہے یہ ذوات مقدسہ بانفس نفیس محاریب العبادۃ ہیں یعنی عبادت کے محراب (مستدرک البحار جلد ۳، ۳۶۰ آقا نمازی مشہدی) محراب کی اصطلاح خود آنحضرتؐ کے زمانہ میں رائج تھی آنحضرتؐ کا اپنا ارشاد ہے "محرابی علی المیزاب" میری مسجد کا محراب خانہ کعبہ کے میزاب کے رو برو بنایا گیا ہے (بحار جلد ۱۰۰ ص ۳۳۳) جناب امیر المومنینؑ کا مسجد کوفہ کے محراب میں نماز پڑھانا اور پھر وہاں شہادت پانا روز

روشن کی طرح عیاں ہے آج تک وہ محراب امیر المومنینؑ کے نام سے مشہور ہے بحار جلد ۱۰۰ ص ۳۳۲ تاریخ الکوفہ ص ۱۷، ص ۸۶ محراب ہر مسجد کی پہچان ہوتا ہے اگر کسی مسجد کا محراب اس قدر وسیع بنا دیا جائے کہ پیشنماز اس کے اندر مقتدیوں سے اوجھل ہو جائے تو معماروں کی خطاء ہے مگر اس کا مطلب نہیں ہے کہ محراب ہی بدعت ہو گیا امام جماعت زیادہ پیچھے کی طرف ہٹ کر نماز پڑھا سکتا ہے البتہ محراب جو بنی امیہ نے ایجاد کیا وہ مسجد میں محراب کی جگہ ایک کمرہ نما جگہ جس کو مقصورہ کہا جاتا تھا اس میں خلفاء نماز کی امامت کراتے تھے اور حملوں سے بچنے کے لئے جنگلے لگواتے تھے جیسا کہ مروان پر دب نامی شخص نے چاقو سے حملہ کر دیا مگر نشانہ خطا گیا اور وہ حملہ آور پکڑ لیا گیا اور قتل کیا گیا یہ داخلی محراب سب سے پہلے ثالث نے ایجاد کیا تاکہ ان پر حملہ نہ ہو سکے بعض کا کہنا ہے کہ یہ معاویہ نے اور بقول مروان نے ایجاد کیا اور جالی دار کمرہ بنوایا جو محراب کے طور پر استعمال ہوتا تھا (وفاء الوفاء جلد ۲ ص ۳۶۲) علامہ مجلسی نے اسی داخلی محراب کو مکروہ قرار دیا ہے جس کی دیوار اور چھت مسجد کے قبلہ کی سمت علیحدہ ہو جیسا کہ خلفاء جور بناتے تھے لہٰذا وہ محراب جو ان اموی محرابوں کی شکل و صورت پر ہوں جیسے جامع اموی دمشق کا موجودہ محراب تو چونکہ یہ ظلم وجور کی یادگاریں ہیں لہٰذا ان کا مکروہ ہونا یقینی ہے تاہم کسی نے اس کو حرام نہیں لکھا سب نے مکروہ ہی لکھا ہے بحار جلد ۸۳ ص ۳۵۳ وسائل الشیعہ جلد اول ص ۳۳۴ بہر کیف موجودہ دور میں آنحضرتؐ کے دور کی طرح مساجد کو بغیر چھت کے رکھنا مشکل ہو گیا ہے مساجد کی آرائش و زیبائش خانہ خدا کی عظمت وجلالت اور کفار کی تذلیل کا باعث بن گیا ہے لہٰذا سرکار امام زمانہ اپنے دور میں جو اصلاحات فرما دیں گے وہ ان کا فرض منصبی ہو گا ہم یہ حق نہیں رکھتے کہ ابھی سے عوام کو برانگیختہ کر کے مساجد کے محراب و مینار گرانے کے احکام جاری کر دیں اور مسلمانوں میں باہمی تصادم و تنازع پیدا کر کے کلمہ اسلام کو نقصان پہنچائیں مسجد خانہ کعبہ کی نقل ہو گی مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس

Presented by www.ziaraat.com

کی ظاہری صورت بھی ہو بہو خانہ کعبہ کی طرح بنا دی جائے اور مساجد پر کالے غلاف ڈال کر ہمیشہ کے لئے مقفل کر دیا جائے اور ان کا طواف ہی کرنا شروع کر دیں اور اندر جا کر عبادت کرنا ختم کر دیا جائے اگر کوئی مالی استطاعت رکھتا ہے اور مسجد اعلیٰ سے اعلیٰ بنا سکتا ہے تو یہ کوئی اسراف نہیں ہو گا بلکہ دین خدا کی سربلندی کا موجب ہو گا جیسا کہ موجودہ دور میں مسجد نبوی کی شان و شوکت یا مشاہد مقدسہ کی رونقیں کفر و شرک کی حوصلہ شکنی اور مسلمانوں کی نیک نامی کا باعث ہیں

روزہ پیر پہاڑ اور توکلی روزے

مولف نے صفحہ ۱۴۴ پر لکھا ہے "انڈیا میں توکلی روزے یا روزہ پیر پہاڑ رکھا جاتا ہے جو بدعت ہے اور عاشور کا روزہ بھی بدعت ہے گزارش ہے کہ ان بدعات کا تعلق جس مذہب سے ہے وہ جانیں اور ان کے علماء جانیں ہم انڈیا جاکر وہاں کسی پیر پہاڑ سے ٹکرانے کے حق میں نہیں جن کو وہاں کی اصلاح مطلوب ہے وہ براہ کرم انڈیا ہی تشریف لے جائیں نہ ہمارے ہاں کوئی توکلی روزہ دار ہے نہ پیر پہاڑ کا روزہ دار نہ روزہ عاشور روزہ رکھنے والا ہم تو صرف شیعوں پر بدعات کا الزام لگانے والوں کے اعتراضات کا جواب دینے کے درپے ہیں اور بس

مساجد میں آواز بلند کرنا

مولف نے بخاری مسلم کی روایات سے ذکر بالجہر کو جو بدعت ثابت کیا ہے یہ مسئلہ ہمارا نہیں ہے اہل سنت ہی کے امام سیوطی نے الحاوی جلد اول ص ۳۸۷ میں پچیس احادیث سے اس کا استحباب ثابت کیا ہے اور معترض کا جواب دیا ہے البتہ انہوں نے آگے یہ لکھا ہے کہ مسجد خانہ خدا ہے اس کے احترام کے پیش نظر اس میں آواز بلند نہ کی جائے بلکہ قرآن بھی بلند آواز سے نہ پڑھا جائے نعرہ بھی مسجد سے باہر نکل کر لگایا جائے اصلاح الرسوم ص ۱۳۲

الجواب

ہر بلند آواز مسجد کے احترام کے منافی نہیں ہے ورنہ مسجد میں اذان کی بھی ممانعت وارد ہوتی بلکہ جو بلند آواز ذکر اللہ اور فضائل پیغمبرؐ اور اہل بیتؑ پر مشتمل ہو چاہے نظم میں ہو یا نثر میں وہ شان و عظمت مسجد کو دوگنا کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ احادیث فریقین میں حسان بن ثابت شاعر کے بارے میں آیا ہے

کان رسول اللہ یضع لہ منبراً فی مسجدہ الشریف یقوم علیہ قائماً یفاخر عن رسول اللہ

مستدرک الحاکم جلد ۳ ص ۲۸۷ و الغدیر جلد ۲ ص ۲۳ آنحضرتؐ اپنی مسجد شریف میں حسان کے لئے ایک منبر نصب کراتے تھے جس پر کھڑے ہو کر حسان آنحضرتؐ کے باعث فخر فضائل و مناقب بیان کرتے تھے آنحضرتؐ کی وفات کے بعد خلیفہ ثانی نے ان پر پابندی لگا دی کہ مسجد میں آواز بلند سے شعر نہ پڑھو انہوں نے جواب دیا

کنت انشد وفیہ من ھو خیر منک

میں تو اس ہستی کے روبرو اس مسجد میں فخریہ قصائد پڑھتا تھا جو تم سے بہتر تھی صحیح مسلم جلد ۲ ص ۳۸۳ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۲۲ تاریخ ابن عساکر جلد ۴ ص ۱۳۶ ابو عبداللہ مکی نے شرح مسلم ص ۳۱۷ میں لکھا ہے حضرت عمر کا فتویٰ تھا

من اراد ان یلغط او ینشد شعراً فلیخرج الی ھذہ الرحبۃ

جو شخص کوئی نعرہ لگانا چاہے یا شعر پڑھنا چاہے تو وہ مسجد سے نکل کر کھلی جگہ پر آجائے "ایک مرتبہ پیغمبرؐ طواف کعبہ فرما رہے تھے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جوش محبت میں آکر آنحضرتؐ کی مدح میں قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا حضرت عمر نے ٹوکا اور کہا اے ابن رواحہ یہ بھی کوئی قصیدہ پڑھنے کی جگہ ہے آنحضرتؐ نے جواب دیا

خل عنہ یا عمر فوالذی نفسی بیدہ لکلامہ اشد علیھم من وقع النبل

تاریخ ابن عساکر جلد ۷ ص ۳۹۱ اے عمر چھوڑو ان کو مجھے پروردگار کی قسم ہے کہ

Presented by www.ziaraat.com

"عبداللہ بن رواحہ کا یہ کلام کافروں کے لئے نیزہ سے زیادہ ناگوار اور سخت ہے"
لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ محمد وآل محمدؐ کی محبت کے نعرے تقاریر اشعار پڑھنا مسجد میں سنت وپسندیدہ معصومینؑ ہے اسی وجہ سے جب فرزدق نے مسجد الحرام میں سرکار سید الساجدینؑ کی مدح میں اپنا مشہور قصیدہ پڑھا تو امام نے ان کو انعام دیا جناب امیرالمومنینؑ مسجد کوفہ میں بلند آواز میں خطبے دیتے تھے معاملات کے فیصلے کرتے تھے البتہ ایسی بلند آواز یا شعر جو دنیاوی مسائل کے متعلق ہو وہ مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے حرام نہیں ہے علامہ مجلسی نے بھی آنحضرتؐ واہل بیتؑ اطہار کے مدحیہ قصائد یا مراثی سید الشہداء علیہ السلام اس کراہت سے مستثنیٰ قرار دے کر لکھا ہے

لان مدحهم عبادة عظيمة والمسجد محلها

کیونکہ ان بزرگوں کی مدح عظیم عبادت ہے اور مسجد ہی عبادت کا مرکز ہے وسائل الشیعہ جلد اول ص ۳۲۲ میں اس باب کا عنوان ہے

باب كراهية انشاد الشعر في المسجد والتحدث باحاديث الدنيا فيه دون قراة القرآن

باب اس بیان میں کہ مسجد میں اشعار پڑھنا اور دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے مگر تلاوت قرآن مکروہ نہ ہے وسائل میں ہمیں کوئی ایسی حدیث نہیں مل سکی جس میں یہ حکم ہو کہ مسجد میں قرآن آہستہ پڑھا جائے ڈھکو صاحب نے حوالہ غلط دیا ہے یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ ان کے دماغ کے خانہ نہاں کی آواز ہے ہاں البتہ ایسے حال میں جب کہ مسجد میں نماز باجماعت ہو رہی ہو یا لوگ اعمال واقات وایام مخصوصہ میں مشغول ہوں تو عقلاً" ایسا شور وغل غیر پسندیدہ ہے جو عبادت میں خلل انداز ہونے لگے تاہم مساجد میں گم شدہ اشیاء کا اعلان کرنا یا اشعار پڑھنا شدید طور پر مکروہ بھی نہیں ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند سید علی بن جعفر کے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوالات میں منقول ہے

سالته عن الشعراء يصلح ان ينشد في المسجد قال لا باس

بحار الانوار جلد ۱۰ ص ۲۷۱ جدید) میں نے ان سے سوال کیا کہ مسجد میں اشعار پڑھنا یا گم شدہ چیز کا اعلان کرنا درست ہے امام نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے البتہ مسجد میں خرید وفروخت کرنا بچوں اور دیوانوں کو داخل مسجد ہونے کی اجازت دینا ممنوع ہے (انصال جلد ۱ ص ۴۰) اب قارئین کرام کے لئے یہ فیصلہ کرنا آسان ہے کہ مولف کا فتویٰ حضرت ثانی کے فتویٰ کی ترجمانی ہے یا محمد وآل محمد علیہم السلام کے کلام حقیقت نظام کی؟ اگر وہ نجفی ہیں تو وہ نجف اشرف میں دیکھ چکے ہیں کہ مجتہدین عظام ہمیشہ مساجد میں ہی درس وتدریس انجام دیتے ہیں اور درس خارج بھی مساجد میں ہوتا رہا سرکار آقائے خوئی مرحوم اور سرکار شہید باقر صدر مرحوم کے درس خارج میں مساجد طلبہ سے پر ہوتی تھیں اور ان کی آوازیں پوری مسجد میں گونجتی تھیں وہاں انہوں نے اپنے اساتذہ کو کیوں نہ ٹوکا کہ مساجد میں آواز بلند کرنا بدعت ہے لہٰذا یہاں درس خارج کی بدعت بند کی جائے؟

مساجد کے دروازے بند رکھنا

اصلاح الرسوم ص ۱۳۳ میں لکھتے ہیں کہ مساجد کے دروازے بند رکھنا اور صرف اوقات نماز میں اور وہ بھی صرف اول وقت میں کھولنا خلاف سنت بلکہ بدعت ہے تو جواباً" عرض ہے کہ آنحضرتؐ کا دور عبادات وبرکات اور تحفظ وامن کا دور تھا آج کے اسلام دشمن دور میں جہاں ہر جگہ مساجد میں بم پھٹنے اور فائرنگ کرنے اور دہشت گردی کی وجہ سے سینکڑوں نمازی شہادت پا چکے ہیں آج مساجد کا تحفظ اور ان کے تقدس کے لئے دروازے بند رکھنا ضروری ہو گیا ہے کسی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ ہر وقت مساجد کے در کھلے رکھنا حرام ہے بدعت ہے یہ بھی کتاب کی ضخامت بڑھانے کے بہانے صرف صفحہ پری ہی ہے اور کچھ نہیں

خمس وزکوٰۃ اور جہاد کی بدعات

مصنف نے ص ۱۳۷ پر چند نیم ملا خطرہ ایمان کو خمس وزکوٰۃ کی سودے

Presented by www.ziaraat.com

بازی پر کوسا ہے مگر سوال یہ ہے کہ چند نیم ملاؤں کی سودے بازی کا مذہب شیعہ کی رسوم سے کیا تعلق ہے یہ تو مخصوص جرائم ہوں گے مصنف اگر ایسے سودے بازوں سے واقف تھے تو خود ان کو تبلیغ کر کے لین دین رفع کرا دیتے اس کو کتاب میں شامل کرنے کا کیا جواز تھا اسی طرح ص ۱۲۸ میں نام لئے بغیر ایران واعراق کی خلیجی جنگ میں شہادت پانے والوں کے "ٹکے سیر کے حساب سے ارزاں شہادت" کے خریدار قرار دے کر اس دفاعی جہاد کا مذاق اڑایا ہے اور انجمن سپاہ صحابہ والوں سے خوب داد لی ہے اس کا جواب تو تحریک جعفریہ والوں پر فرض و قرض بنتا ہے ورنہ وہ یہ کھل کر اظہار کر دیں کہ ایسی سستی شہادت کی سودے بازی کس نے اور کہاں کی ہے اور وہ کیا اسباب ہیں جن کے تحت یہ طعن وطنز بھی اصلاح الرسوم کا حصہ بنا دی گئی ہے

باب چہارم رسوم عزاداری

یہاں ہم اصلاح الرسوم کی ان تنقیدوں کا ذکر کرتے ہیں جو عزاداری سید الشہداء پر کی گئی ہیں

مجالس خوانی کی فیس طے کرنے کا جواز

ڈھکو صاحب لکھتے ہیں آج کل مجالس عزاء پڑھنے پڑھانے پر جس طرح سودے بازی ہوتی ہے یہ عبادت کاروبار بن کر رہ گئی ہے بانی مجلس جو کچھ نذرانہ دے اس کو خوشی سے قبول کر لے اصلاح الرسوم ص ۱۲۳

الجواب

اگرچہ ڈھکو صاحب نے اپنی ذاکری کی مارکیٹ چمکانے کے لئے یہ نعرہ لگایا ہے جبکہ قوم جانتی ہے کہ وہ اپنی تحریری تبلیغات پر فیس طے کر رہے ہیں کتاب

فروشی ان کا پیشہ بن چکی ہے وہ اپنی ہر کتاب کی مقررہ قیمت وصول کرتے ہیں حالانکہ شرعاً مجلس خوانی پر فیس معاوضہ طے کرنا جائز ہے جبکہ شرعی قاضی کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ اجرت طلب کرے سرکار آقائے خوئی مرحوم نے تو مستحبات تو بجائے خود واجبات پر بھی اجرت لینا جائز قرار دیا ہے وہ فرماتے ہیں

حققنا فی محله من ان الوجوب لایمنع عن اخذ الاجرة علی الواجبات (مبانی تکملة المنهاج ص ۴ ج ۱)

ہم نے یہ تحقیق کی ہے کہ کسی کام کا واجب ہونا بھی اس بات سے مانع نہیں ہے کہ واجبات پر اجرت مانگی جائے چنانچہ جناب امیرالمومنینؑ بھی قاضی شرعی کو بیت المال سے مقررہ تنخواہ دیا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ دینی علوم کی تدریس پر اجرت طے کرنا یا پیشنمازی کی تنخواہ طے کرنا بالاتفاق جائز ہے البتہ ذاکرین ومقررین کا دینی واخلاقی فریضہ ہے کہ وہ کس قدر زیادہ معاوضہ طے نہ کریں کہ بانیان مجلس اس کی ادائیگی سے قاصر ہوں ورنہ شعراء ومصائب خوانان اہل بیتؑ کی جس قدر مالی معاونت کی جائے وہ کم ہے جیسا کہ خود اہل بیت اطہارؑ کا یہی وطیرہ رہا ہے جس پر مندرجہ ذیل روایات سے بخوبی روشنی حاصل کی جا سکتی ہے

(۱) حضرت فاطمہ کبریٰ بنت امام حسین علیہ السلام نے شاعر اہل بیت کمیت بن زید اسدی کو تیس ہزار دینار اور ایک گھوڑا عطا کیا الاغانی جلد ۱۵ ص ۱۲۳ طبع مصر

(۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے شاعر مذکورہ بالا کو ایک قصیدہ سننے پر پچاس ہزار درہم کا عطیہ عطا فرمایا مناقب ابن شہر آشوب جلد ۵ ص ۷

(۳) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے شاعر مذکور کو چار لاکھ درہم پیش کئے اور حضرت امام باقر علیہم السلام نے پچاس ہزار ایک مرتبہ اور ایک لاکھ دوسری مرتبہ دئے مگر کمیت نے واپس کر دئے اور عرض کی کہ مجھے وہ اپنی قمیض عطا فرمائیں جو آپ کی جلد سے مس ہوئی ہو (الغدیر جلد ۲ ص ۱۹۹) (۴) حضرت امام رضا علیہم

Presented by www.ziaraat.com

السلام نے شاعر و مداح دعبل خزاعی کو ایک قصیدہ تائیہ سننے کے بعد اپنے نام کے نقش شدہ دس ہزار درہم عطا فرمائے اور اپنے گھر سے بہت سا زیور اٹھوا کر دعبل کو بطور عطیہ دے دیا یہی درہم قم شہر کے شیعوں نے دعبل سے ایک لاکھ درہم میں خرید لئے الغدیر جلد ۲ / ۳۵۱

(۵) امام رضا علیہم السلام نے دوسری بار اسی قصیدے کی سماعت پر دعبل کو خود بھی پچاس ہزار درہم عطا فرمائے اور اتنے ہی درہم مامون الرشید سے بھی دلوائے (مطالب السؤول محمد بن طلحہ شافعی ص ۸۵) امام رضا علیہ السلام (دعبل کا قصیدہ جو فضائل و مصائب پر مشتمل تھا) سن کر کئی مرتبہ رو رو کر غش فرما جاتے تھے خارجی العقیدہ مورخ یاقوت حموی نے لکھا ہے کہ دعبل نے پورا قصیدہ ایک چادر پر لکھوا یا جو سفید رنگ کی تھی اور اسی میں احرام باندھ کر حج کیا پھر وصیت کی کہ اس کو اسی چادر کا کفن دیا جائے "معجم الادباء جلد ۴ ص ۱۹۶ طبع مصر" ابن المعتز نے طبقات الشعراء ص ۱۲۵ میں لکھا ہے کہ اہل قم ہر سال دعبل خزاعی کو پندرہ ہزار درہم کا وظیفہ دیا کرتے تھے ان نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ مداحین آل محمدؐ کی زیادہ مالی امداد کرنا ائمہ اطہارؑ اور ان کے شیعوں کا مرغوب عمل رہا ہے

مجلس خوانی میں سوز و سرود اور خوش الحانی کا حکم شرعی

وھکو صاحب اصلاح الرسوم ص ۱۳۶ میں لکھا ہے مجلس پڑھنے پڑھانے والوں کی اکثریت غناء و سرود کو پسند کرتی ہے جس کی حرمت اور قصائد و مراثی سید الشہداء میں اس کے گناہ اور سنگینی پر سب علماء کا اتفاق ہے

الجواب

غناء سے مراد اگر وہ مخصوص لہجے ہوں جو فسق و فجور کی شناخت ہیں تو اس کے حرام ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے مگر محض خوش الحانی سریلی آواز کی ایجاد ہی معصومین علیہم السلام نے فرمائی ہے سب سے پہلے خوش الحانی حضرت داؤد علیہ

السلام نے ایجاد کی جو کہ ان کے معجزات میں شمار ہوتی ہے مفسر ثعلبی نے لکھا ہے

ومنها الصوت الطيب والنغمة الطيبة اللينة و ترجيع الالحان ولم يعط الله احداً من خلقه مثل صوته (العرائس ص ۱۲۷۵)

ان کے معجزات میں سے ایک معجزہ ان کی پاکیزہ آواز اور نغمہ طیبہ لذیذہ اور آواز کی اتار چڑھاؤ اور الحان بھی ہے اللہ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو ایسی آواز نہیں عطا فرمائی جو کہ حضرت داؤدؑ کو عطا فرمائی تھی وہ ستر سروں میں زبور کی تلاوت فرماتے تھے جن کو سن کر بخار والے شخص کو پسینہ آجاتا اور بے ہوش ہوش میں آجاتا چرند، پرند، درندے ان کی خوش آواز سے بے خود ہو جاتے تھے حتی کہ شیطان نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ سب لوگ زبور کی تلاوت سن کر نیک و صالح بنتے جا رہے ہیں لہذا کیا کرنا چاہئے ساتھیوں کے مشورہ سے شیطانوں نے حضرت داؤد کی آواز کے مقابلے میں فسق و فجور اور فحش پر مشتمل طبلے گانے راگ ایجاد کر کے بدی کی طرف مائل کر دیا۔ آنحضرتؐ نے ایک شخص کی خوش آواز سنی تو فرمایا

لقد اعطيت مزماراً من مزامير آل داؤد

تجھے تو آل داؤد کے مزامیر سے ایک مزمار عطا کی گئی ہے (عرائس ص ۲۷۶)

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے متعلق منقول ہے

كان يقرء القرآن فربما مر به المار فصعق من حسن صوته امام علیہ السلام

جب قرآن کی تلاوت فرماتے تھے تو گزرنے والے لوگ بھی بعض اوقات ان کی خوش آواز سے بے ہوش ہو جاتے تھے (بحار جلد ۹۲ ص ۱۹۴ احتجاج طبرسی ۲۱۵) قرب الاسناد حمیری ص ۱۲۳ میں ہے کہ علی بن جعفر نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا گیا

الغناء هل يصلح في الفطر والاضحى والفرح قال لاباس به مالم يعص به

Presented by www.ziaraat.com

کیا عید الفطر یا عید الاضحیٰ یا کسی خوشی کے موقعہ پر غناء کرنا درست ہے امام نے فرمایا اگر اس میں معصیت یعنی گناہ شامل نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں

حسنو القرآن باصواتکم فان الصوت الحسن یزید القرآن حسنا

(عیون اخبار الرضا ص ۶۹ جلد ۲) اپنی آوازوں سے قرآن کو حسین و جمیل بنا دو کیونکہ اچھی آواز قرآن کے حسن کو بڑھا دیتی ہے تمام مورخین فریقین کا اتفاق ہے کہ جب آنحضرتؐ ہجرت کے موقعہ پر پہلی مرتبہ مدینہ تشریف لے گئے تو بنی بخار کی لڑکیوں نے دف بجا کر یہ اشعار خوش الحانی سے پڑھے

یا حبذا محمد من جار نحن جوار من بنی النجار

مگر آنحضرتؐ نے ان کو اس سے نہ روکا بلکہ پسند فرمایا کیونکہ یہ خوش الحانی اور اشعار مدحیہ تھے ان میں معصیت شامل نہ تھی جب آنحضرتؐ نے ایک مکان سے دف بجنے کی آواز سنی تو بتایا گیا علی بن ھبار کی شادی ہے فرمایا

اسندو النکاح واعلنوہ واضربو اعلیہ بالدف

(امالی طوسی ۲/ ۱۳۲) نکاح میں کچھ سرود یہ اشعار پڑھو اور نکاح کا اعلان کرو اور اس پر دف بجاؤ عربوں میں شتربان ایک خاص آواز سے گاتے تھے جس کو حدی کہتے ہیں اس سے اونٹ تیز چلنے لگتے تھے اس کی بھی حضورؐ نے اجازت دی اور ارشاد فرمایا (زاد المسافر الحدا) حدی مسافر کا زاد راہ ہے (محاسن البرقی ص ۳۵۸) مرثیہ کے اشعار مدحیہ اور نوحہ خوانی ہمیشہ سرود سرود سے ہوا کرتی تھی امام جعفر صادق علیہ السلام نے شاعر سفیان بن مصعب عبدی سے کہا

قل شعراً تنوح بہ النساء

(رجال کشی ص ۳۴۳) تم ایسے شعر کہو جس سے خواتین نوحہ خوانی کریں ائمہ طاہرینؑ نے مرثیہ خوانوں کو خود حکم دیا کہ وہ اشعار کو سر سے پڑھا کریں مثلاً" امام جعفر صادق علیہ السلام نے نوحہ خوان ابو عمارہ سے فرمایا

یا ابا عمارۃ انشدنی فی الحسین

اے ابو عمارہ مجھے امام حسین علیہ السلام کے بارے میں کوئی شعر خوش الحانی سے سناؤ تمام علماء لغت عرب کا اتفاق ہے اور علامہ محمد باقر بہبودی نے حاشیہ بحار جلد ۷۹ ص ۲۵۴ میں لکھا ہے

المراد بالانشاد قرأۃ الاشعار بالتغنی ای الصوت مع الغنۃ

انشاد سے مراد یہ ہے کہ اشعار کو غناء یعنی غنہ والی آواز یعنی سر کے ساتھ پڑھا جائے علامہ مجلسی نے روایات انشاد کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ان سے ثابت ہوا کہ مرثیہ میں سر لگانا جائز ہے اور اس کا حکم وارد ہے (حوالہ بالا) نیز بحار الانوار جلد ۴۴ ص ۲۸۴ طبع جدید ابو طالب قمی کی روایت ہے کہ میں نے امام علی نقیؑ کو لکھا کیا آپ اجازت دیں گے کہ میں ابو الحسن کا مرثیہ لکھوں امام نے فرمایا

اندبنی واندب ابی

تم مجھے اور میرے بابا کا خوش الحانی اور لہجہ غم سے مرثیہ پڑھو (کشی ۴۷۵)

شہید ثالث کا خواب میں پیغمبر اسلامؐ کی زیارت کرنا

شہید ثالث علامہ محمد تقی قزوینی مصائب امام حسین میں شبیہ سازی اور سرو غنا استعمال کرنے سے سخت منع کرتے تھے ایک مرتبہ ماہ رمضان المبارک کی شب قدر میں انھوں نے عالم خواب میں دیکھا کہ پیغمبرؐ مسجد شہید میں منبر پر تشریف فرما ہیں اور شہید ثالث سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں اے اخوند میرے فرزند حسینؑ کے مرثیوں میں غنا و سر سے منع نہ کرو لوگ جس طرح چاہیں پڑھیں (قصص العلماء ص ۳۳)

علامہ محمد باقر بہبودی حاشیہ بحار الانوار جلد ۷۹ ص ۶۵۶ میں فرماتے ہیں آنحضرتؐ حضور اکرم کے زمانہ میں غناء فطری اور سادہ تھا اسی طرح دف، طبل، حدا کا

Presented by www.ziaraat.com

استعمال بھی معقول مقاصد کے لئے مخصوص تھا اسی وجہ سے آنحضرتؐ نے اس کی اجازت دی مگر بنی امیہ و بنی عباسیہ کے دور میں فسق و فجور عام ہو گیا اور موسیقی اور غناء آلات لہو و طبل وغیرہ اسی بد مقصد کے لئے عام استعمال ہونے لگے اور لوگ قرآن کریم اور آیات الٰہی سے منہ موڑنے لگے تو امام محمد باقر علیہ السلام اور ان کے بعد تمام آئمہ اطہارؑ نے سماعت غناء و آلات لہو سے سخت منع فرمایا لہذا شریعت میں جہاں غناء کی حرمت وارد ہے یا جن احادیث میں غناء کی ممانعت ہے اس سے وہ غناء مراد ہے جو معصیت پر مشتمل ہو اور اس سے فسق و فجور اور بدکاری کی ترغیب ہوتی ہو ورنہ محض سر اور خوش الحانی ہرگز حرام نہیں ہے مراثی و مصائب چونکہ خالصتہ" غم و رنج کے مضامین پر مشتمل ہوتے ہیں لہذا یہ حرام غناء میں شامل نہیں کئے جا سکتے

تعزیہ کی طرف زیارت پڑھنا

ڈھکو صاحب ۱۵۳ص پر لکھتے ہیں تعزیہ کی طرف منہ کر کے زیارت پڑھی جاتی ہے جو بالاتفاق قبلہ یا اہل قبر کی طرف منہ کر کے پڑھی جاتی ہے اس پر منت منوتی کے چڑھاوے چڑھا کر غیر مسلموں سے مشابہت بنائی جاتی ہے تعزیہ کو سجدہ کیا جاتا ہے تعزیئے کے ساتھ ڈھول استعمال کرتے ہیں یا چراغ جلاتے ہیں بچوں کو قیدی کے طور پر تعزیئے سے باندھا جاتا ہے یا امام حسین کا فقیر بنایا جاتا ہے تعزیہ پر بے دریغ دولت خرچ کی جاتی ہے تعزیہ و علم پر زیارت نہ پڑھی جائے

الجواب

ملخصا" یہ مضمون تقریبا کافی حد تک دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب اصلاح الرسوم ص ۱۳۸ مطبوعہ کراچی سے سرقہ کیا گیا ہے کیونکہ کتاب کا مقصد ہی دیوبندیوں سے داد تحسین لینا ہے لہذا ہم یہاں اجمالی جواب دیتے ہیں"

الجواب الاھم

یہاں تک قبر مبارک معصومؑ کی شبیہ یا تعزیہ بنانا اور اس کی طرف منہ کر کے زیارت پڑھنا تو اس کی حرمت پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے بلکہ ہمارے اکابر علماء و مجتہدین قدماء کا یہ معمول رہا ہے علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد ۱۰۰ر ۱۸۳ میں لکھا ہے

اقول قال المفید والسید والشہید فی زیارۃ البعید اذا اردت ذلک فمثل بین یدیک شبہ القبر واکتب علیہ اسمہ وتکون علی غسل ثم قم قائما وانت متخیل مواجھہ وقل السلام علیک یا رسول اللہ کذا فی مصباح الزائر ص ۳۳ مزار الشہید ص ۲ر ۳

میں کہتا ہوں کہ شیخ مفید اور سید ابن طاؤس اور شہید اول (صاحب شرح لمعہ) نے کہا ہے کہ دور سے زیارت پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب تم اس کا ارادہ کرو تو اپنے سامنے آنحضرتؐ کی قبر مبارک کی شبیہ بناؤ اور اس پر ان کا اسم گرامی لکھو جب کہ تم پہلے غسل کر لو اور پھر کھڑے ہو کر یہ تخیل کرو کہ تم حضور اکرمؐ کے روبرو کھڑے ہو اور اس طرح زیارت پڑھو السلام علیک یا رسول اللہ آخر تک علامہ نراقی نے خزائن میں اور علامہ سید رضی کشمیری نے مجربات امامیہ ص ۱۴۰ میں لکھا ہے کہ یہ بات مجربات علماء میں سے ہے کہ اگر تمہاری کوئی حاجت ہو تو شہر سے باہر صحراء میں یا کسی خالی جگہ چلے جاؤ اور زمین پر دو مربع شکل کے خط کھینچو اور یہ تصور کرلو کہ یہ وسط میں آنحضرتؐ کی قبر مبارک ہے اور اس پر ایک ہزار دفعہ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہو تمہاری حاجت ضرور پوری ہو جائے گی لہذا یہ ڈھکو صاحب کا سینہ گزٹ فتوی ہوا کہ زیارت پڑھنے کے لئے قبلہ رخ یا مرقد مطہر کی طرف منہ کرنا ضروری ہے ہاں اگر شبیہ سامنے موجود نہ ہو اور ویسے ہی زیارت پڑھنا چاہے تو امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان موجود ہے کہ قبلہ رخ زیارت پڑھ لے (بحار جلد ۱۰۰ر ۱۸۹)

قرینہ" اے اللہ کوئی بھی منت ماننا اور اس کو منت میں مخصوص کردہ

Presented by www.ziaraat.com

مقام پر پورا کرنا شریعت کے عین مطابق ہے اگر کوئی تعزیہ پر منت اتارنے کی منت مانتا ہے تو اس کو تعزیہ پر ہی اتارنا واجب ہو گا اس میں کفار ومشرکین کی کوئی مشابہت نہیں ہو سکتی اگر ہندو بتوں پر عبادت کرتے ہیں اور ہم مساجد میں جا کر عبادت کرتے ہیں تو کیا ہم ہندوؤں کے مشابہہ ہو جائیں گے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس طرح عرضیاں باندھنا بھی اسی صورت میں شرک ہو گا جبکہ تعزیوں کو خدا تصور کیا جائے گا جبکہ شیعہ حضرات تو محض از راہ تبرک ان کے ساتھ عرضیاں باندھتے ہیں اس کی ممانعت کہاں وارد ہے البتہ یہ عبارت بھی دیوبندیوں کی کتاب بہشتی زیور جلد۶ ص ۵۸ سے سرقہ کی گئی ہے باقی رہا سجدہ کرنا تو کیا ڈھکو عالم الغیب ہیں کہ ان کو اس بات کا علم ہے کہ سجدہ کرنے والے تعزیوں یا علم کو خدا ومعبود سمجھ کر سجدہ کرتے ہیں متبرک شبیہات کی زیارت کی توفیق پر اللہ کا شکر کرتے ہوئے کسی بھی طرف سجدہ کرنا مستحب ومسنون ہے علامہ مجلسی فرماتے ہیں

ولو سجد الزائر ونوی السجدة الشکر اللہ علی بلوغہ تلک البقعة کان اولی

(بحار جلد ۱۰۰ ص ۱۳۶) اگر زائر قبر معصوم کے سامنے اس نیت سے سجدہ کرتا ہے کہ اللہ نے اس کو اس متبرک مقام پر پہنچنے کی توفیق دی ہے تو یہ بہترین عمل ہے تعزیہ کا جب جواز ثابت ہوا تو شیعہ قوم سو نکالے یا ہزار یہ ان کی مرضی اور ان کی نیک نیتی پر منحصر ہے جلوس میں اس کے ساتھ پندرہ آدمی ہوں یا پندرہ ہزار ڈھکو میاں کو اس سے کیا تکلیف ہو گی علموں اور تعزیوں پر رات کے وقت روشنی کے لئے چراغ جلانا کس نے حرام قرار دیا ہے امام عالیٰ مقام کی مظلومیت کی یاد تازہ کرنے کے لئے یا غم کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے بچوں کو غلام بنانا یا قیدی بنانا یا فقیر بنانا اس میں قباحت ہی کیا ہے کا ہم غلامان آل محمدؐ ہونے سے انکاری ہیں تعزیوں کی آرائش پر جس قدر دولت لگ جائے اس میں کیا ممانعت ہے کیا خانہ کعبہ کے خزانے میں لاکھوں کروڑوں روپے کے سونے کے سکے ہرن اور تلواریں وغیرہ موجود نہ تھیں

ابوالولید ازرقی نے تاریخ مکہ جلد اول ص ۲۴۶ طبع مکہ میں لکھا ہے کہ کعبہ کے خزانہ میں ستر ہزار وقیہ سونا تھا کیا آنحضرتؐ نے کبھی نہ فرمایا کہ یہ بے مصرف فضول دولت ہے اور اگر چند افراد لاعلمی کی وجہ سے کوئی غیر شرعی کر بھی لیتے ہیں تو موقعہ پر ان کی اصلاح کرنا ہی علماء کا وطیرہ ہونا چاہئے اور ہر چھوٹی موٹی بات کو غیر شرعی رسم کے نام سے پورے مذہب اور پوری قوم پر تھوپنا کیا یہ مذہب کی خدمت ہے یا مذہب حقہ سے متنفر کرنے کی سازش ہے اسی لئے تو مولوی تھانوی کی عبارات کو من وعن دہرایا گیا ہے

مہندی اور سیج کے جلوس

ڈھکو صاحب ص ۱۵۶ پر لکھتے ہیں "جناب قاسم کے عقد وازدواج کی کوئی اصلیت وحقیقت نہیں ہے یہ افسانہ کاشفی نے نویں صدی میں لکھا اور اس طرح یہ مشہور ہو گیا سیج کا لفظ تو اپنی بہن اور بیٹی کی نسبت سن کر طبیعت کو گھن آتی ہے کوئی شریف تو بیٹی داماد کی سیج دیکھنا گوارا نہیں کرتا چہ جائیکہ عوام کو دکھائے شرم تم کو مگر نہیں آتی

الجواب

پہلی بات تو یہ ہے کہ دامادی جناب قاسم کی روایت کی مخالفت پر اس قدر زور آزمائی کرنا بے سود ہے کیونکہ علامہ شیخ عباس قمی مولف مفاتیح الجنان نے نفس المہموم مترجم فارسی ص ۱۷۱ میں لکھا ہے "ہماری نظر میں جناب قاسم کی شادی کے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے ملا حسین کاشفی نے اس کو روضۃ الشہداء میں نقل کیا ہے وہ ہرات کے بہت بڑے علامہ تھے ان کے زمانہ میں وزیر ہرات میر علی شیر کے پاس کتب کا بے پناہ ذخیرہ تھا ایسی کتب کسی دوسرے شہر میں میسر نہ تھیں یہ کہنا صحیح نہیں کہ کربلا کے جنگی اور رنج والم کے ڈوبے ہوئے ماحول میں یہ شادی صحیح نہیں لگتی کیونکہ ائمہ معصومینؑ کے اعمال کی خاص مصلحت ہوتی ہے یہ ضروری نہیں کہ

Presented by www.ziaraat.com

وہ ہمارے علم میں ہو اگر کاشفی کو محض سنی مورخ کہہ کر اس کی روایت کو ٹھکرا دیا جائے تو یہ بھی مسلّم ہے واقعات کربلا کے راوی مثلاً "ابو مخنف' ہشام بن محمد کلبی اہل سنت میں سے تھے شیخ مفید نے واقعات کربلا اکثر مدائنی' زبیر بن بکار طبری سے نقل کئے ہیں جو اہل سنت تھے بلکہ واقعات کربلا تو عبیداللہ بن زیاد کے فوجیوں سے بھی روایت کئے گئے ہیں لہٰذا فاطمہ نو عروس کا کربلا میں موجود ہونا قابل شک و تردید نہیں ہے "کیونکہ کربلا میں رنج والم کے طوفانوں میں امام حسن علیہ السلام کی وصیت پوری کرنا اور اس کے مطابق عقد جناب قاسم کا اہتمام کرنا جیسا کہ مقاتل میں مذکور ہے ا) الناک واقعہ تھا اسی لئے ہمیشہ اہل سنت واہل تشیع اس کی منفرد یاد مناتے رہے۔ چنانچہ غیبی وسائل سے بھی اس کی پسندیدگی کا اظہار ہوتا رہا ہے جیسا کہ منقول ہے کہ ۲۱ ربیع الاول ۱۲۵۵ھ کو ابوالفتح معین الدین عادل محمد علی شاہ نے خواب میں دیکھا کہ جناب زینبؑ یہ مرثیہ پڑھ رہی ہیں" اے قاسم داماد مبارک ہو یہ شادی" چنانچہ اسی وقت سے لکھنؤ کے امام باڑہ حسین آباد سے مہندی قاسم کا جلوس نکلتا چلا آرہا ہے جس کے لئے حکیم ابو ابراہیم فیض آبادی نے اپنے وقت کے تمام مراجع عظام سے فتوے بھی منگوالئے (تاریخ لکھنؤ جلد ۲ ص ۱۵۰) بلگرام کے ایک سنی روحانی بزرگ سید حسن بلگرامی داوا پیر جو شاہ عبدالعزیز دہلوی کے داماد تھے ان کے امام باڑہ اندرون بنگلہ سے ہمیشہ سات محرم کو جناب قاسمؑ کی سیج کا جلوس نکلتا تھا اور یہ نوحہ پڑھا جاتا تھا" آج قاسم کی عجب طرح سے تیاری ہے سر پہ سہرا ہے بندھا آنکھوں سے خوں جاری ہے" (رپورٹ آثار قدیمہ بلگرام ص ۱۵ تاریخ لکھنؤ جلد ۲ ص ۱۳۵) لکھنؤ کے معروف شاعر تمنا متوفی ۱۳۳۲ھ ہمیشہ لکھنؤ کی مجالس وجلوسوں میں علماء و مجتہدین کی موجودگی میں عقد قاسم کی اشعار پڑھتے تھے جس کا ایک مصرعہ یہ ہے

رخ سے سر کیا یہ سہرا قاسم نوشاہ نے
بس کے پھر جنت کے پھولوں سے ہوا آنے کو ہے

سرکار آیۃ اللہ دربندی جو مصائب کربلا سنتے سنتے وفات پاگئے تھے انہوں نے اسرار الشہادات میں لکھا ہے کہ دامادی قاسم کے واقعہ کو ہر زمانہ ہر علاقہ کے مرثیہ نگاروں نے علماء و مجتہدین کے سامنے برسرعام منبروں پر عرب' عجم فارس' ترک ہند وکرد علاقوں میں مرثیوں نوحوں میں پڑھا ہے کسی نے بھی اس سے انکار نہیں کیا (اسرار الشہادات ص ۳۰۷) دامادی قاسم کے ایک انوکھے رنج والم سے بھرپور واقعہ کی یادگار میں آج بھی خیمہ گاہ کربلا میں حجلۂ قاسم کے نام سے ایک کمرہ محفوظ ہے حجلہ قاسم سیج ہی کا عربی نام ہے ہمیشہ ہر زمانہ میں بڑے بڑے مراجع عظام و مجتہدین وہاں گریہ کرتے ہوئے اور دعائیں مانگتے ہوئے دیکھے گئے ہیں کسی نے یہ کہا ہو کہ یہ واقعہ ہی غلط ہے اس جگہ کا نشان مٹا دیا جائے ہمارے علاقوں میں بھی لکھنؤ کے عزاداروں کی طرز پر تصویر غم کو موثر بنانے کے لئے سیج و مہندی کی رسوم سے واقعات کربلا کو تازہ کیا جاتا ہے ڈھکو صاحب کا یہ فتویٰ کہ سیج کے تصور سے گھن آتی ہے انتہائی جاہلانہ اور گھٹیا قسم کا قول ہے کیا یہ بھی شریعت کا حکم ہے کہ حلال امور سے گھن آئے کیا اسی گھن کی وجہ سے ہمیں بیٹیوں کے نکاح کی تقریب سے اٹھ جانا چاہئے کیا دامادوں سے بھی نفرت کا اظہار کرنا چاہئے اور یہ کہنا چاہئے کے دفع ہو جا تجھ سے گھن آتی ہے حیرت ہے کہ لکھنؤ' کربلا' نجف' قم' مشہد وغیرہ جیسے عظیم دینی مراکز کے مجتہدین عظام نے کبھی بھی ان رسوم وجلوسوں کی مخالفت نہیں کی اور کربلا نجف کے مجتہدین عظام کو حجلہ قاسم سے بھی گھن نہیں آتی کیونکہ ڈھکو صاحب کو رسوم عزاداری سے فطری نفرت ہے لہٰذا ان کو گھن آنا ان کی خاندانی مجبوری ہے اس موضوع پر تفصیل کے لئے مرحوم سرکار علامہ سید آغا مہدی لکھنوی کی کتاب عجائز الانوار کا مطالعہ کیا جائے۔ (ڈھکو نے اسی کتاب کے ص ۲۱۸ پر لکھا ہے کہ (حجلہ عروسی کو آراستہ کرنا اس بات کا جواز بھی اسوۂ رسولؐ سے ثابت ہے کہ ان کے حکم کے مطابق جناب سیدہ کے حجلہ عروسی کو سجایا گیا تھا۔

حجلہ کے معنی سیج کے ہیں جب ص ۲۱۸ پر اس کو مستحسن امور میں شمار کیا ہے تو پھر گھن کیوں آتی ہے

Presented by www.ziaraat.com

مجتہد جلیل القدر آقا سید علی بن مرزا محمد حسین مرعشی متوفی ۱۳۴۴ھ نے عقد جناب قاسم کے اثبات پر کتاب البیان البرھن نے عرس القاسم بن الحسن عربی میں تالیف فرمائی ملاحظہ ہو الذریعہ جلد ۳ ص ۱۸۳ طبع بیروت

ڈھکو صاحب کے قصر زینبؑ بھکر پر قلمی حملے اور گرانے کا فتویٰ

جعلی مزارات

ڈھکو صاحب لکھتے ہیں " اغیار " میں تو یہ رسم بد پرانی ہے کہ جعلی قبریں بنانا اور ان کی پرستش کرنا کرانا روٹی کمانا اب ہماری قوم میں بھی ان جعلی قبروں اور ان کے ساتھ اصلی قبور والا معاملہ کرنے کی بدعت کا رجحان پیدا ہو رہا ہے کہیں سیدہ عالم کہیں زینب عالیہ کے نام پر قومی سرمایہ صرف کر کے قصرو محل تعمیر ہو رہے ہیں گریہ کے لئے تو کربلا کا نقشہ سامنے لانے کے لئے تعزیہ کی شکل میں تو شبیہ جائز ہے مگر اصل قبر کی طرح مستقل جعلی قبر کا کیا جواز ہے ان پر زیارات پڑھی جا رہی ہیں وارثان منبر و محراب خاموش ہیں میں قوم سے اپیل کرتا ہوں کہ اصل مزارات کے تقدس کی بحالی کے لئے ان جعلی مزارات کا قلع قمع کر دو اصلاح الرسوم ص ۱۵۸

الجواب

حضرت ڈھکو کا یہ فتویٰ درحقیقت ابن تیمیہ وہابی کے فتویٰ کا چربہ ہے جس نے جادہ حق ص ۶۷ (خلاصہ اقتضاء الصراط المستقیم مترجم اردو) میں جعلی قبور

کے عنوان سے لکھا ہے مگر سوال یہ ہے کہ جعلی قبر اس کو کہا جائے گا جہاں قبر کسی اور کی ہو اور نسبت کسی اور کی یا وہاں واقعی طور پر کسی بزرگ کے دفن کا دعویٰ ہو مگر نسبت صحیح نہ ہو جیسا کہ ابن تیمیہ نے کئی غلط قبروں کی نشان دہی کی ہے آج تک کوئی شیعہ یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ وہ قصر زینب بھکر کی زیارت اس لئے کرتا ہے کہ بی بی وہاں ہی مدفن ہوئی ہیں بلکہ یہ تو بی بی کے مزار مقدس شام کی شبیہ و تمثیل ہے ڈھکو صاحب کا خیال ہے کہ یہ مستقل شبیہات اب بننا شروع ہوئی ہیں حالانکہ لکھنؤ شہر میں ۱۸۵۷ء سے نشاط باغ کے رو برو مقام زینبیہ موجود ہے یہاں اس سے قبل صدیوں پہلے جنت البقیع کی قدیمی شبیہ کی مختصر عمارت موجود تھی مگر میر مدد علی عیش مرحوم جو سلطان اودھ شاہزادہ مرزا سلیمان قدر کے خسر تھے انہوں نے مزار زینب کی مکمل شبیہ بنوا دی ضریح سیاہ پوشش سے ڈھکی رہتی ہے اس کے عقب میں مزار حضرت فضہ اور دوسرے حجرہ میں مزار حضرت سکینہ کی شبیہیں بھی موجود ہیں یہ روضہ ۱۸۷۸ء میں مکمل ہوا اور "مادہ تاریخ "روضۂ زینبؑ محبوس بلا" ہے مگر ان مستقل شبیہات پر وہاں دن رات زائرین وزائرات کا ہجوم رہتا ہے مگر پوری ایک صدی سے زائد عرصہ گزر رہا ہے لکھنؤ کے بڑے بڑے مجتہدین عظام جن کے نام آنے پر نجف اشرف کے مجتہدین عظام کی گردنیں بھی احتراماً خم ہو جاتی ہیں مثلاً" سرکار علامہ میر حامد حسین سرکار آیتہ اللہ سید نجم الحسن سرکار آیتہ اللہ سید ظہور الحسن سرکار علامہ آیتہ سید ناصر حسین سرکار آیتہ اللہ سید کلب حسین سرکار آیتہ اللہ سید علی نقی وغیرہ میں سے کسی نے بھی ان شبیہات کو جعلی مزارات قرار دے کر اہل لکھنؤ کو برا بھلا نہیں کہا کہ ان جعلی مزارات کا قلع قمع کر دو نہ معلوم ڈھکو میاں کو یہ کیسے محسوس ہو رہا ہے کہ ان شبیہات مقدسہ کی وجہ سے اصلی مزارات کا تقدس مجروح ہو رہا ہے یا وہاں لوگوں کی رغبت کم ہو رہی ہے حالانکہ سب جانتے ہیں کہ اصل مزارات کی طرف بھی پہلے سے زیادہ قافلے جا رہے ہے

Presented by www.ziaraat.com

ہیں جو وہاں جانے کی سعادت سے محروم ہیں وہ ان شبیہات کی زیارت سے مشرف ہو کر ثواب سے مالامال ہو رہے ہیں باقی رہا اب یہ سوال تعزیہ جائز ہے اور مستقل شبیہ ناجائز یہ فتوی بھی بوگس اور قیاس بے اساس پر مبنی ہے ڈھکو میاں نے اصلاح الرسوم ص ۱۲۴ پر مساجد کو بھی خانہ کعبہ کی نقل تسلیم کیا ہے تو کیا نقلی خانہ کعبہ سے اصلی خانہ کعبہ کا تقدس مجروح ہو رہا ہے؟ شبیہات مزارات مقدسہ کا رواج اب وجود میں نہیں آیا بلکہ زمانہ ائمہ اطہار علیہم السلام سے جاری وساری ہے اور ان کی زیارت شیعوں کا معمول چلی آرہی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن قیس انصاری جو کہ حسنین شریفین علیہم السلام کے بچپن کے ساتھی تھے ان کے متعلق مقتل ابو مخنف کبیر

میں یہ روایت منقول ہے

کان الحسن والحسین لا یفارقانه علی عهد رسول الله فلما بلغه سم الحسن وموته مثل فی منزله قبراً وجلله بالحریر والدیباج وکان یندب الحسن ویرثیه ویبکی علیه صباحاً ومساءً اسرار الشهادات واکسیر العبادات ص ۴۹۰ (ریاض المصائب علامه سید محمد مهدی مجتهد تنکابنی ص ۳۲۶ طبع ایرانی قدیمی)

امام حسن وامام حسین علیہم السلام زمانہ رسول میں بچپن میں ہی ان سے جدا نہ ہوتے تھے ان کو جب حلب میں یہ اطلاع ملی کہ امام حسن علیہ السلام کو زہر دے دی گئی ہے اور وہ شہادت پا گئے ہیں تو انہوں نے اپنے گھر میں امام حسن کی قبر کی شبیہ بنالی اور اس کو ریشم ودیباج کے قیمتی کپڑوں سے ڈھانک دیا اور وہ وہاں پر صبح وشام مرثیہ پڑھتے تھے اور گریہ کرتے تھے امام حسین علیہ السلام اور امام زین العابدین علیہ السلام اور باقی سادات مدینہ منورہ کو یہ علم تھا کہ انہوں نے مستقل شبیہ قبر بنا رکھی ہے مگر کسی روایت میں یہ نہیں آیا کہ کسی نے اس کو منع کیا ہو کہ تم نے یہ کیا جعلی مزارات کی بدعت شروع کر رکھی ہے اس کا قلع قمع کر دو مگر یہی قصر زینب

بھر ہے جہاں ہمیشہ ڈھکو نے مجالس عزاء سے خطاب بھی کیا وہاں اپنے قائد علامہ عارف حسینی کا انتخاب بھی کروایا گیا وہاں تحریک والوں کے دفاتر بھی ہیں مگر نہ معلوم یک دم یہ فتوی کس کے ایماء پر اچھالا گیا ہے ڈھکو تو خود وہاں سے رقمیں کما چکے ہیں آج وہ قوم کو برانگیختہ کر رہے ہیں کہ قصر زینب کو گرا دو اور دشمنان آل محمدؐ کو موقعہ دو تاکہ وہ کل ہمارے تمام عزاخانوں اور تعزیوں کو تباہ کر دیں کہ یہ تمہارے ہی مجتہد کے فتوی پر عمل کر رہے ہیں " نیز خود مدینہ منورہ میں شبیہات قبور بنائی گئیں جیسا کہ شجرہ طوبیٰ ص ۶۳ جلد دوم اور ریاض القدس جلد دوم ص ۶۷ میں بحوالہ علامہ مجلسی مرقوم ہے کہ جب سرکار سید الشہداء کی شہادت کی خبر مدینہ منورہ پہنچی تو حضرت عباس علمدارؑ کی والدہ گرامی نے جنت البقیع میں چار قبروں کی

شبیہ بنا دی تھی حضرت عباس کی ایک حضرت عبداللہ کی اور ایک حضرت جعفر کی اور ایک امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کی اور پھر گریہ کرتے کرتے فرماتی تھیں اے عباس اے عبداللہ اے جعفر میں تم پر ماتم نہیں کرتی کیونکہ تم پر رونے اور ماتم کرنے کے لئے تمہاری ماں زندہ ہے میں اس شہید کربلا حسین پر گریہ کرتی ہوں شبیہات جنت البقیع میں سرکار مولائے کائنات امیرالمومنین کی زوجہ عالیہ ام البنین نے بنا دیں اور کسی امام نے اس پر اعتراض نہ کیا کہ یہ جعلی مزار ہیں مگر ڈھکو صاحب جن کو دیوبندی بھائیوں کی خوشنودی ملحوظ خاطر ہے ان کو سیرت اہل بیتؑ واصحاب سے کیا سروکار؟

عرش معلیٰ پر شبیہ وتصویر علیؑ

مزارات معصومینؑ کی شبیہ بنانے کا جواز اس حدیث سے ثابت ہے جو کتب فریقین میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد

Presented by www.ziaraat.com

فرمایا جب میں شب معراج پانچویں آسمان پر پہنچا تو وہاں علی بن ابی طالبؑ کی تصویر دیکھی اور جبرئیل سے اس تصویر کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے جواب دیا

اشتهت الملائکه ان ینظروا الی صورة علی فقالوا یا ربنا ان بنی آدم فی دنیاهم یتمتعون غدوة و عشیه بالنظر الی علی بن ابی طالب حبیب نبیک و خلیفته و وصیه فمتعنا بصورته قدر ما تمتع اهل الدنیا به فصوروالهم صورته من نور قدسه فعلیؑ بین ایدیهم لیلا و نهارا یزورونه و ینظرون الیه غدوة و عشیة

بحار جلد ۱۸ صفحہ ۳۰۴ بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۹۰ الغدیر جلد ۲ صفحہ ۳۲۰ المختصر صفحہ ۱۳۶

کفایۃ الطالب صفحہ ۱۵۱ اشارۃ الشاشۃ المقدسۃ صفحہ ۲۱۳

فرشتوں نے تصویر علی دیکھنے کا شوق ظاہر کیا اور کہا اے ہمارے پروردگار بنی آدم تو اپنی دنیا میں صبح و شام تیرے نبیؐ کے حبیب و خلیفہ ووصیؑ کی صورت دیکھنے سے مشرف ہو رہے ہیں ہمیں بھی علیؑ کی صورت دکھا جیسا کہ اہل دنیا اس سے لطف اندوز ہو رہے ہیں پس اللہ نے اپنے نور قدس سے ان کے لیے علیؑ کی تصویر بنادی پس علی دن رات ان کے سامنے ہے اور وہ صبح شام اس کی زیارت سے مشرف ہو رہے ہیں سرکار آیۃ اللہ سید احمد رضی الدین مستنبط مرحوم (النظر الی وجہ علی عبادۃ) کی تشریح میں ارشاد فرماتے ہیں

کان افتی بعض اساتیدنا العظام بهذا الخبر فی استحباب النظر الی ضریحه المقدس القطرة جلد اول صفحه ۱۳۲

ہمارے بعض اساتذہ مجتہدین عظام نے فتوی دیا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح خود جناب امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کی طرف دیکھنا عبادت ہے اسی طرح ان کی ضریح مقدس کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے لہذا جو مومنین مزارات و ضرائح مقدسہ کی زیارت سے مشرف ہونے سے قاصر ہیں وہ مزارات کی شبیہات کی زیارت سے مشرف ہو کر ثواب و اجر حاصل کر سکتے ہیں۔

تبرکات منسوبہ بہ آئمہ اطہارؑ

ڈھکو صاحب لکھتے ہیں " پیغمبر اسلامؐ یا ائمہ طاہرینؑ کے کئی آثار بیان کئے جاتے ہیں جیسے بیت المقدس کے صخرے پر قدم رسولؐ کا نقش سری نگر میں موئے مبارک یا لاہور کی شاہی مسجد میں آنحضرتؐ کے جوتے یا حیدر آباد میں حضرت علی کا نقش قدم حالانکہ ان کی کوئی اصلیت ثابت نہیں ہے ان کو چومنا چاٹنا غلط ہے "

اصلاح الرسوم ص ۱۶۲ ار ۱۶۳ (اصلاح الرسوم اشرف علی تھانوی ص ۱۵۶ طبع کراچی)

الجواب

یہ سارا مضمون ڈھکو صاحب نے دیوبندیوں کی کتاب بہشتی زیور جلد ۶ ص ۵۹ سے لیا ہے " ورنہ تبرکات جو انبیاء وائمہ اطہارؑ کے نام سے منسوب ہوں ان کے احترام کے لئے شہرت و سیرت ہی کافی ہے کہ نسبت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان کا احترام کیا جائے یہی وجہ ہے کہ جب امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں چاندی کی ایک مقفل صندوقچی پیش کی گئی جس کے متعلق ہدیہ پیش کرنے والے نے بتایا کہ اس کے اندر آنحضرتؐ کے سات موئے مبارک ہیں تو امام نے ظاہراً" تمام موئے مبارک کو بوسہ دیا اور پھر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ان میں چار موئے مبارک اصل ہیں باقی نقل (مناقب ابن شہر آشوب جلد ۳ ر ۳۴۷) لہذا ان تبرکات کا احترام کرنا سنت امام ہے باقی رہا بیت المقدس کے صخرہ پر آنحضرتؐ کا نقش قدم تو ڈھکو صاحب نے بلا تحقیق اس کو محض ابن تیمیہ کی تقلید میں جعلی قرار دیا ہے ملاحظہ ہو (جادہ حق ابن تیمیہ ص ۵۹ طبع راولپنڈی) جب کہ اس کا حقیقی ہونا احادیث سے فریقین ثابت ہے تفسیر مجمع البیان میں

واتخذوا من مقام ابراہیم

Presented by www.ziaraat.com

سطے کی تفسیر میں ہے

فی المقام دلالۃ ظاہرۃ علیٰ نبوۃ ابراہیم فان اللہ جعل الحجر تحت قدمہ کالطین حتی دخلت فیہ فکان تلک معجزۃ لہ

مقام ابراہیم میں حضرت ابراہیم کی نبوت پر واضح دلیل ہے کہ اللہ نے ان کے قدم کے نیچے پتھر کو گیلی مٹی کی طرح ڈھیلا بنا دیا حتیٰ کہ ان کے قدم اس میں اتر گئے اور یہ ان کا معجزہ ہے بحار جلد ۱۲ ص ۸۴ فروع الکافی جلد ۱ ص ۲۲۷ علامہ مجلسی نے حق الیقین خصائص پیغمبر اسلام کے باب میں آنحضرتؐ کے قدم مبارک کا یہ معجزہ لکھا ہے کہ نرم زمین پر اس کا نشان نہیں پڑتا تھا اور سخت پتھر پر قدم کا نشان پڑ جاتا تھا اسی طرح سخرہ بیت المقدس کی شب معراج آنحضرتؐ کی ہیبت کی وجہ سے آٹے کی طرح نرم اور ڈھیلا ہونا ہماری احادیث سے ثابت ہے مولائے کائنات حضرت علی کا فرمان ہے

غارت الصخرہ تحت یدہ بیت المقدس لینۃ حتی صارف کھیئۃ العجین

(احتجاج طبرسی جلد ۲ ص ۳۲۶) آنحضرتؐ کے دست مبارک کے نیچے بیت المقدس کا سخرہ گندھے ہوئے آٹے کی طرح نرم ہو گیا آیتہ اللہ رنگار جو بہاری قمی فرماتے ہیں

من آثار المعراج وھو صخرۃ قائمۃ فی وسط المسجد الاقصیٰ من عجائب اللہ فانھا صخرۃ قائمۃ قد انقطعت من کل جھۃ لا یمسکھا الا الذی یمسک السماء علی الارض فی اعلاھا من جھۃ الجنوب قدم النبی حین صعد الیھا ومن الجھۃ الاخری اصابع الملائکۃ التی امسکتھا حین مالت لا اراد جبرئیل ان یربط البرق لانت لہ فعادت کھیئۃ العجین فخرقھا وربط البراق بھا

(ملخصاً) (تفسیر ابصائر جلد ۴۲ ص ۱۸۳ طبع قم) آنحضرتؐ کے معراج جسمانی کے

آثار میں سے مسجد اقصیٰ میں قائم وہ سخرہ (یعنی پتھر) ہے جو کہ اللہ کے عجائبات میں سے ہے یہ پتھر ہر طرف سے منقطع ہے اور بلا سہارا فضا میں معلق کھڑا ہے جس کو وہی اللہ تھامے ہوئے ہے جو آسمان کو زمین پر گرنے سے بچائے ہوئے ہے اس کے اوپر جنوبی طرف آنحضرتؐ کے قدم کا نشان ہے جب وہ اس پر چڑھے اور دوسری طرف ملائکہ کی انگلیوں کے نشان ہیں جنہوں نے آنحضرتؐ کے بوجھ کی وجہ سے پتھر کو جھکنے سے بچایا جب جبرئیل نے اس پتھر کے ساتھ براق کو باندھنا چاہا تو وہ آٹے کی طرح نرم ہو چکا تھا انہوں نے اس کو پھاڑا اور وہاں براق کو باندھ دیا اسی مناسبت سے پتھروں پر قدرتی طور پر آثار قدم اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ نبیؐ یا امامؑ کے قدم کے نقوش ہیں اور صدیوں پہلے بزرگ مشائخ ان پتھروں کو عرب و عجم سے یہاں لے آئے ان کا احترام کرنے کے لئے شہرت عام اور ظن کا حصول ہی کافی ہے ہمیں نسب نامے ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں کیونکہ معصومینؑ کے نام سے منسوب مشہور آثار جہاں بھی ہوں قابل احترام ہیں نہ ان سے اسلام کو کوئی ضرر ہے نہ ایمان کو بلکہ ان کی وجہ سے ان ذوات مقدسہ کا ذکر زندہ و تابندہ ہے یہ دین کی سربلندی اور عظمت کے نشان ہیں

ذوالجناح اور اس کی متعلقہ رسوم پر ایک نظر

ڈھکو لکھتے ہیں (۱) جب مرکزی جگہ سے مرکزی ذوالجناح کا جلوس حصول مقصد کے لئے موثر ہے تو گلی گلی سے کئی ذوالجناح کا کیا مقصد ہے

(۲) ذوالجناح پر سونے چاندی کے زیورات اور قیمتی کپڑوں کی کیا ضرورت

(۳) ذوالجناح کے نیچے سے بچے گزارنے چڑھاؤوں اور عرضیاں باندھنے کا کیا جواز

(۴) ذوالجناح پر کوئی شخص سوار نہیں ہوتا یہ کوتل گھوڑوں کی رسم بد ہے

(۵) ثقہ روایت سے معلوم ہوا ہے کہ بعض مقام پر ذوالجناح کو غسل کفن دیا گیا اور دفنایا گیا ہمیں گھوڑا پرست کہا جاتا ہے اصلاح الرسوم ص ۱۶۵ تا ص ۱۶۷

Presented by www.ziaraat.com

الجواب

(۱) ہم نہیں سمجھ سکے کہ اس سارے سیاہ صفحہ میں بدعت کا اثبات کس فرمان وکلام معصوم سے کیا گیا ہے جب ڈھکو صاحب ذوالجناح کے جواز کے قائل ہو گئے جیسا کہ انہوں نے خود ص ۱۶۴ پر تسلیم کیا ہے تو پھر وہ کہاں سے ثابت ہوا کہ زیادہ ذوالجناح نکالنا اور زیادہ سے زیادہ چھوٹے بڑے جلوس نکالنا ممنوع ہوا علم کے متعلق تو وہ ص ۱۴۷ پر یہ لکھتے ہیں کہ " بے شک ہماری قوم چاہے تو سو سو فٹ نہیں ہزار ہزار فٹ کے اونچے علم بنالے تو اگر یہی قوم سو سو ذوالجناح نکال لے تو ڈھکو صاحب کو اس میں کیا نقصان ہے ظاہرا" یہ سارا بیان قلندری جلالی باوا سید صدا حسین شاہ صاحب کے بیگم کوٹ والے ۲۵ محرم کے مجالس کے پروگراموں کے خلاف غصہ نکالنا ہے جہاں اسی اسی ذوالجناح نکلتے ہیں اگر پاکستان میں ایک دینی مدرسہ سے کام چل سکتا ہے تو کیا ہم شہر شہر مدارس قائم نہ کریں؟ جس قدر عزاداری میں ہجوم زیادہ ہوگا شبیہات زیادہ ہوں گی تبلیغ اتنی موثر ہوگی یہ تو کوئی بدعت ثابت نہ ہوئی

(۲) جہاں تک ذوالجناح پر سونے چاندی کے زیورات یا قیمتی پارچہ جات کے چڑھاوں کا تعلق ہے یہ نذر ماننے والوں کی مرضی پر منحصر ہے قوم چاہے مزارات معصومین واہل بیت اطہار کے گنبدوں یا میناروں پر منوں سونے چڑھائے یا شبیہات پر کروڑوں روپے صرف کرے یہ شعائر اللہ کی تعظیم وتکریم اور دشمنوں کی ذلت وخواری کا سبب ہے جو کہ بقول پیغمبرؐ اسلام کے فرمان (لا اسراف فی الخیر) کا مصداق ہے

(۳) جب شبیہ ذوالجناح کا جواز تسلیم کر لیا گیا ہے اور اس کی برکات سے انکار کیوں جا رہا ہے اگر کوئی از راہ تبرک وتعظیم ذوالجناح کو بوسہ دے یا عرضی باندھے یا بچوں کو اس کے نیچے سے گزارے یہ کس طرح شرک ہے کیا شیعہ قوم ان شبیہات کو شریک خدا سمجھتی ہے شبیہات سے دلی نفرت کا اظہار اس بات کی دلیل ہے کہ اندر

سے پوشیدہ بغض اہل بیت کا لاوہ پھٹ رہا ہے اور کچھ نہیں پھر تقریبا" یہ سارا مضمون دیوبندیوں کی کتاب بہشتی زیور جلد ۶ ص ۵۸ مطبوعہ لاہور اور اصلاح الرسوم اشرف تھانوی سے ماخوذ ہے اور جب یہ ذوالجناح امام مظلوم کی سواری کی شبیہ کے عنوان سے مخصوص ہو جاتا ہے تو از راہ احترام اس پر سواری کرنے سے اجتناب کرنے میں کیا قباحت ہے روایات سے ثابت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے گھوڑے مرتجز نے امام مظلوم کی شہادت کے بعد کسی کو اپنی پشت پر سوار نہ ہونے دیا اور چالیس شہ زور سواروں کو قتل کر دیا ملاحظہ ہو معالی السبطین جلد دوم ص ۲۹ اسرار الشہادات ص ۳۳۵ ریاض المصائب تنکابنی ص ۳۳۶ حضرت عباس علیہ السلام کے گھوڑے نے سرکار وفا کی شہادت کے بعد کسی کو اپنی پشت پر سوار نہ ہونے دیا (بحور الغمہ ص ۱۹۹ ج ۳) خود آنحضرتؐ کے صحابی عقبہ بن عامر جہنی جو آنحضرتؐ کی ناقہ پر سواری سے اجتناب کیا اور آنحضرتؐ کی اجازت اور حکم کے بغیر سوار نہ ہوئے (سیرت حلبیہ جلد ۲، ۳۳۱ طبع مصر)

(۵) حیوانات چاہے معصومینؑ کی شبیہات کی نسبت سے مخصوص ہوں ان کے شرعی احکام وہ نہیں ہیں جو انسانوں کے لئے ہیں لہٰذا اگر کہیں کوئی شخص از روئے لاعلمی ذوالجناح کا جنازہ پڑھتا ہے یا کفن دیتا ہے تو موقعہ پر جا کر اس کو صحیح شرعی مسئلہ سمجھا دیا جائے یہ بہتر ہے ایک دو تین آدمیوں کی غلطی کو پوری قوم کی رسم کے طور پر پیش کرنا اور اس کو تحریری طور پر اچھالنا اور پھر مصلح قوم کے عنوان سے بغلیں بجانا

یہ کوئی مذہبی دینی خدمت نہیں ہے بلکہ مذہب حقہ اثناء عشریہ کو بدعت کے پلندے کے طور پر بدنام کر کے اس کی تشہیر کرنا بذات خود شیعہ دشمنی کے سوا کچھ نہیں ہے

Presented by www.ziaraat.com

ماتم کی رسوم پر ایک نظر

ڈھکو اصلاح الرسوم ص ۱۶۹ میں لکھتے ہیں اجرت لے کر محض رسمی ماتم کرنے سے گریز کیا جائے مجالس عزا پر تو عرصہ سے سودا بازی ہو رہی تھی اب ماتم پر بھی سودے بازیاں ہوتی ہیں ڈھول پر ماتم نہ کیا جائے اس کا استعمال حرام ہے

الجواب

شیعوں کے نزدیک ماتم کیونکہ عبادت ہے جس سے خوشنودی خدا ورسول ملحوظ ہوتی ہے لہٰذا اس پر اجرت یا سودے بازی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہاں شریعت میں اس بات کی کوئی ممانعت نہیں ہے کہ ماتمی حضرات جو اپنی مصروفیات چھوڑ کر مجالس اور جلوسوں کی رونق میں اضافہ کا موجب بنتے ہیں لہٰذا ان کی ہر ممکن مالی اعانت کر دی جائے یہ سودے بازی نہیں ہوتی مثلاً" زمانہ آئمہ میں نوحہ خوانی عموماً" خواتین سے کرائی جاتی تھی اس لئے امام محمد باقر علیہ السلام کے متعلق منقول ہے

اوصی باعطاء ثمانمائة درهم لنوادب نیدنبه بمنیٰ ایام الموسم

(تہذیب الاحکام جلد ۲، ۱۰۸ انہوں نے وصیت کی کہ موسم حج میں منیٰ کے مقام پر ان کو رونے اور نوحہ خوانی کرنے والی عورتوں کو آٹھ سو درھم دیے جائیں علامہ حلی نے منتہی المطلب جلد ۲، ۱۱۲ میں صدوق نے من لا یحضرہ الفقیہ ۳، ۳۶ میں روایت کی ہے کہ امام نے دس سال کے لئے میدان منیٰ میں ماتم کے لئے آٹھ سو درھم کی وصیت فرمائی علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت سے ثابت ہوا کہ نوحہ خوانوں کے مصارف کے لئے کچھ وقف کرنا مباح ہے اور شہید اولؒ کا قول ہے کہ منظوم مرثیے پڑھنا ہمارے مذہب میں جائز ہے آئمہ اطہار یہ مرثیے خود سنا کرتے

تھے بحار جلد ۸۲، ۱۰۸ پس اگر دینی مدارس کے مدرسین اور ائمہ مساجد کی تنخواہ یا حق زحمت طے کرنا جائز ہے اگر دینی کتب کی قیمتیں طے کرنا اور مقررہ قیمت پر کتاب کی سودے بازی کرنا جائز ہے جیسا کہ خود اصلاح الرسوم مقرر قیمت پر بک رہی ہے یا ڈھکو صاحب کی تمام کتب بک رہی ہیں تو ماتمیوں کو طے شدہ نذرانہ یا حق زحمت دینا کس دلیل سے حرام ہے؟ باقی رہا ڈھول تو اگر اس کے بجانے کا انداز الہو لعب یا خوشی کے مواقع کے مطابق ہو گا تو حرام ہو گا لیکن جیسا کہ اعلان شادی یا تجارت کے طبل کے جواز پر احادیث بحار جلد ۷۹ ص ۲۵۴ پر موجود ہیں اسی لئے طبل اگر خاص اعلانات غم یا مجالس کے لئے ہو گا تو جائز ہو گا جیسا کہ نجف اشرف کے مجتہد اعظم سرکار آیۃ اللہ علامہ محمد حسین کاشف الغطاء جن کے متعلق ڈھکو صاحب احسن الفوائد طبع اول ص ۳۰ پر لکھتے ہیں " ان علمائے اعلام میں سے تھے جن کی ذات والاصفات پر اسلام و مسلمان جس قدر فخر کریں کم ہے وہ اپنی کتاب الآیات البینات ص ۹ طبع نجف اشرف ۱۳۴۵ھ میں فرماتے ہیں

اما الضرب بالطبول والابواق وامثالها مما لا یعد من آلات اللهو والطرب فلا ریب فی اباحتها ومشروعیتها للاعلام والاشعار وتعظیم الشعار

ڈھول بجانا یا بوق بجانا یا ایسی چیزیں جو آلات لہو و خوشی میں سے شمار نہیں ہوتیں اور ان کا مقصد محض اعلان غم یا نشانی غم یا تعظیم شعائر ہو تو ان کے مباح ہونے اور شرعاً" جائز ہونے میں کوئی شک نہیں ہے " فقیہ اکبر آیۃ اللہ جعفر کبیر نجفی نے بھی کشف الغطاء میں انداز غم کے ڈھول کو ماتم میں استعمال کرنا جائز قرار دیا ہے (کما فی الآیات البینات ص ۲۳) باقی رہا مستورات کے پردے کا عدم تحفظ یا بھنگ چرس کا مسئلہ تو نہ تو یہ رسوم میں داخل ہیں نہ عزاداری کا حصہ ہیں شرعی مخدورات کی تبلیغ کا مقام اپنے طور پر صحیح ہے مگر ان کی وجہ سے عزاداری کو توہین کرنا مناسب نہیں ہے

Presented by www.ziaraat.com

ماتم زنجیر زنی کا جواز

ڈھکو صاحب لکھتے ہیں کہ ماتم زنجیر تلوار قمع کے متعلق میرا ذاتی رجحان
عدم جواز کی طرف ہے بہت سے علماء اس کو ناجائز سمجھتے ہیں اصلاح الرسوم ص ۱۷۱
ص ۱۷۰

الجواب

ماتم زنجیر زنی یا قمع زنی کے جواز پر نجف اشرف اور قم کے تمام بڑے
مجتہدین عظام متفق ہیں چھوٹے موٹے چند غیر معروف قسم کے فقہاء کی مخالفت کوئی
وزن نہیں رکھتی سرکار علامہ محمد حسین کاشف الغطاء جیسے عظیم مجتہد نے اس کا جواز
ثابت کیا ہے پھر سینہ و پشت سے خون نکالنے کی نسبت آنکھوں سے خون بہانا زیادہ
مشکل ہے تاہم سرکار امام صاحب العصر زیارت ناحیہ میں اس کی تمنا کرتے ہوئے
ارشاد فرماتے ہیں

ولابکین علیک بدل الدموع دما"

بحار جلد ۱۰۱ ص ۳۲۰ المزار الکبیر ص ۱۲۶) میں آپ پر آنسوؤں کے بدلے خون
کے آنسو ضرور بہاؤں گا اسی طرح سرکار سید الساجدین کے متعلق منقول ہے

اذااخذماء بکی حتی یملئہ دما"

وہ جب پانی کا پیالہ پینے کے لئے اٹھاتے تھے تو اس قدر روتے تھے کہ وہ پیالہ خون
سے بھر جاتا (الایات البینات ص ۲۴ کاشف الغطاء) یہ کہنا کہ اگر زنجیر کا ماتم ضرر
پہنچائے تو حرام ہے یہ بات صرف زنجیر زنی کے لئے مخصوص نہیں بلکہ نماز روزہ حج
وغیرہ کے لئے بھی ہو سکتی ہے سرکار علامہ محمد حسین آل کاشف الغطاء فرماتے ہیں

قدبلغنامن العمر مانیاهز الستین وفی کل سنة تقام نصب اعیننا
حل المحاشد الدمویة وما رئینا شخصا"مات بها او تضرر ولا
سمعنا به فی الغابرین

(الایات البینات ص ۱۸) ہماری عمر ساٹھ برس ہو چکی ہے ہمارے سامنے ہر سال
خونی ماتمی دستے زنجیر زنی قائم کرتے ہیں ہم نے کبھی کسی زنجیر زنی کرنے والے ماتمی کو
مرتے یا ضرر رسیدہ نہیں دیکھا اور نہ ہی کبھی گزشتہ واقعات میں ایسی کوئی خبر سنی
ہے پھر انہوں نے ماتم زنجیر زنی پر یہ خوب صورت نوٹ لگایا ہے

ولعمر اللہ ان تعطیل تلک المظاہرات والمواکب لایلبث رویدا"
حتی یعود ذریعة الی سد ابواب الماتم الحسینیه وعندها الاسمح
اللہ لا یبقی للشیعنه اثر ولتنبین الشیعة ذهاب امس الدابر فان
الجامعته الوحیله والرابطنه الوثیقة لهی المنابر الحسینیة
والماثر العلویه وما تلک الهنابث والوساوس الا نزعه امویه ونزعة
وهابیة یریدون احیاء ذکر بنی امیته

الایات البینات ص ۲۲ طبع نجف اشرف قسم بخدا ان مظاہراتی جلوسوں کی بندش
حسینی ماتم کے دروازے بند کرنے کا ذریعہ ثابت ہو گی اور خدا نہ کرے ایسا کر
سے مذہب شیعہ کا نام و نشان تک مٹ جائے گا اور شیعیت قصہ پارینہ بن کر ر
جائے گی مذہب کی واحد اجتماعی قوت اور مضبوط رابطہ حسینی اسٹیج اور علوی فضائل
ہیں اور عزاداری کے خلاف یہ سازشیں اور وسوسے جذبہ بنی امیہ اور جذبہ وہابیت
کے بل بوتے پر ہو رہی ہیں ایسے فتوے باز مخالف لوگ تو یہی چاہتے ہیں کہ
عزاداری و زنجیر زنی بند کرا کے بنی امیہ کی یاد تازہ کر دی جائے اہل بصرہ کے
آپ نے اپنے ایک پیغام میں زنجیر زنی کے ماتم کے سوال پر یہ تحریر فرمایا

تلک الاعمال استمرت السیرة علیها متلمئات من السنین
بمشاهدة اعاظم العلماء مع عدم النکیر من واحد منهم و ما احس
التشکیک الادسیسة امویة ونزعة وهابیة یتوصلون بذلک ال
اطفاء ذلک النور

(الایات البینات ص ۶) ماتمی زنجیر زنی کے جلوس سینکڑوں سال سے ہیں جن

Presented by www.ziaraat.com

معمول مطابق سیرت ہمیشہ سے ہے اور بڑے بڑے علماء و مجتہدین کے سامنے یہ ماتم ہو رہا ہے کسی نے اس پر انگلی نہیں اٹھائی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے جواز میں شک پیدا کرنے کی تحریک اموی وہابی جذبہ کی سازش کے سوا کچھ نہیں جو اس نور کو بجھانے کے درپے ہیں اس ماتم کے جواز پر سینکڑوں مجتہدین کے فتاوی نشر ہو چکے ہیں لہذا قوم علامہ کاشف الغطاء کا یہ قول سامنے رکھے کہ ماتم زنجیر زنی کے خلاف ہر تحریک کی جڑیں وہابیوں اور بنی امیہ کے صحن میں جا ملتی ہیں ان سے ہوشیار رہیں"

ماتم زنجیر زنی اور معجزہ نجف اشرف

عراق بصرہ کے معروف شیعہ خطیب علامہ مہدی سوج بصری نے آیۃ اللہ محمد حسین غروی آیۃ اللہ سید محسن حکیم' آیۃ اللہ سید ابوالقاسم خوئی' آیۃ اللہ عبدالہادی شیرازی کے علاوہ ۳۰ عدد اکابر مراجع تقلید نجف اشرف کے تائید فتاوی نقل کرنے کے بعد لکھا ہے ۱۳۵۷ھ میں عراقی حکومت نے زنجیر زنی کے ماتم پر سختی سے پابندی عائد کرا دی اور حرم مطہر امیرالمومنین کے تمام بیرونی دروازوں کو مقفل کر کے چابیاں نجف اشرف کے ڈپٹی کمشنر کے پاس رکھوا دیں اور مسلح پولیس نے بندوقیں اٹھا کر حرم کے باہر ہر طرف سے گھیراؤ کر لیا تاکہ کوئی ماتمی دستہ اندر نہ جا سکے اس دوران جوش و خروش کی حالت میں یا حسین یا حسین کرتے ہوئے حرم کے دروازوں کی طرف بڑھنے لگے تو پولیس کے تصادم تک نوبت جا پہنچی اور اسی دوران فوراً" یک لخت حرم کے تمام دروازے بیک وقت خود بخود کھل گئے اور تالے زمین پر جا پڑے اور تمام زنجیر زن ماتمی دستے صحن مطہر میں داخل ہو گئے اور وہاں خوب ماتم کیا سب حکمران اور پولیس والے بے بس ہو کر دیکھتے رہ گئے اس واقعہ کو تمام عراقی اخبارات نے نشر کیا (الفتاوی و التقاریر ص ۳۱ طبع نجف) ماتم و زنجیر زنی و تلواروں قمہ زنی کے جواز کے لئے کتاب عزاداری از دیدگاہ مرجعیت شیعہ طبع ایران دیکھی جا سکتی ہے جس میں ڈھکو کے اساتذہ اور اکابر علماء کے فتاوی

موجود ہیں

پانچواں باب
شادی بیاہ کی رسوم

اگرچہ اس باب میں بھی مولف اصلاح الرسوم نے تمام مضامیں
مولوی اشرف علی تھانوی کی اصلاح الرسوم اور بہشتی زیور جلد ۶ ص ۲۱
کے ہیں ہمیں اس سے انکار نہیں ہے کہ علماء دین اصلاح کرنے کا حق رکھ
وہ اصلاح میں صرف فرامین اہل بیت علیہم السلام کی روشنی میں لکھیں
شریعت کے احکام سے متصادم ہوں ان کی توضیح کریں ہم یہاں چند اختل
کرتے ہیں

سیدزادی اور غیر سید کا نکاح

کسی رسم و رواج سے ہٹ کر ہم سیرت ائمہ طاہرین کی روش
بات واضح ہے کہ خاندانی ہمسری کا لحاظ ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ ایک
شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے رشتہ طلب کیا تو امام نے فرمایا
انک لکفو فی دمک وحسبک فی قومک ولکن اللہ صا
الصدقه وهی اوساخ ایدی الناس فنکره ان نشرک فیما فضل
من لم یجعل اللہ له مثل ما جعل اللہ لنا
فروع الکافی جلد ۵ ص ۳۴۵ طبع جدید

Presented by www.ziaraat.com

بیشک تو اپنی ہی قوم اور اپنے خون و حسب میں ان کا کفو ہے اور کیونکہ ہمیں خداوند عالم نے صدقہ سے محفوظ رکھا ہے جو کہ لوگوں کے ہاتھوں کی میل کچیل ہے لہٰذا ہم اللہ کی عطا کردہ اس فضیلت کو ان غیروں کو شریک نہیں کرنا چاہتے جن کو یہ مقام حاصل نہیں" یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن زید الشہید بن امام زین العابدین علیہم السلام جو کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب صالحین میں سے ۔ انہوں نے کوفہ میں غیر سید بیوی کی طرف سے غیر سید سقا کے بیٹے کے لیے رشتہ طلب ہونے کے وقت صاف صاف فرمادیا۔

ان ذلک غیر جائز ولا ھو بکفوبھا

یہ جائز نہیں ہے اور نہ وہ اس کا کفو ہے (زید الشہید آیۃ اللہ سید عبدالرزاق مقرم نجفی صفحہ ۱۷۷) اسی وجہ سے شیخ عباس قمی نے منتہی الآمال جلد ۲ صفحہ ۲۴۳ میں لکھا ہے کہ "رضوی سادات اپنی لڑکیوں کی شادیاں نہیں کرتے تھے کیونکہ ان کو ان کے کفو و ہمسر نہیں ملتے تھے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اکیس لڑکیاں تھیں کسی نے شادی نہیں کی یہ دستور ان کی لڑکیوں میں عام تھا اور امام محمد تقی علیہ السلام نے ان غیر شادی شدہ لڑکیوں کے اخراجات کے لیے دس زرعی جائدادیں وقف کر رکھی تھیں جن کی آمدنی مدینہ سے قم ہجرت کرنے والی سید زادیوں کو قم بھیجی جاتی تھیں تاریخ ابن واضح یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۲۱۵ طبع قم میں ہے

اوصی موسی بن جعفر ان لا تتزوج بناتہ فلم تتزوج واحدۃ منھن

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے وصیت کی تھی کہ ان کی لڑکیاں شادیاں نہ کریں چنانچہ ان کی وصیت کے مطابق کسی لڑکی نے عقد نہیں کیا لہٰذا سادات عظام کے لیے جناب ڈھکو صاحب کے فتوؤں کی نسبت سرکار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی سیرت پر عمل کرنا بہتر ہے کہ اگر ان کو سادات عظام میں کفو ملیں تو ان کے عقد کردیں اور جناب سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا کی ان دختران کو صدقہ کھانے والوں کے رحم و کرم پر ہرگز نہ چھوڑیں یہی سیرت آل محمدؐ ہے"۔

معصومۂ قم حضرت فاطمہؑ بنت موسیٰ کاظمؑ کا عقد کیوں نہ ہوسکا

معصومہ قم حضرت فاطمہ بنت موسیٰ بن جعفر علیہم السلام کی ولادت نزہۃ الابرار کی روایت کے مطابق یکم ذی قعدہ ۱۸۳ھ کو ہوئی اور وفات ۱۰ ربیع الثانی ۲۰۱ھ کو ہوئی جیسا کہ عماد زادہ اصفہانی نے تاریخ معصومہؑ صفحہ ۲۱۵ میں بیان کیا ہے اس لحاظ سے مخدرہ عالیہؑ کی کل عمر ۱۸ سال بنتی ہے جبکہ آقا علی دوانی نے مقدمہ تاریخ قم میں لکھا ہے کہ بی بی کی عمر بوقت وفات بائیس برس سے کم نہ تھی آقا دوانی فرماتے ہیں از مطالعہ تواریخ مربوط و روایت استفادہ می شود کہ دختران امام موسیٰ بن جعفرؑ نظر باوضاع نامساعد عصر ہیچ کدام شوہر نہ کردہ اند چہ می دانیم کہ جوانان و مردان علویین و اولاد و اعقاب ابو طالب پیوستہ تحت تعقیب و آزار خلفاء جور بودند یعنی مقتول و بقیہ متواری و پنہاں بودند و دیگران ہم شائستگی آنرا نداشتند کہ دختران امام و نوادگان بانضیلت پیغمبر بتوانند بقید ہمسری آنہا در آیند بہمین سبب چنانکہ مشہور حضرت فاطمہ معصومہ نیز ازدواج نہ کردہ از دنیا رفتہ (صفحہ ز) متعلقہ تواریخ و روایات سے استفادہ یہی ہوتا ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی تمام دختران میں سے کسی نے بھی عقد و نکاح نہ کیا کیونکہ حالات نامساعد تھے اور ہم جانتے ہیں کہ سادات کے جوان مرد اور اولاد ابو طالب ہمیشہ خلفاء عباسیہ کے جور و ظلم اور عقوبت کا شکار تھے کئی قتل کردیئے گئے اور باقی روپوش ہوگئے تھے غیر سادات اس قابل نہ تھے کہ وہ آنحضرت صلعم کی نواسیوں اور دختران امام کو اپنے رشتہ ہمسری میں قبول کرتے اسی وجہ سے مشہور یہی ہے کہ حضرت معصومہ قم نے بھی شادی نہیں کی اور عقد کے بغیر از دنیا رحلت فرما گئیں۔ (مقدمہ تاریخ قم محمد حسین ناصر الشریعہ ص ۵ انتشارات دار الفکر قم خیابان ارم)

Presented by www.ziaraat.com

انوار المشعشعین کی روایت اس طرح ہے کہ مامون الرشید خلیفہ معصومہ قم کو اپنی زوجیت میں لینے کا خواہشمند تھا اسی طمع میں اس نے اپنی دختران کے عقد حضرت امام رضا علیہ السلام اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے کردیئے اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وصیت تھی کہ میری کوئی دختر امام رضا علیہ السلام کی اجازت کے بغیر عقد نہ کرے شہزادی نے پدر بزرگوار کی وصیت کو پورا کیا اور غیر کفو سے عقد کرنا پسند نہ فرمایا اور وفات پاگئیں

مسئلہ ہذا کے متعلق علماء اہل سنت

تائید مزید

تحقیق الحق الظریف الجیّد فی عدم نکاح الشریفۃ السیّدۃ بغیر الشریف السیّد

مسئلہ

سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے

تصنیفِ لطیف

علامہ حافظ محمد عبد الحی چشتی رحمہ اللہ تعالےٰ الباری

الشیخ الجامع حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمہ اللہ تعالیٰ

بہاولپور

Presented by www.ziaraat.com

فتاوائے مہریہ رح

یعنی

مجموعہ فتاوٰی حضرت قبلہ عالم علامہ زمان مجدد سید پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسمی محمد زمان ساکن موضع [illegible] نے مولوی عبد الحق ساکن موضع [illegible] کے حسب حکم و اجازت ایک سیدہ ہاشمیہ فاطمیہ سے نکاح کیا ہے اور مسمی قریشی اور [illegible] کی رضامندی اس پر نہیں کیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب وھو الملھم للصدق والصواب

نکاح مذکورہ جائز نہیں۔ اور جواز کا فتویٰ دینے والے نے فقط سیدہ مذکورہ کے ورثاء پر ظلم نہیں کیا بلکہ تمام اہل اسلام پر بھی ظلم کیا ہے۔ کیونکہ حسب ارشاد الٰہی اور حدیث مذکور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت سے محبت کو تمام اہل اسلام اصول ایمان سمجھتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ نکاح مذکور کی وجہ سے ہر ایک اہل بیت کی ہتک عزت سے رنجیدہ ہوں گے اور [illegible] اس قسم کے عدم جواز پر متفق ہیں کیونکہ نکاح غیر کفوء سے جیسا کہ درمختار سے نقل ہوا پس صورت مذکورہ میں [illegible] نہ ہوگی۔ لہٰذا اہل اسلام پر لازم ہے کہ سیدہ کو اس سے علیحدہ کرائیں۔ اور مفتی پر لازم ہے کہ آئندہ اس قسم کے فتووں سے اجتناب کرے جن میں ہتک عزت اہل بیت کرام ہو۔ اور یہ وجہ پیش نہیں کرنی چاہیے کہ سیدہ [illegible] رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے [illegible] نہیں کیونکہ [illegible] تو یقین کہاں سے حاصل ہو کہ وہ [illegible] سیدہ ہے۔ لہٰذا سیادت کی [illegible] محبت والے پر ہتک عزت سے متوجب سزا ہونے کے لیے کافی ہے۔ [illegible] سیاہ حبشیوں سے محبت کرتا ہوں حتیٰ کہ سیاہ کتوں سے بھی۔ اہل ادب کے لیے [illegible] نسبت ہی کافی ہے خیال کرنا چاہیے چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کی بابت [illegible] فرماتے ہیں کہ سیاہ کتے [illegible] تکلیف پہنچتی تھی [illegible] سیاہ ہوتی ہے [illegible] علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام [illegible] ایک مجازی محبت [illegible] حیثیت کو [illegible] اہل بیت سے تکلیف پہنچنے میں لذت محسوس کرے گا [illegible] حیثیت سے محبت کی۔ پھر حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ [illegible] اہل بیت کی عزت کا خیال نہ رکھے [illegible] کتنا خیال ہو کہ میں دین الٰہی کی حفاظت کر رہا ہوں۔

شادی پر اٹھنے والے مصارف اور ڈھکو صاحب کی ناک

ڈھکو صاحب نے اصلاح الرسوم صفحہ ۱۸۴ سے صفحہ ۱۹۲ پر "تھوڑا جہیز دیں تو برادری میں ناک کٹتی ہے" سے مضمون شروع کیا اور یہاں تک آکر اپنی ناک اس طرح کاٹ دی اور یہ گستاخانہ فقرہ بھی سپرد قلم کردیا

جنہیں ہو ڈوبنا وہ ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں

"تو اگر شہنشاہ دین و دنیا کی ناک یہ سادہ اور مختصر جہیز دینے سے نہیں کٹی تو ہماری ناک کیوں کٹتی ہے سادہ جہیز دینے سے"۔ صفحہ ۱۸۸ اصلاح الرسوم (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) اس قدر تلخ اور بے ادبانہ انداز سے قلم کے راہوار نے جس بے لگامی سے آنحضرتؐ کی شان میں بے ادبی کا ارتکاب کیا ہے کہ رشدی بھی اس پر شرم سے پانی پانی ہوجائے"۔ اس سلسلہ میں ہم صرف اتنا عرض کریں گے کہ آنحضرتؐ کے عمل سادگی پوری امت کے لیے قابل تقلید ہے تاکہ غریب و مسکین کو اپنی مفلسی محسوس نہ ہو اسی وجہ سے آنحضرتؐ بلکہ تمام انبیاء گدھے یا خچر پر بھی سواری کرلیتے تھے تاکہ غرباء احساس کمتری کا شکار نہ ہوں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے اچھے لباس پر سفیان ثوری کی طرف سے اعتراض کرنے پر اس کو یہ جواب دیا۔

ان رسول اللہ کان فی زمان مقفر جدب فاما اذا اقبلت الدنیا فاحق اھلھا بھا ابرارھا لا فجارھا و مومنوھا لا منافقوھا و مسلموھا لا کفارھا

(کافی جلد ۵ ر ۶۵) آنحضرتؐ کا زمانہ مسلمانوں پر مفلسی اور تنگدستی کا زمانہ تھا انہوں نے ان کی خاطر سادگی اختیار کی لیکن اگر اقبال دنیا ہوجائے تو اس پر زیادہ حق نیک سیرت لوگوں کا ہے نہ کہ فاجروں کا اور مومنوں کا ہے نہ کہ منافقوں کا اور مسلمانوں

Presented by www.ziaraat.com

کا ہے نہ کہ کافروں کا یہی وجہ ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عقد نکاح پر جناب ام المومنین خدیجہ نے اپنی حیثیت کے لحاظ سے بے پناہ دولت خرچ کی علامہ مجلسی نے بحار جلد ششم کمپانی صفحہ ۱۱۶ میں اس کی تفصیلات لکھی ہیں اہل مکہ کے لیے تین روز تک عظیم الشان ولیمہ کیا گیا اور عنبر و مشک و جوہر سے معطر قیمتی مسندیں قالین غالیچے تکیے بچھائے گئے جناب خدیجہ الکبریٰ کے سر مبارک پر سرخ سونے کا تاج رکھا گیا جس پر موتی ٹانکے گئے تھے اور حق مہر میں چار لاکھ سونے کے دینار ایک لاکھ سیاہ آنکھوں والی اونٹنیاں دس اعلیٰ پوشاکیں اور اٹھائیس غلام کنیزیں تھیں عالیہ طاہرہ مکرمہ خاتون کی خاندانی وجاہت کے مطابق علامہ مجلسی کی روایات کے مطابق شادی پر اتنے مصارف کا تذکرہ ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

تم ان خدیجہ قالت ان شان محمد عظیم و فضلہ عمیم وجودہ جسیم و نثرت علیھن من المال والطیب ما ادھش الحاضرین

پھر جناب ام المومنین خدیجہ نے فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ کی شان عظیم اور فضیلت وسیع اور سخاوت بہت کشادہ ہے اور محفل میں حاضر خواتین پر ان کے اموال و خوشبوں کی بارش کی گئی کہ حاضرین کی عقل دنگ رہ گئی بحار جلد ششم صفحہ ۱۱۶ یہ تو صرف محفل خواتین کا ذکر ہے" پھر مامون الرشید نے جب امام محمد تقی علیہ السلام کا عقد نکاح اپنی بیٹی ام فضل سے کیا تو معتبر روایات میں آیا ہے کہ مبارک بادی کی محفل خواص میں تین بڑے بڑے چاندی کے تھال لائے گئے جن میں کستوری اور زعفران کی بنی ہوئی گولیاں تھیں جن کے اندر کاغذات تھے جن پر بہت سے قیمتی مال بیش بہا گرانقدر عطیات اور جائدادیں لکھی ہوئی تھیں یہ گولیاں خواص پر بارش کی طرح برسا دی گئیں اور جس جس کی گولی میں جو جو تحفے نکلے ان کو عند الطلب دے دیے گئے اور محفل مسرت میں شرکت کرنے والے خواص و قائدین قیمتی انعامات و عطیات کی وجہ سے بڑے مالدار بن کر گھروں کو واپس گئے ملاحظہ ہو بحار جلد ۵۰ ر ۹۰ الارشاد شیخ مفید ۳۰۳ ر ۲۹۹ احتجاج طبرسی ۲۲۷ تا ۲۲۹ یہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی شادی کا تذکرہ ہے امام نے وہاں مامون کے خلاف کوئی احتجاج نہ کیا کہ یہ اسراف بے جا اور بے دردی سے اس قدر دولت کیوں لٹا رہے ہو یہ خلاف اسلام ہے لہذا جن خاندانوں کی عزت و آبرو کا تقاضا ہے کہ وہ اپنی شان کے مطابق زیادہ خرچ کر سکیں اس پر کوئی ممانعت وارد نہیں ہے اہل سرگودھا سے تصدیق کی جا سکتی ہے کہ آیا مولف نے اپنی بیٹی کی شادی پر اپنے فتووں پر عمل کیا تھا یا نہیں محض دوسروں کو دکھانے اور بناوٹی اجتہادی رعب داب جمانا یہ کوئی تبلیغ نہیں ہے نہ اس میں اجر و ثواب ہے۔

باب ششم
لوہے کی کڑی پہننا

ڈھکو صاحب اصلاح الرسوم صفحہ ۲۳۲ پر کہتے ہیں۔ "کئی مائیں اپنے لاڈلے بچوں کو سنت سجاد سمجھ کر ہاتھوں میں لوہے کی کڑی پہناتی ہیں امام سجاد نے اپنی رضا و رغبت سے ہتھکڑی نہیں پہنی لہذا یہ ظالموں کی سنت ہے۔ لوہے کے چھلے سے نماز بھی مکروہ ہو جاتی ہے بعض اخبار و آثار میں نماز گزار کے لیے اس کو پہننا حرام قرار دیا گیا ہے۔ (وسائل الشیعہ ارشاد امام جعفر صادق) یہی حکم قلابہ کا ہے یہ امر کا اضطراری فعل تھا رہائی کے بعد امام نے اس کو اتار پھینکا پھر زندگی بھر لوہے کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اصلاح الرسوم صفحہ ۲۳۸۔

الجواب

لوہے کی انگوٹھی یا کوئی استعمال کے بارے میں بغیر کسی وجہ کے متعلق روایات مختلف ہیں کئی روایات میں کراہت وارد ہے جیسا کہ قرب الاسناد صفحہ ۲۶ میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے نیز ایک روایت میں تحریم ہے مگر اس سے مراد بھی شدید کراہت ہے جیسا کہ محدثین نے لکھا ہے مگر سرکار حضرت حجت العصر امام زمانہؑ کے حکم میں لوہا اٹھانے کا جواز ثابت ہے جیسا کہ شیخ طوسیؒ اور طبرسیؒ نے

Presented by www.ziaraat.com

لکھا ہے کہ سرکار امام حجت العصر سے سوال کیا گیا۔

یصلی الرجل و معه فی کمه او سراویله سکین او مفتاح حدید هل یجوز ذلک قال جائز

اگر آدمی نماز پڑھنے کی حالت میں اپنی آستین یا شلوار میں چاقو یا لوہے کی چابی رکھتا ہو کیا یہ جائز ہے امام نے فرمایا جائز ہے بحار الانوار جلد ۵۳ ر ۱۵۳ الوسائل جلد اول ۳۰۲ غیبت طوسی صفحہ ۲۵ الاحتجاج ۲ ر ۳۰۵ قرآن مجید میں جنگ کے دوران ہتھیار اٹھا کر نماز پڑھنا جائز لکھا ہوا ہے مگر سارا دارو مدار نیت پر ہے۔ مثلاً "بغیر کسی وجہ سے سیاہ لباس شوقیہ طور پر پہننا مکروہ ہے اور بروایات لباس اہل جہنم بھی وارد ہوا ہے جیسا کہ الوسائل جلد اول صفحہ ۲۹۷ میں یہ روایات وارد ہوئی ہیں مگر ایام غم سید الشہداء علیہ السلام یا دیگر ائمہ اطہار علیہم السلام میں سیاہ لباس پہننا اس حکم کراہت سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ سرکار امام زین العابدین سے منقول ہوا ہے

لما قتل الحسین لبسن نساء بنی ہاشم السواد و المسوح

جب امام حسین شہید ہوئے تو مخدرات بنی ہاشم نے سیاہ لباس اور سیاہ بالوں کے کپڑے پہنے ملاحظہ ہو سفینہ: بحار جلد اول صفحہ ۶۷۰ بحار جلد ۸۲ ر ۸۴ محاسن ۴۸۰ جب شام سے رہائی ہوئی اور تمام مخدرات عصمت سوگ و ماتم کے لیے ایک خالی مکان میں جمع ہوئیں تو منقول ہے

لم تبق ہاشمیه ولا قرشیه الا ولبست السواد علی الحسین و ندبوه سبعة ایام

کوئی ہاشمی قریشی ایسی نہ تھی جس نے امام حسینؑ کے سوگ میں سیاہ لباس نہ پہنا ہو سات دن تک انہوں نے گریہ و ندبہ کیا (حوالہ بالا) سرکار سید الشہداء کی شہادت پر ایک فرشتہ نے (صدا دی)

البسوا ثوب الحزن فان فرخ الرسول مذبوح

لباس غم پہن لو کیونکہ فرزند رسول شہید کر دیئے گئے (حوالہ بالا) سید حسنی کے

خواب کی روایت میں منقول ہے کہ انہوں نے دیکھا آنحضرتؐ اور امیر المومنینؑ اور جناب فاطمہؑ حوض کوثر پر سیاہ لباس میں کھڑے ہیں اور وہ گریہ وزاری کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں آج یوم عاشور ہے (حوالہ بالا) سید ابراہیم حسنی نے بنی امیہ کے مظالم کے خلاف سیاہ لباس کو آل محمدؐ و شہداء کربلا و زید الشہید یحیی بن زید کے غم کی علامت کے طور پر رائج کیا جیسا کہ علامہ نوری نے مستدرک الوسائل میں ان روایات کو بیان کرکے فرمایا

فی هذه الاخبار والقصص اشارة و دلالة علی عدم کراہیة لبس السواد و رجحانه حزناً علی ابی عبدالله الحسین "ع" (المستدرک جلد اول، ۲۲۲)

ہے ان روایات سے اس بات کی طرف اشارہ اور دلالت ہے کہ غم حسین میں سیاہ لباس مکروہ نہیں بلکہ مرغوب راجح یہ صرف ہماری روایات میں ہی نہیں بلکہ اہل سنت کی روایات سے بھی ثابت ہے چنانچہ سیوطی نے الحاوی للفتاوی جلد اول صفحہ ۷۷ طبع مصر میں لکھا ہے

عن ابی رزین قال خطبنا الحسن بن علی و علیه ثیاب سود و عمامته سوداء

ابو رزین سے روایت ہے کہ ہمیں امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے خطبہ دیا جبکہ وہ سیاہ لباس اور سیاہ عمامہ میں ملبوس تھے۔

عن الحسن قال کان رایة رسول الله سوداء تسمی العقاب و عمامته سوداء

امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کا عقاب نامی علم سیاہ رنگ کا تھا اور ان کا عمامہ بھی سیاہ تھا۔ (الحاوی صفحہ ۷۷) لہذا اسی دلیل سے لوہے کا استعمال بھی مکروہ نہیں رہے گا۔

Presented by www.ziaraat.com

تبرکاً" واحتجاجاً" لوہا پہننے کے متعلق عمل اصحاب واہل بیتؑ

یہ کوئی دلیل نہیں ہے کہ ائمہ اطہار خصوصاً" امام زین العابدینؑ نے اضطراراً" لوہے کی زنجیر پہنی اور وہ اپنی پسند اور رغبت سے نہیں پہنتے تھے لہٰذا ہمیں اس سے نفرت کرنی چاہیے کیونکہ ائمہ اطہار علیہم السلام پر آنے والے مصائب و آلام برداشت منزل تسلیم رضا بحکم الٰہی کے موجب تھا اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم شہدائے کربلا کے مصائب بیان کرنا اس لیے ترک کردیں کہ وہ ان کی پسند کے نہ تھے بلکہ احتجاجاً" تو اصحابؓ ائمہؑ اور اہل بیتؑ نے مرتے دم تک لوہا نہ اتارا بلکہ وصیت کی کہ ہمیں ان لوہے کی زنجیروں کے ساتھ ہی دفن کردیا جائے چنانچہ حضرت حجر بن عدی صحابی امیر المومنین علیہ السلام جن کو معاویہ نے کوفہ سے زنجیریں پہنا کر مرج عذراء دمشق میں بلاکر قتل کرادیا آج بھی ان کا مزار مقدس مرجع فیوض و برکات ہے ان کے بارے میں مستند روایات میں آیا ہے۔

اوصی حجر عند مقتله لا تطلقوا عنی حدیدا ولا تغسلوا عنی دما فانی ملاق معاویه علی الطریق

انہوں نے شہادت کے وقت وصیت کی کہ مرنے کے بعد میرا لوہا نہ اتارنا اور میرا خون نہ دھونا میں معاویہ سے راستے میں ملنے والا ہوں۔ (الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد اول صفحہ ۳۱۵) طبع مصر مراۃ العارف جلد اول صفحہ ۲۳ حضرت علی بن حسن مثنی بن حسن جن کو منصور نے ہاشمیہ میں ایک تہہ خانہ میں قید کررکھا تھا انہوں نے مرتے وقت لوہے کی زنجیریں اتارنے سے انکار کردیا اور کہا

لا اخلعه ابدا حتی اجتمع انا وابو جعفر عند الله فیسئله لما قیدنی به

میں ہرگز یہ کڑیاں نہیں اتاروں گا حتی کہ میں اور منصور اللہ کے پاس پیش ہوں گے تاکہ

اللہ اس سے پوچھے کہ اس نے مجھے یہ کیوں پہنائے۔ (مقاتل الطالبین صفحہ ۱۳۱)

حضرت یحیی بن زید شہید کو جب جوزجان (افغانستان) میں شہید کردیا گیا تو منقول ہے کہ

جاء جماعة من الشیعه الی الحداد الذی فک قیده و سالوه ان یبیعه و تنافسوا فیه حتی بلغ عشرین الف درهم واتخذوا منه فصوصا للخواتیم یتبرکون به (زید الشهید صفحه ۱۶۷)

شیعوں کی ایک جماعت نے شہید کی لوہے کی بیڑیاں اور کڑیاں کھولنے والے لوہار سے کہا کہ یہ زنجیر ہمیں فروخت کردو سب کی رغبت کی وجہ سے اس کی قیمت بیس ہزار درہم لگی تو انہوں نے یہ رقم لوہار کو دے دی اور شیعوں نے اس زنجیر کے ٹکڑوں کو اپنی انگوٹھیوں کے نگوں کے لیے بطور تبرک استعمال کرنا شروع کردیا۔

معلوم ہوا کہ از راہ تبرک لوہے پہننے کی رسم شیعوں میں ائمہ اطہارؑ کے زمانہ سے جاری شیعہ یہ کہہ سکتے ہیں۔

یالیتنا کنا معکم فنفوز فوزاً" عظیما

کاش کہ ہم آپ کے ساتھ ہوتے تو زبردست کامیابی حاصل کرتے اگر ہم اپنی تمنا کے مطابق کربلا میں موجود ہوتے تو شہداء کربلا کی طرح قتل ہوجاتے قید ہوجاتے زندان و دربار میں جاتے اگر اسی جذبہ کے تحت مائیں بچوں کو سید الساجدین علیہ السلام کے نام کی کڑی پہناتی ہیں یا ان کی اس طرح منت ہوتی ہے جس کو وہ ادا کرتی ہیں تو شرعاً" یہ واجب ہوجاتی ہے اس سے نہ تو بدعت لازم آتی ہے نہ سکھوں سے مشابہت اب تو مجتہدین عظام کے فتاوی بھی اس کے جواز میں آچکے ہیں لہٰذا یہ مخالفت یا شور و شغب صرف دشمنان اہل بیتؑ سے داد لینے کی کوشش کے سوا کچھ نہیں ہے۔

امام موسی کاظم علیہ السلام کی وصیت

مظالم کے زنجیروں اور بیڑیوں کے متعلق تو حضرت امام موسی کاظم علیہ

Presented by www.ziaraat.com

السلام کے متعلق منقول ہے

انه دفن فی قیوده وانه اوصی بذلک

ان کو ان کی وصیت کے مطابق ان کی زنجیروں و بیڑیوں کے ساتھ دفن کیا گیا۔ (مستدرک الوسائل جلد اول صفحہ ۱۵۰ فرق الشیعہ نوبختی صفحہ ۸۵ طبع نجف) لہذا امام عالی مقام کے اس قدر غم و اندوہ کی یاد میں کوئی کڑی پہن لیتا ہے تو یقیناً "سنت معصوم پر عمل کرتا ہے مگر ڈھکو صاحب کا فتویٰ کہتا ہے کہ "انہوں نے پھر لوہے کو زندگی بھر ہاتھ بھی نہیں لگایا" یہ ڈھکو سلے کے سوا کچھ نہیں۔

باب ششم

بچوں کی تربیت

بچوں کی لٹ رکھوانے کا شرعی مسئلہ

مصنف لکھتے ہیں کہ زعم خویش موالیان حیدر کرار اپنے بچوں کی سر تراشی کرتے وقت سر پر لٹ چھوڑ دیتے ہیں پھر چند سال بعد بزرگوں کے مزارات پر جاکر کٹوا دیتے ہیں یہ فعل ہرگز اسلامی نہیں بلکہ سراسر غیر اسلامی ہے صادق علیہ السلام نے فرمایا اپنے بچوں کے لیے قزع نہ بناؤ آنحضرتؐ کے پاس ایک بچہ برائے دعا لایا گیا جس کے سر پر لٹیں تھی جب تک اس کا پورا سر نہ منڈوایا گیا حضور نے دعا نہ کی یہ ہندوؤں سادھوؤں سے ماخوذ ہے فاضل بریلوی نے اس کو حرام بدعت کہا ہے اصلاح الرسوم صفحہ ۳۔

الجواب

موالیان حیدر کرار کو ہندوؤں کی رسموں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے البتہ اگر لٹ رکھنا غیر اسلامی یا سراسر اسلام کے خلاف ہوتا تو شریعت میں اسکے حرام ہونے کا حکم ہوتا مگر ڈھکو صاحب کو معلوم ہے کہ وسائل الشیعہ جلد ۳ صفحہ ۱۷۷ اور

مستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۲۳ میں جس باب میں یہ احادیث وارد ہیں کا عنوان یوں ہے

باب کراہۃ حلق موضع رأس الصبی و ترک موضع

باب اس بیان میں کہ بچے کے سر کا کچھ حصہ مونڈنا اور کچھ چھوڑ دینا مکروہ ہے حالانکہ یہ بھی سر کے وسط میں بال چھوڑنے کا حکم ہے روایت کے الفاظ ہیں

عن ابی عبدالله انه کره القزع فی رؤس الصبیان و ذکر ان القزع ان یحلق الراس الا قلیلا و یترک وسط الراس (حوالہ بالا الوسائل)

امام جعفر صادق نے کراہت کی کہ بچے کا سر مونڈا جائے اور کچھ چھوڑا جائے اور فرمایا کہ درمیان سر میں سے کچھ بال چھوڑ دینا اور باقی مونڈنا یہ مکروہ ہے مگر دو لٹیں چھوڑنا مکروہ نہیں ہے کیونکہ اسی وسائل الشیعہ جلد ۳ صفحہ ۱۷۷ اور بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۸۶ میں

کان لهما ذوابتان فی القرن الایسر

امام حسن اور امام حسین کا آنحضرتؐ نے بچپن میں سر مونڈوایا تو ان کے سر کے بائیں جانب دو لٹیں چھوڑ دیں جو کلینی نے روایت کی ہے کہ

ان النبی ترک لهما الذوابتین فی وسط الراس

آنحضرتؐ نے ان کے سر کے درمیان میں سے دو لٹیں چھوڑیں لہذا جب بعض روایات سے مکروہ ثابت ہو تب بھی کوئی مانع نہیں ہے کہ یہ نذر مانی جائے کہ اگر یہ بچہ صحت مند ہوگیا تو اس کے یہ بال اتنے عرصہ بعد فلاں متبرک مقام پر کٹوا کر اس کے برابر سونا چاندی یا کوئی کسی مخصوص مالیت کا صدقہ دیا جائے گا ڈھکو صاحب اس کے حرام ہونے پر حدیث پیش کیوں نہیں کرتے۔

باب ہفتم

رسوم موت و مدفن

قبروں پر قبے تعمیر کرنا

Presented by www.ziaraat.com

حضرت ڈھکو لکھتے ہیں "لوگ کوہان نما بلند قبر بناتے ہیں یہ یہودیوں کا شعار ہے بعض لوگ حین حیات میں یا ان کے لواحقین موت کے بعد قبروں پر بڑے بڑے قبے تعمیر کراتے ہیں ارشاد معصومینؑ میں اس کی نہی وارد ہے اس سے اجتناب کرنا چاہیے ہاں بناء بر مشہور انبیاء و ائمہ علیہم السلام کے مزارات اس کراہت سے مستثنیٰ ہیں" ملخص از اصلاح الرسوم صفحہ ۲۵۷

الجواب

یہ نظریہ اور یہ ہے اصل فتوی مسلک محمد و آل محمد علیہم السلام کے سراسر خلاف ہے بلکہ وہابیوں کے مسلک کی کھلی ترجمانی ہے وہابیوں کے سرخیل ابن قیم نے زاد المعاد جلد ۲ صفحہ ۳۴۶ میں لکھا ہے کہ گنبدوں اور قبروں کو توڑ دینا چاہیے کیونکہ ان کو بت بنا دیا گیا ہے ایسا معلوم ہوتا کہ حضرت ڈھکو فقہ جعفریہ کے خلاف کھل کر سامنے آگئے ہیں مذہب اہل بیت علیہم السلام میں چوکور قبر بنانا مستحب ہے جبکہ کوہان نما قبر بنانا مکروہ ہے حرام ہرگز نہیں ہے نہ اس میں یہودیوں سے کوئی شعاری مناسبت ہے آنحضرت صلعم کی قبر مبارک کا چوکور ہونا اہل سنت کے علماء نے بھی لکھا ہے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد اول صفحہ ۳۴ میں ہے

جعل قبره مسطحا و رشوا علیه الماء

ان کی قبر چپٹی چورس بنائی گئی اور اس پر پانی چھڑکا گیا علامہ حلی نے تذکرۃ الفقہاء میں لکھا ہے کہ اس پر تمام فقہاء شیعہ کا اجماع ہے ملاحظہ ہو بحار الانوار جلد ۸۲ صفحہ ۳۶ طبع جدید وسائل الشیعہ میں ایسی کوئی روایت نہیں ہے کہ کوہان نما قبر بنانا یہود کا شعار ہے اس قسم کی کوئی روایت نہ مستدرک الوسائل میں آئی ہے نہ بحار الانوار میں نہ کتب اربعہ میں مصنف نے کئی مقامات پر غلط حوالے دیئے ہیں جہاں تک قبہ سازی کا تعلق ہے تو قبہ درحقیقت عرب میں عزت و عظمت کا شعار سمجھا جاتا ہے اسی لیے سرکار امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

نحن القبة التی طالت اطنابها و اتسع فنائها من ضوی الینا نجا الی الجنة و من تخلف عنا هوی الی النار (سفینة البحار جلد ۲ صفحہ ۹۴)

ہم ہی وہ قبہ ہیں جس کی طنابیں طویل اور صحن وسیع ہے جو ہماری پناہ میں آئے گا جنت کی طرف نجات پائے گا اور جو ہم سے الگ رہ جائے گا وہ جہنم میں گرے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے

اذا کان یوم القیامة ضرب لی عن یمین العرش قبة

جب قیامت کا دن ہوگا تو میرے لئے عرش سے دائیں طرف ایک قبہ نصب کیا جائے گا۔ (حوالہ بالا) اسی مناسبت سے انبیاء اوصیاء صالحین علماء و مجتہدین اولاد ائمہ سادات کی قبور مقدسہ پر ہمیشہ سے قبے بنائے جا رہے ہیں خود آنحضرتؐ کی زندگی میں ان کے لیے نشست گاہ میں قبہ خیمہ لگایا جاتا تھا۔ صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۱۱۷ میں ہے۔

خطبنا رسول الله فاسند ظهره الی قبة آدم

سرکار اکرمؐ نے ہمیں خطبہ دیا جبکہ وہ چرمی قبہ نما خیمہ کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑے تھے طبقات ابن سعد جلد ۲ ر ۶۷ میں

"کان عباد بن بشر علی حرس قبة رسول الله مع الانصار فیحرسونه کل لیلة" صحابی حضرت عباد بن بشر انصار کے ساتھ مل کر ساری رات آنحضرتؐ کے قبہ نما خیمہ کی نگہبانی کرتے تھے ہم اب اپنی کتابوں سے ڈھکو صاحب کے لیے ثابت کرتے ہیں کہ آئمہ اطہارؑ کے روضوں پر گنبد قبے تعمیرات ان کے زمانہ سے ہی جاری ہیں وہ خود ان تعمیرات کے نگران تھے۔

ا۔ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کو اللہ نے وحی فرمائی۔

ابن علی قبر خلیلی لیکون لزواره بعدک (مراقد المعارف جلد اول صفحہ ۲۳)

Presented by www.ziaraat.com

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان پیغمبرؑ کو وصی فرمائی کہ میرے خلیل ابراہیم کی قبر پر عمارت تعمیر کردو تاکہ وہ تمہارے بعد زائرین کو فائدہ دے۔

۲۔ سرکار ختمی رسالتؐ نے حضرت علی سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔

ان اللہ جعل قلوب نجباء من خلقه و صفوة من عباده نحن الیکم و تحتمل المذلة والاذی فیعمرون قبورکم ویکثرون زیارتها اولئک المخصوصون بشفاعتی (فرحة الغری صفحہ ۷۷)

بے شک اللہ نے اپنی مخلوق کے چند برگزیدہ و منتخب کردہ لوگوں کے دلوں میں تمہاری محبت ڈال دی جو ذلت و اذیت برداشت کرکے تمہاری قبروں کی تعمیر کریں گے اور زیادہ سے زیادہ زیارتیں کریں گے اور وہی میری شفاعت کے لیے مخصوص ہونگے۔

۳۔ بنی اسد نے امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک پر مسجد بنادی اور عمارت' چھت' دروازے تک مکمل کردیئے تھے حتی کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ میں اس پر قبہ تعمیر ہوچکا تھا۔ اسی لئے امام نے طریقہ زیارت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ثم تاتی باب القبة وقف ممایلی الرّأس

پھر تم قبہ کے دروازے پر آجاؤ اور سر کی جانب کھڑے ہوکر زیارت وارث پڑھو بحار الانوار جلد ۱۰۱ صفحہ ۱۹۹ صفحہ ۲۳۶ طبع جدید مصباح الزائر صفحہ ۱۱۷

۴۔ حضرت صادق علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت عباس علیہ السلام کے مرقد مطہر پر بھی عمارت بن چکی تھی اسی لئے امام نے انکی زیارت کا طریقہ بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا

ثم تاتی مشهد العباس فاذا اتیت فقف علی باب القیفه وقل بحار الانوار جلد ۱۰۱ صفحہ ۲۱۷ صفحہ ۲۷۷

پھر تم حضرت عباس کے روضے پر آجاؤ اور بیرونی برآمدہ کے دروازے پر کھڑے

ہو کر یوں کہو زیارت بحار میں منقول ہے اس قسم کی متعدد احادیث زیارت موجود ہیں جن میں قبہ مبارکہ کا ذکر بھی آیا ہے ملاحظہ ہو نزہۃ اہل الحرمین صفحہ ۲۶ طبع کربلا۔

۵۔ حضرت امیر المومنین کا روضہ مبارکہ اور قبہ بھی ہارون الرشید کے زمانہ میں تعمیر ہوچکا تھا یہ قبہ سرخ مٹی کا تھا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام خود نجف کے اس روضہ مبارکہ کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ سے تشریف لے گئے۔ نزہۃ اہل الحرمین صفحہ ۴۴، ۴۵

۶۔ حضرت امام رضا علیہ السلام کے زمانہ حیات ظاہری میں ہارون الرشید کے مقبرہ میں قبہ موجود تھا امام نے قبہ کے اندر اپنی قبر کی نشاندہی فرمائی۔

دخل الرضا القبة التی فیها قبر هارون ثم خط بیده الی جانبه و قال هذا تربتی عیون اخبار الرضا ۲، ۱۳۶

امام رضا علیہ السلام ہارون کے قبہ میں داخل ہوئے اور اپنے دست مبارک سے اسکی قبر کے پاس زمین پر لکیر کھینچ کر بتلایا یہاں میری تربت ہے"۔ (بحار جلد ۱۰۲ صفحہ ۳۶)

۷۔ سرکار امام صاحب الزمان کے چار نائبین کی قبروں پر جو بغداد میں واقع ہیں ہمیشہ سے قبے موجود ہیں حتی کہ محدث کلینی کی قبر پر بھی شروع سے قبہ کا ہونا منقول ہے۔ مراقد جلد ۱ صفحہ ۲۴۹ جلد ۲ صفحہ ۶۲ صفحہ ۲۱۶ جسکو ڈھکو صاحب نے مقدمہ ترجمہ اصول کافی ترجمہ میں بڑے فخر سے درج فرمایا ہے مومنین ملاحظہ فرمائیں۔

۸۔ امام علی نقی و امام حسن عسکری علیہما السلام بی بی نرجس خاتون بی بی حکیمہ خاتون کے سامراء کے مزارات مقدسہ ان کے مکان میں بنائے گئے جہاں وہ رہائش پذیر تھے اور اس حجرہ پر قبہ تعمیر کردیا گیا جہاں قبور مقدسہ ہیں شیخ مفید نے روایت کی ہے

امض حتی تقف علی باب القبة واستاذن وقف علیٰ قبریهما وقل

Presented by www.ziaraat.com

تم روضہ مبارک کے قبہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر داخل ہونے کی اجازت طلب کرو پھر قبروں کے پاس کھڑے ہو کر یوں زیارت پڑھو بحار جلد ۱۰۲ صفحہ ۶۲

المزار الکبیر صفحہ ۱۸۲

۹۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ایک بیٹی فید نامی مدینہ منورہ کے مضافاتی دوں میں وفات پاگئیں اور وہاں دفن ہوئیں امام نے اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ جا کر اس کی قبر کو پختہ کردو علامہ مجلسی فرماتے ہیں۔

هذا من خصائص الائمة واولادهم لئلا تندرس قبورهم ولا يحرم الناس من فضل زيارتهم فيستثنى من ذلك قبور الانبياء والائمة بل لا يبعد قبور العلماء و الصلحاء لن في ذلك تعظيما لشعائر الاسلام

بحار جلد ۸۱ صفحہ ۳۸

یہ حکم ائمہ طاہرینؑ اور ان کی اولاد کے خاص احکام میں سے ہے تاکہ ان کی قبور مٹ نہ جائیں اور لوگ ان کی زیارت کی فضیلت سے محروم نہ ہوجائیں انبیاء و ائمہ کی قبور اس عام حکم سے مستثنیٰ ہیں اور بعید نہیں ہے کہ علماء و صالحین کا بھی یہی حکم ہو تاکہ شعائر اسلام کی تعظیم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی حکومت سے قبل عرب فلسطین شام مصر مغرب عراق یمن ایران افغانستان ہر جگہ متبرک قبور پر قبے بنے ہوئے تھے۔ اور ابھی تک سعودی عرب کے علاوہ ہر جگہ پر قبے موجود ہیں خود نجف اشرف وادی السلام کربلا کاظمین مشہد مقدس قم سب جگہ یہ قبے دیکھے جاسکتے ہیں مگر ڈھکو صاحب نے تلخ گھونٹ بھر کر بناء بر مشہور کی دم لگا کر انبیاء و ائمہ کے مزارات کے قبوں کو مستثنیٰ تو کیا ہے مگر وہ بھی

رب شهرة لا اصل لها

کی طرز کرنا مقصود ہے ورنہ ان کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت معصومہ قم سرکار امام خمینی حضرت عباس علمدار حضرت سید محمد وغیرہ کی قبور پر قبوں کو یہود کا شعار سمجھتے ہیں کیونکہ انہوں نے صرف انبیاء و ائمہ کا استثناء لکھا ہے اور یہ خالص

خالص فتویٰ ہے جس نے مزارات بقیع کے منہدم کرنے پر ابن سعود کو مبارکبادی کے تار بھجوائے تھے۔ کیونکہ یہ فتویٰ درحقیقت حضرت ثانی کا ہے جن کے بارے میں منقول ہے۔

رائى عمر على قبر قبة فنحاها

حضرت ثانی نے ایک قبر پر قبہ بنا ہوا دیکھا تو اس کو تڑوا دیا۔ رسالہ الوہابیہ محمد حسن طباطبائی صفحہ ۸۳ طبع تہران یہی کچھ ڈھکو صاحب کی خواہش رہی ہے کہ ہر جگہ یہی فتویٰ چلے جبکہ ۲۹ سال قبل خود انہوں نے اصول الشریعہ طبع اول صفحہ ۲۲۴ میں لکھا تھا کہ "ہم انبیاء و مرسلین اور ائمہ دین کی قبور مقدسہ پر مشاہد مقدسہ کی تعمیر کو کار ثواب سمجھتے ہیں مگر وہابی فرقہ قبر رسول اکرمؐ کو گرانا واجب جانتا ہے پھر محمد بن عبدالوہاب نجدی کا قول لکھتے ہیں" جب لوگ کسی نبی یا صالح کی قبر کو بوسہ دینا بطور تبرک مس کرنا یا اس کے ارد گرد طواف کرنا شروع کردیں تو اس کا حکم بت کا سا ہو جاتا ہے "اب یہ حضرت خود طواف قبر کے مسئلہ میں بھی نجدی کے حامی بن چکے ہیں۔

ایک حدیث کا صحیح مفہوم

باقی رہا ڈھکو صاحب کا اس حدیث سے تمسک کرنا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میری قبر کو مسجد نہ بناؤ اس سے یہ مطلب اخذ کرنا کہ ان پر یا قبروں کو مسجد بنانے سے پرہیز کیا جائے تاکہ یہ فعل کسی ظاہر بین کے لیے عبادت قبور کرنے کا سبب نہ بن جائے اصلاح الرسوم صفحہ ۲۵۸ یہ فتویٰ ابن تیمیہ کا ہے جس نے جادہ حق مترجم صفحہ ۸۰ میں لکھا ہے کہ قبروں کے پاس نماز پڑھنا ان کو مسجد قرار دینا یا ان پر مسجدیں تعمیر کرنا ناجائز ہے متواتر نصوص سے ان کی ممانعت کا تشدد ثابت ہے۔ طیبی نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے

اما من اتخذ مسجدا فی جوار رجل صالح او صلى فی مقبرة قاصدا

Presented by www.ziaraat.com

الاستظهار بروحه او وصول اثر من آثار عبادته اليه لا التوجه اليه لا
التعظيم له فلا حرج فيه الا ترى ان مرقد اسماعيل فى الحجر فى
المسجد الحرام والصلاة فيه افضل (محکی البحار ۸۲ ر ۵۶)

یہود و نصاریٰ قبور کو معبود سمجھ کر بتوں کی طرح ان کا سجدہ کرتے تھے لہٰذا حضور نے ان پر لعنت فرمائی لیکن اگر کسی مرد صالح کی قبر کے جوار میں یا کسی مقبرہ میں کسی کی روح سے توسل کے طور پر یا اس کی عبادت کے آثار میں سے کسی اثر کے پہنچنے کے لیے نہ یہ کہ اس ہی کی عبادت کے عنوان سے نماز پڑھے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیا تو نہیں دیکھتا کہ مقام حطیم میں خانہ کعبہ سے متصل حضرت اسماعیلؑ کی قبر بھی ہے وہاں نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت بھی وارد ہے۔ علامہ مجلسی نے اسی کتاب و جلد کے صفحہ ۲۰ پر فرمایا ہے کہ

یمکن القدح فی هذه الاخبار لانها آحاد و بعضها ضعیف الاسناد و
عارضها اخبار اشهر منها

ایسی روایات کی قدح بھی ممکن ہے کیونکہ یہ شاذ روایات ہیں اور ان میں بعض کی سند بھی ضعیف ہے ان کے مقابلے میں مشہور احادیث موجود ہیں اور احادیث کثیرہ میں مزارات مقدسہ میں نمازیں پڑھنے اور ان کی طرف رخ کرتے ہوئے قبلہ رخ ہونے کا حکم وارد ہے احادیث معتبرہ ملاحظہ ہوں۔ (۱) امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے

صل عند قبر الحسین

امام حسین کی قبر کے پاس نماز پڑھو کامل الزیارات صفحہ ۲۲۵ (۲) دوسرے مقام پر ارشاد ہے

اذا فرغت من التسلیم علی الشهداء اتیت قبر ابی عبدالله ثم تجعله
بین یدیک و تصلی ما بدالک کافی ۴ر ۵۷۸ (حوالہ بالا)

شہداء پر سلام پڑھنے کے بعد تم امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس آجاؤ اور اس

کو اپنے سامنے قرار دے کر جس قدر ممکن ہو نمازیں پڑھو۔ (۳)

عن الرضاء قال سئل ابی عن اتیان قبر الحسین قال صلّوا فی
المساجد حوله

(کافی جلد ۴ صفحہ ۵۷۸) امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ میرے والد گرامی سے سوال کیا گیا قبر امام حسین کے پاس آنے کے بارے میں تو انہوں نے فرمایا ان کے اردگرد مساجد میں نمازیں پڑھو۔ (۴) امام علی نقی علیہ السلام کا ارشاد

لیصل عند راسه رکعتین عیون اخبار الرضا

جلد ۲ ر ۲۶۲ زائر کو چاہیے کہ امام رضا علیہ السلام کے سر کی جانب دو رکعت نماز زیارت پڑھے۔ (۵) فرمان معصوم برائے زیارت روضہ سامراء میں منقول ہے

فصلّ عند قبرهما رکعتین واذا دخلت المسجد وصلیت دعوت الله
ما اجبت بحار ۱۰۲ر (صفحہ ۶۲)

جب تم امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکریؑ کی زیارت پڑھ لو تو ان کی قبور کے پاس دو رکعت نماز پڑھ پھر متصل مسجد میں جاکر نمازیں پڑھو اور جو چاہو دعا مانگو۔ (۶) بنی اسد نے سب سے پہلے قبر امام حسین علیہ السلام کے پاس مسجد تعمیر کی جو بنی عباسیہ کے زمانہ تک موجود رہی تمام ائمہ اہل بیت نے وہاں نمازیں پڑھیں اور کوئی مخالفت نہیں کی۔ (ترجمہ اہل الحرمین صفحہ ۲۸) (۷) روایات فریقین کے مطابق خانہ کعبہ کے اردگرد مسجد الحرام مکہ مکرمہ میں قبور مقدسہ موجود ہیں مقام حطیم میں جناب اسماعیلؑ اور ان کی والدہ ہاجرہ اور ان کی کئی لڑکیاں جو غیر شادی شدہ تھیں دفن ہیں تاریخ مکہ ازرقی جلد ۲ ر ۶۶ طبع مکہ مکرمہ نیز فرمان امام جعفر صادق علیہ السلام ہے کہ مقام رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ستر انبیاءؑ کی قبور مقدسہ ہیں نیز مقام حجر اسماعیل میں بھی کئی انبیاءؑ کی قبور کی روایات موجود ہیں ملاحظہ ہو سفینۃ البحار جلد ۲ صفحہ ۳۹۷ صفحہ ۳۹۸ تقریباً" ہر جگہ صالحین و صحابہ و اہل بیت و ائمہ اطہارؑ اور مزارات انبیاءؑ کے قریب مساجد کا وجود ثابت ہے خود مسجد نبوی کو

Presented by www.ziaraat.com

ہے کہ مولف نے قبور کو لات منات قرار دے کر وہابیوں کے مسلک کی پوری ترجمانی کی ہے۔

قبور پر چراغ جلانا

جناب ڈھکو نے جو یہ لکھا ہے کہ قبور پر چراغ جلانے کی ممانعت وارد ہوئی ہے انہوں نے اس ممانعت کا کوئی حوالہ پیش نہیں کیا ابن عباس کے نام سے منسوب جس ایک حدیث سے وہابیوں نے تمسک کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے قبروں پر چراغ جلانے پر لعنت کی ہے وہ ہماری کتب میں نہیں ہے مخالفین ہی اس کے راوی ہیں یہ حدیث سنن نسائی جلد ۳ ر ۷۷ میں ہے علامہ جعفر سبحانی فرماتے ہیں قبور پر چراغ جلانے کی مخالفت میں وہابی لوگ ہی شدت سے آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ (مع الوہابیین صفحہ ۶۴) حالانکہ علامہ سید محسن الامین نے کشف الارتیاب صفحہ ۳۳۶ صفحہ ۲۲۰ میں ثابت کیا ہے کہ خود آنحضرتؐ نے رات کے وقت ایک قبر کی زیارت کی اور آپ کے لیے چراغ روشن کیا گیا علامہ سندی نے حاشیہ نسائی میں لکھا ہے کہ اگر چراغ جلانا بے فائدہ ہو تو نہ جلایا جائے عموماً صالحین کی یا انبیاءؑ ائمہ طاہرینؑ کی قبور کے پاس زیارت دعا تلاوت قرآن کریم کے لیے روشنی کرنا کیونکہ نیکی پر تعاون کا مصداق ہے اور قرون اولیٰ سے تمام مسلمانوں کا معمول ہے اور عقلاً اس کی منفعت معلوم ہے لہذا مخالفت کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی علامہ سید شریف رضی کی پہلے جو قبر محلہ انبارین کاظمین میں تھی اور پھر بعد میں ان کا جسد خاکی کربلا منتقل کیا گیا وہاں ہمیشہ چراغوں سے روشنی کی جاتی رہی ہے مراقد المعارف جلد اول صفحہ ۳۰۵ طبع نجف اور تمام ممالک اسلامیہ مثلاً مصر شام عراق ایران یمن میں واقع مزارات صالحین پر روشنی کی جاتی ہے صرف ایک حدیث سے حرمت و نہی کا ثابت کرنا کافی ہے۔ یہی فتوی وہابی ابن قیم نے زاد المعاد جلد اول صفحہ ۳۵۱ میں لکھا ہے کہ قبور پر چراغ جلانا منع ہے۔

دیکھیے اگر قبر مطہر کے پاس مسجد کا بنانا حرام ہوتا تو مسجد نبوی کی توسیع نہ کی جاتی سمہودی نے لکھا ہے کہ جنت البقیع میں جہاں حضرت فاطمہؑ بنت اسد کو دفن کیا گیا وہاں مسجد تھی اور آنحضرتؐ نے خود وہاں لحد بنوائی پھر قبر میں اترے اور تلقین پڑھی اور قرآن کی تلاوت فرمائی اور بی بی کے لیے دعا خیر فرمائی (وفاء الوفاء جلد ۳ صفحہ ۸۹۷ تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید طبع مصر جدید) اسی طرح حضرت امیر حمزہ کے مزار مبارک سے متصل پہلے مسجد تھی جس پر بانی مسجد حسین بن ابو الہیجاء کے نام اور سن سن ۵۸۰ تاریخ پر مشتمل تختی لگی ہوئی تھی (مع الوہابیین فی خطتہم و عقائدہم صفحہ ۶۳)

۸۔ حمیری نے سرکار امام صاحب الزمان سے سوال کیا

هل یجوز لمن صلی عند بعض قبورهم ان یقوم وراء القبر ویجعل القبر قبلة

کیا یہ جائز ہے کہ زائر کسی معصوم کی قبر کے پاس نماز پڑھے اور قبر کے پیچھے کھڑا ہو اور قبر مطہر کو قبلہ بنا کر نماز پڑھے امام نے جواب میں تحریر فرمایا

اما الصلاة فانها خلفه ویجعل القبر امامه

نماز قبر معصوم کے پیچھے ہو کر پڑھے اور قبر کو قبلہ بنائے احتجاج طبرسی جلد ۲ صفحہ ۳۱۲ علامہ مجلسی نے ایسی احادیث کو تقیہ پر محمول کیا ہے جن میں قبر کو قبلہ بنانے کی ممانعت ہے بحار جلد ۱۰۰ صفحہ ۱۲۸ علامہ مجلسی نے شہید اول کی کتاب الدروس کے حوالہ سے یہ بھی لکھا کہ

رویت رخصة فی صلاتهما الی القبر ولو استدبر القبلة

ایک روایت میں اس بات کی اجازت و رخصت بھی منقول ہے کہ نماز زیارت دو رکعت نبی و امام کی قبر مبارک کی طرف منہ کرکے پڑھ لے اگرچہ اس میں قبلہ کو پشت آئے بحار جلد ۱۰۰ ر ۱۳۵ اگرچہ شہید نے اس سے اختلاف کرکے لکھا ہے کہ اگر قبر مبارک دور ہو تو اس طرح نماز زیارت پڑھ سکتا ہے یہ تو علماء امامیہ کا مسلک

Presented by www.ziaraat.com

میت کو قبر کا طواف کرانا

مصنف لکھتے ہیں "اکثر لوگ مرنے والوں کو مزارات مقدسہ کا طواف کراتے ہیں اولا" تو طواف صرف خانہ کعبہ کا ہی جائز ہے اسلام میں اور کسی چیز کا طواف جائز نہیں ہے صادقین میں سے ایک بزرگوار سے مروی ہے فرمایا نہ پیشاب کرو کھڑے ہوئے پانی میں اور نہ طواف کرو قبر کا (بحار ۲۲) جناب رسالتمآبؐ فرماتے ہیں میری قبر کو قبلہ و مسجد نہ بناؤ خدا لعنت کرے یہود پر جنہوں نے انبیاءؑ کی قبور کو قبلہ و مسجد بنایا قبروں پر خیرات کرنا قربانی کرنا بھی شرعا" ناجائز ہے اسی طرح قبروں پر مسجد بنانا یا چراغ جلانا بھی شرعا" منع ہے۔ ملخص اصلاح الرسوم صفحہ ۲۵۸

الجواب

خانہ کعبہ کے طواف کے مخصوص احکام ہیں چاہے طواف واجب ہو یا سنت خانہ کعبہ کا طواف سات چکروں پر ہی مکمل ہوتا ہے باوضو ہونا اور اس کے بعد مقام ابراھیم پر دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہوتا ہے اس تعداد میں کمی بیشی کرنے سے طواف باطل ہوجاتا ہے یہ طواف اپنے تمام احکام و خصوصیات کے ساتھ خانہ کعبہ کے لیے ہی خاص ہے اگرچہ اس طواف کے دائرہ کے اندر مقام حجر میں حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ زوجہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی قبور کو شامل کرنا واجب ہوتا ہے اور مقام حجر و حطیم کے اندر سے طواف کرنا باتفاق علماء اسلام باطل ہوجاتا ہے۔

البتہ تعظیم و تکریم کے لیے چاہے ایک چکر پر مشتمل طواف ہو مزار معصومینؑ کے لیے کرنا ہرگز حرام و ممنوع نہیں ہے شروع اسلام سے ہی مسلمانوں کا وطیرہ تھا کہ آنحضرتؐ کے مرقد مقدس کا طواف کرتے تھے جس سے سب سے پہلے حجاج بن یوسف نے یہ کہہ روکا کہ "ان لوگوں کی خرابی ہو جو (معاذ اللہ) بوسیدہ ہڈیوں کا طواف کرتے ہیں اور قصر عبدالملک بن مروان کا طواف نہیں کرتے حیوۃ الحیوان جلد

۲ صفحہ ۱۷۰ (حج الکرامہ نواب صدیق حسن خان) ڈھکو نے خود اس روایت کو نا
احمدی کے حوالے سے اثبات امامت کے صفحہ ۳۷۲ پر تحریر کیا ہے اور وہابیوں
خصوصا" حجاج بن یوسف کے عمل کی مخالفت کی ہے مگر اب موافقت سمجھ سے بالا
ہے مومنین خود فیصلہ فرمائیں کہ یہ تبدیلی عقیدہ کیوں ہے۔ مصنف اصلاح الرسو
نے خود اصول الشریعہ طبع اول صفحہ ۲۲۲ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کا قول لکھ
ہے۔ "جب لوگ کسی نبی یا عبد صالح کی قبر کو بوسہ دینا یا بطور تبرک مس کرنا یا
کے اردگرد طواف کرنا شروع کردیں تو اس کا حکم ایک بت کا ہوجاتا ہے لہٰذا اس
گرانا کھودنا اور اس کی اہانت کرنا واجب ہوجاتا ہے" سیرت اہل بیتؑ میں مزارا
مقدسہ کا طواف تعظیمی کرنا سنت ہے۔ حتی کہ ہماری کتاب کافی میں نبی عباسیہ
مشہور قاضی یحیٰ بن اکثم کا قول منقول ہے۔

بینا انا ذات یوم دخلت اطوف بقبر رسول الله فرائیت محمد بن
علی الرضا ؑ یطوف به

(کافی جلد ۱ ر ۳۵۳) ایک دن میں قبر رسول اللہ کا طواف کرنے کے لیے مسجد نبو
میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں مجھ سے پہلے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام مصروف
طواف ہیں" اسی طرح ملائکہ کا قبر امام حسین علیہ السلام کا طواف کرنا بھی منقول
زیارت ناحیہ مقدسہ میں یہ الفاظ وارد ہیں

السلام علیک یا مولای وعلی الملائکۃ المرفوفین حول قبتک
الحافین بتربتک الطائفین بعرصتک

بحار جلد ۱۰۱ صفحہ ۳۱۷ صفحہ ۳۲۰ (علامہ مجلسی نے صفحہ ۳۲۸ پر لکھا ہے کہ یہ زیار
ناحیہ مقدسہ امام زمانہ سے صادر ہوئی ہے بحوالہ المزار الکبیر مشھدی ص ۱۶ ر ا
سلام ہو آپ پر اے میرے مولا اور ان ملائکہ پر جو آپ کے روضہ کے گنبد
اردگرد پر پھیلائے ہوئے ہیں اور آپ کی تربت کو گھیرے ہوئے ہیں اور آپ
مقام اقدس کا طواف کررہے ہیں امام صادق علیہ السلام کا فرمان ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

والذی نفسی بیدہ ان حولہ اربعۃ الاف ملک شعثا غبرا یبکونہ الی یوم القیامۃ

(کامل الزیارات جعفر بن قولویہ قمی صفحہ ۱۰۹) مجھے اس اللہ کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے قبر امام حسین علیہ السلام کے اردگرد چار ہزار بال پراگندہ ملائکہ ہیں جو تاقیامت ان پر گریہ کرتے رہیں گے امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر کے اردگرد ستر ہزار ملائکہ تا قیامت گریہ و بکاء میں مشغول ہیں (عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۴۴)

موصل عراق کے معروف عالم و محدث اہل سنت جمال الدین محمد بن علی بن ابی منصور متوفی ۵۵۹ھ کے بارے میں منقول ہے کہ ان کی میت کو موصل عراق سے مدینہ منورہ لایا گیا اور روضہ حضور اکرمؐ کا طواف کرا کے مشرقی سمت کے رباط میں دفن کیا گیا ملاحظہ ہو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ ر ۱۲۳ تاریخ ابن کثیر جلد ۱۲ ر ۲۴۹ طبع مصر میت کو قبر معصوم کی زیارت کرانا تو سنت معصوم ہے خود سرکار امام حسن علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

اذا قضیت نحبی فغمضنی و غسلنی وکفنی واحملنی علی سریری الی قبر جدی لا جدد بہ عہد ثم ردنی الی قبر جدتی فاطمہ فادفنی ھناک

(ارشاد شیخ مفید صفحہ ۱۷۳) جب میرا وصال ہو جائے تو میری آنکھیں بند کرنا اور مجھے غسل و کفن دے کر میرا جنازہ اٹھوا کر مجھے جد گرامی کے مزار مقدس کے پاس لے جانا تاکہ میں ان سے تجدید زیارت کرلوں پھر مجھے جدہ فاطمہ بنت اسد کے مزار کے پاس بقیع میں دفن کر دینا علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ اس طرح کی بہت کافی احادیث وارد جن سے ثابت ہوتا ہے کہ میت کو ضرائح مقدسہ کی طرف لے جاکر زیارت کرانا مستحب ہے جیسا کہ مشاہد مقدسہ میں معروف ہے۔ باقی رہی وہ حدیث جس کا ڈھکو صاحب نے حوالہ دیا ہے کہ لا تطف بقبر کسی قبر کا طواف نہ کرو تو انہوں نے

اس کا غلط مطلب لیا ہے اہل سنت کے علامہ ابن اثیر نے بھی کتاب النھایہ جلد ۳ صفحہ ۵۲ میں لکھا ہے کہ یہ طواف سے مشتق نہیں ہے بلکہ طوف سے مشتق ہے جس کا معنی یہ ہے کہ کسی قبر کے پاس پاخانہ مت کرو اہل مدینہ کی زبان میں طوف کا یہ مطلب عام تھا اگر ہم اس سے طواف ہی مراد لیں تب بھی عام قبور کا طواف کرنے کی ممانعت ثابت ہے مرقد معصوم اس سے مستثنیٰ ہوگا ہر عام ایک لحاظ سے خاص ہوتا ہے باقی رہا آنحضرتؐ کا فرمان کہ میری قبر کو قبلہ و مسجد نہ بناؤ تو اس کا تفصیلی جواب اس سے قبل دیا جاچکا ہے اسی طرح ہم پہلے بھی یہ بیان کرچکے ہیں کہ اہل بیت علیہم السلام سے منقول کسی حدیث میں قبور پر چراغ روشن کرنے کی ممانعت منقول نہیں ہے بلکہ تاریکی میں عبادت کرنے کے لیے چراغ روشن کرنے کا جواز وارد ہے (سفینۃ البحار جلد اول صفحہ ۶۱۲ حدیث توقیع از سرکار حجت العصر سلام اللہ علیہ) مزارات معصومینؑ و قبور صالحین پر دعا و تلاوت کے لیے روشنی کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا چراغ جلانا ثواب ہے جیسا کہ مساجد میں چراغ جلانا ثواب ہے حدیث ہم بیان کرچکے وہابیوں کے سرخیل ابن قیم نے زاد المعاد مترجم جلد اول صفحہ ۳۵۱ میں لکھا ہے کہ "نبی نے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے اور ان پر چراغ جلانے کی ممانعت فرمائی اور آپ نے اس کو سختی سے روکا" ہمیں افسوس ہے کہ وہابیوں کی حدیث پر عمل کرکے اب شیعوں کو یہ تبلیغ کی جارہی ہے کہ قبور پر چراغ نہ جلاؤ باقی باتوں کے جوابات آگے بیان ہونگے۔

(۱) طواف مرقد امیر المومنینؑ کے متعلق

علامہ ابن ابی حدید معتزلی بغدادی کا عقیدہ

Presented by www.ziaraat.com

اہل سنت کے مکتب فکر معتزلہ کے امام ابن ابی حدید معتزلی نے قصائد خمسہ علویات میں جناب امیر کی مدح میں یہ اشعار کہے ہیں۔

اذا طاف قوم بالمشاعر والصفا
فقبرک رکنی طائفا" و مشاعری
وان ذخرالاقوام نسک عبادة
فحبک اوفی عدتی و ذخائری

اگر کوئی قوم مشاعر اور صفا کا طواف کرتی ہے تو اے علی آپ کی قبر ہی میرے طوافوں کا رکن اور مشاعر ہے اور اگر قومیں مناسک حج کی عبادت کا ذخیرہ رکھتی ہیں تو آپ کی محبت میرا سب سے زیادہ وفادار توشہ اور ذخیرہ ہے۔

(۲) سید العلماء علامہ

سید علی نقی لکھنوی مرحوم کا عقیدہ

سید العلماء حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے قصیدہ مدحیہ فرماتے ہیں

صلی الالہ علی موسی بن جعفر ما طافت بمرقدہ الزوار واستلمت

اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ بن جعفر پر اس وقت تک درود بھیجتا رہے جب تک زائرین ان کی قبر کا طواف کرتے رہیں اور اس کو بوسہ دیتے رہیں (مجربات الامامیہ صفحہ ۵۷)

غیر خدا کے نام کی نذر منت

ڈھکو لکھتے ہیں ہمارے عوام مشکلات میں جناب سیدہ حضرت عباس یا سید الشہداء یا کسی امام کے نام پر منت مان لیتے ہیں اللہ کے سوا کسی ہستی کے نام کی منت جائز نہیں ہے اس سے اجتناب واجب ہے اصلاح الرسوم صفحہ ۲۳۱ ملخص

الجواب

شیعان حیدر کرار ابتداء سے ہی یہ مسئلہ بخوبی جانتے ہیں کہ نذر میں قربت الٰہی ہی مقصود ہوتی ہے اس نذر کا ہدیہ بہ ثواب پنجتن پاک یا بارہ ائمہ یا شہداء و صالحین کے نام کیا جاتا ہے اور متعلق نذر کی وجہ سے اس کی نسبت ان بزرگوار ہستیوں کی طرف دی جاتی ہے اس کے جواز بلکہ استحباب پر تمام سنی شیعہ فقہاء متفق ہیں چند شواہد ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضرت سرکار سید الشہداء علیہ السلام کی شہادت کے پہلے ہی سال ان کے مزار مقدس کی زیارت کی نذر و منت پوری ہونے سے ایک لاکھ لاولد عورتوں کے بچے پیدا ہوئے اور زائرین میں بے پناہ اضافہ ہوا کتاب النوادر علی بن اسباط صفحہ ۱۲۳ بحار جلد ۱۰۱ صفحہ ۷۵ نزہۃ اہل الحرمین صفحہ ۲۴

۲۔ بغداد میں حضرت عبید اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن حسین کا مزار مشہد النذور کے نام سے مشہور ہے جس کے متعلق اہل سنت کے نامور معتبر مورخ خطیب ابوبکر بغدادی متوفی ۴۶۳ھ نے تاریخ بغداد جلد اول صفحہ ۱۲ میں لکھا ہے تنوخی سے روایت کی ہے

انما شهر بقبر النذور لانه ما يكاد ينذر له نذر الا صح و بلغ الناذر ما يريد ولزمه الوفاء بالنذر وانا احد من نذر له مرارا لا احصيها كثيرة نذورا على امور متعذرة فبلغتها ولزمني النذر فوفيت به

یہ قبر النذور کے نام سے اس لیے مشہور ہے کہ ہمیشہ یہاں مانی جانے والی نذر صحیح ہوتی ہے اور نذر ماننے والا مراد پالیتا ہے میں نے خود کئی کئی مرتبہ مشکل سے مشکل کاموں کے لیے یہاں کی نذر مانی اور کامیاب رہا اور میں نے نذریں پوری کیں یہ قاضی ابو القاسم علی بن محسن تنوخی بغداد کے مشہور اہل سنت کے علماء میں سے تھے۔

۳۔ علامہ سید ابو الحسن محمد بن حسین شریف رضی متوفی ۴۰۶ھ مصنف نہج البلاغہ جن کے متعلق علامہ حرزالدین نجفی فرماتے ہیں

مرقدہ مشید عامر علیه قبته ورسم قبرہ صندوق قدیم تسرج علیه

Presented by www.ziaraat.com

الشموع و تنذر له النذور وللناس فیه کمال العقیده مراقد المعارف جلد ۱ ر ۳۰۵ طـ نجف

کاظمین میں ان کی سابقہ قبر کی جگہ اب بھی پختہ اور آباد ہے اس پر قبہ ہے اور قبر کی جگہ پر پرانا صندوق ہے جس پر شمعیں جلائی جاتی ہیں اور لوگ نذریں مانتے ہیں کیونکہ ان کا ان پر بڑا کامل عقیدہ ہے حالانکہ یہ مزار جو سابقہ مزار کی علامت کے طور پر قائم ہے اور سرکار امام کاظم علیہ السلام کے مزار مقدس سے قریب تر ہے مگر اس پر بھی چراغاں ہوتا ہے لوگ نذریں مانتے ہیں۔ علامہ آیۃ اللہ عبدالحسین امینی نجفی فرماتے ہیں

فالنذر بالذبح وغیره للانبیاء والاولیاء امر مشروع سائغ من سیرة المسلمین عامة من دون ای اختصاص بفرقة دون اخری الغدیر جلد ۵ ر ۱۸۲

پس انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کے لیے کوئی قربانی ذبح کرنا یا نذر دینا یہ تمام مسلمان حضرات کی سیرت میں بلا تفریق مذہب جائز رہا ہے اہل سنت کے علامہ خالدی نے صلح الاخوان صفحہ ۱۰۹ میں کہا ہے

استدلال الخوارج علی عدم جواز النذر فی اماکن الانبیاء والصالحین زاعمین انه من اعیاد الجاهلیة غایته التحقیر لهم بالخصوص الانبیاء فان من انتقصهم ولو بالکتابة یکفر ولا یقبل توبته

خارجیوں کا دلیل قائم کرنا کہ انبیاء و صالحین کے مقامات پر نذر جائز نہیں ہے اور یہ گمان کرنا کہ یہ بت ہیں اور یہ نذر جاہلیت کی عیدوں میں سے ہے یہ ان بزرگوں کی خصوصاً" انبیاء کی سخت توہین و تحقیر ہے پس جو شخص تحریراً" بھی انبیاء کی تنقیص کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

مزارات و قبور کے نذرانے چڑھاوے

مصنف نے صفحہ ۲۸۸ ر ۲۸۹ پر لکھا ہے کہ کوئی دنبہ لا رہا ہے کوئی بکرا لا رہا ہے لات و منات کے پجاریوں کی یاد تازہ کی جاتی ہے غیر اللہ کے نام کی منت حرام ہے نذرانوں میں عصمتوں کے آبگینے بھی شامل ہوتے ہیں۔ (اصلاح الرسوم)

الجواب

اس کا جواب تو گذشتہ پیرایہ میں دیا جا چکا ہے کیونکہ یہ زبان ہی نجدی اور ابن تیمیہ کی استعمال کی گئی ہے اور یہ بد زبانی ان ہی کی تقلید میں کی گئی ہے ورنہ ڈھکو صاحب کو بخوبی معلوم ہے کہ مقامات مقدسہ و متبرکہ پر چڑھاوے نذرانے تو ابتداء اسلام سے جاری ہیں ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ میں لکھا ہے کہ خانہ کعبہ کے لیے اسلام سے قبل بھی بڑے بڑے قیمتی چڑھاوے آتے تھے جن میں سونے کے ہرن تلواریں وغیرہ ہوتے تھے فتح مکہ کے وقت آنحضرت صلعم نے خانہ کعبہ کے کنویں سے ستر ہزار اوقیہ سونا نکلوایا (تاریخ مکہ ازرقی جلد اول صفحہ ۲۴۶) نیز اس میں دو قنطار وزن کے دس لاکھ سونے کے دینار بھی نکالے گئے صحابہ کرام نے مشورہ دیا کہ ان اموال کو لشکر پر خرچ کریں مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ مراکش کے اہل سنت کے عالم احمد بن جعفر خزاجی متوفی ۶۰۱ھ کے مزار پر ہر روز آٹھ سو مثقال یا ایک ہزار مثقال خالص سونے کے نذرانے آتے تھے جو مزار اور زائرین کے مصارف کے لیے خرچ کیے جاتے تھے۔ (نیل الابتہاج صفحہ ۶۹) مزارات صالحین کو لات منات سے تعبیر کرنا ہی نجدی وہابی ہونے کا سب سے بڑا ثبوت ہے بلکہ مزارات ائمہ اطہار علیہم السلام کے سونے کے قبوں اور مناروں پر واضح طنز ہے باقی رہے عصمت کے آبگینے تو وہ اگر مساجد میں بھی (خدانخواستہ) لوٹے جائیں تو مجرموں کا قلع قمع کیا جائے گا اور مساجد کو نہیں گرایا جائے گا۔

کبرت کلمة تخرج من افواههم

Presented by www.ziaraat.com

قبروں پر خیرات و صدقات کا حکم

باقی رہا یہ کہ ڈھکو صاحب نے لکھا ہے کہ قبروں پر خیرات تقسیم کرنا قربانی کرنا شرعاً" ممنوع ہے نہ تو انہوں نے اس پر کوئی ثبوت پیش کیا ہے نہ حدیث نقل کی ہے حالانکہ یہ ابن تیمیہ ہی کا فتوی ہے کہ قبروں پر خیرات قربانی کرنا ممنوع ہے جادہ حق صفحہ ۱۳۶ نیز یہ کہ اہل قبور کے لیے نذر یا ذبیحہ کرنے والے مشرکین کے حکم میں ہیں جو بتوں پر چڑھاوے چڑھاتے تھے تمام محققین علماء اہل سنت نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیت پر منحصر ہے اگر نذر کا مقصد قربتہ الی اللہ ہو اور قبور کے اردگرد مقیم فقراء و مستحقین کو نفع پہنچانا ہو تو اس صورت میں نذر پوری کرنا واجب ہو گا یہی قول احناف شوافع کا ہے ملاحظہ ہو (صلح الاخوان خالدی صفحہ ۱۰۹ طبع مصر) نیز علامہ عزامی نے فرقان القرآن صفحہ ۱۳۳ میں لکھا ہے کہ انبیاء اولیاء کے لیے ذبیحہ ذبح کرنا جب کہ نیت یہ ہو کہ اس کا ثواب صاحب قبر کی روح کو حاصل ہو یا بطور ھدیہ بارگاہ معصوم میں پیش کیا جائے تو ہمیشہ سے سیرت مسلمین اور اہل اسلام کا معمول ہے جس کا جواز حدیث ثابت بن ضحاک سے ثابت ہے یہ حدیث سنن ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۸۰ میں وارد ہے شیعہ احادیث میں اس کی توثیق و تائید موجود ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

یدخل علی المیت فی قبرہ الصلاۃ والصوم والحج و الصدقۃ و البر والدعاء و یکتب اجرہ للذی یفعلہ و للمیت عدۃ الداعی صفحہ ۵۸ بحار الانوار جلد ۸۲ صفحہ ۶۳

میت کو قبر میں نماز، روزہ، حج، صدقہ (نیکی دعا وغیرہ کا ثواب پہنچتا ہے اور یہ ثواب صدقات و عبادات دینے والے کے لیے بھی ہے اور میت کے لیے بھی ظاہر ہے کہ خیرات و ذبیحہ جو قبور پر کئے جائیں گے ان کا مقصد بطور صدقہ میت کے لیے ایصال ثواب ہی ہو گا پھر شرعاً" کس طرح ناجائز ہو سکتا ہے ڈھکو صاحب ابن تیمیہ کے فتووں

کو شیعوں کے سر پر نہ تھوپیں۔

خاندانی قبرستان یا مقامات مقدسہ کی طرف میت کی منتقلی

ڈھکو صاحب لکھتے ہیں "عام لوگ مرنے والوں کو ان کے آبائی قبرستان میں لے جاکر دفن کرتے ہیں چاہے وہ کتنا دور ہی کیوں نہ ہو شریعت کا حکم ہے مرنے والا جہاں مرے اسے وہیں دفن کرنا چاہیے کچھ لوگ زر کثیر خرچ کر کے میت کو مزارات مقدسہ کی طرف لے جاتے ہیں بعض بڑے علماء اس فعل کے عدم جواز کے قائل ہیں احوط یہی ہے کہ جس کا جہاں انتقال ہو اسے وہیں سپرد خاک کیا جائے کچھ لوگ میت کو امانتی طور پر دفن کر دیتے ہیں اور پھر وہاں سے میت کو نکال کر منزل مقصود تک لے جاتے ہیں قبر کا اکھیڑنا حرام ہے فاضل بریلوی بھی لکھتے ہیں یہ فعل حرام ہے ائمہ اطہارؑ کے زمانہ میں ایسا نہیں ہوا کہیں نہیں ملتا کہ ان کے دور میں موالیان اہل بیتؑ نے اپنے مرنے والوں کو مزارات مقدسہ لے جاکر دفنایا ہو ہمارا فرض منصبی ہے کہ ان تلخ حقائق کو لکھ کر اپنی ہی برادری کی ناراضگی مول لی۔

(ملخصاً" اصلاح الرسوم صفحہ ۲۶۲)

الجواب

"اس فتوی میں بھی ڈھکو صاحب نے شیعہ مسلک اور شیعہ فقہی قواعد اور دیگر اکابر مجتہدین عظام کے فتاوی کے تقدس کو ملحوظ نہیں رکھا اور ابن تیمیہ او محمد بن عبدالوہاب نجدی کے مسلک کی حمایت کھل کر کی ہے حالانکہ ثناء اللہ امرتسری اہل حدیث نے الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۵۲ میں لکھا ہے حضرت عائشہ کا بھائی عبدالرحمن حبشہ میں فوت ہوا وہاں سے مکہ لایا گیا کسی ضرورت و مصلحت کے تحت ایسا کرنا جائز ہے فتاوی ثنائیہ اب ہم یہاں قارئین کرام کے اطمینان کے لیے چند مشاہیر انبیاء و اصحاب کرام و علماء اعلام کے بارے میں مستند روایات درج کرتے

Presented by www.ziaraat.com

ہیں جن کی موت کسی جگہ واقع ہوئی مگر ان کو دفن کسی اور جگہ کیا گیا یا ان کو قبر سے نکال کر دوسری متبرک جگہ لے جاکر دفن کیا گیا یہ حضرت آدم سے لے کر اب تک شریعت کا معمول رہا ہے۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کا انتقال مکہ مکرمہ میں ہوا اور حضرت نوح نے ان کی لاش کو ان کی قبر سے جو غار کوہ ابو قبیس مکہ میں تھی نکال کر ایک روایت کے مطابق بیت المقدس میں اور شیعہ روایات کے مطابق نجف اشرف میں لے جاکر دفن کیا تاریخ طبری جلد ۱ صفحہ ۸۰ الغدیر امینی جلد ۵ صفحہ ۶۸ مستدرک الوسائل جلد اول صفحہ ۱۲۲

۲۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا انتقال مصر میں ہوا اور ان کی لاش کو شام لے جاکر دفنایا گیا۔ سفینۃ البحار جلد ۲ صفحہ ۳۹۸ طبری جلد ۱ صفحہ ۱۶۱ معجم البلدان ۳ ر ۲۰۸

۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر میں انتقال فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی جسد مبارک کو نکال کر شام میں ان کے والد حضرت یعقوب کی قبر کے ساتھ جا دفنایا۔ سفینۃ البحار جلد ۲ صفحہ ۳۹۸ مستدرک الوسائل جلد ۱ صفحہ ۱۲۲

۴۔ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے کوفہ میں قیام کے دوران یمن سے ایک شخص ایک ناقہ پر ایک جنازہ لے آیا اور اس نے مولا سے مخاطب ہو کر کہا میت ایک شخص کی ہے جس نے وصیت کی تھی کہ مجھے نجف لے جاکر دفنانا کیونکہ وہاں ایک ایسا شخص دفن ہوگا جس کی شفاعت میں قبیلہ ربیعہ و مضر جتنے لوگ جنت میں جائیں گے حضرت علی نے فرمایا وہ شخص میں ہوں چنانچہ آج بھی نجف میں اس یمانی کا مقبرہ مشہور ہے۔ مستدرک الوسائل جلد اول صفحہ ۱۲۱ اگر یمن سے نجف لے جاکر میت دفن کرنا حرام ہوتا تو مولا علی فوراً" اس کو جنازہ واپس لے جانے کا حکم دیتے۔ علامہ حرز الدین نجفی یمانی کا واقعہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

ذکرہ الفقہاء فی ادلۃ جواز نقل الموتی الی وادی السلام لشرف

بقعتہ وسلامتہ دفنیہ من عذاب البرزخ و مسالتہ منکر و نک
وردت بہ الاخبار الصحیحۃ المراقد جلد دوم صفحہ ۳۸۶
نجف الحدائق بحرانی جلد ۴ صفحہ ۳۲۸ طبع ایران

فقہاء شیعہ نے اس واقعہ سے دلیل قائم کی ہے کہ میت کو اس کے شہر سے
السلام نجف نقل کرنا جائز ہے کیونکہ یہ جگہ مشرف ہے اور اس میں دفن ہو
عذاب برزخ اور سوال منکر و نکیر سے محفوظ ہے یہ صحیح روایات میں وارد ہوا

۵۔ تمام علماء شیعہ اور محققین اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ خود جناب
المومنین کا انتقال ان کے اس مکان مبارک میں ہوا جو کہ مسجد کوفہ سے
طرف قریب واقع ہے مگر آپ کو وصیت کے مطابق کوفہ شہر سے سات
نجف میں لے جاکر دفن کیا گیا کیونکہ وادی السلام اور نجف کی زمین کو
دھقانوں سے چالیس ہزار درھم میں خریدا تھا۔ (فرحۃ الغری صفحہ ۲۹) تا
ء ماکر جلد اول صفحہ ۲۰۲ اگر میت کو اپنے ہی شہر میں دفن کرنا واجب ہوتا
صاحب کے فتوی کے مطابق شہر سے دور لے جاکر دفن کرنا حرام ہوتا تو امیر
کو کوفہ میں ہی دفن کیا جاتا گویا ڈھکو صاحب کے نزدیک مولائے کائنات
اشرف میں دفن ہونا ان کی نظر میں صحیح نہ ہوا لہذا ان کو "نجفی" کہلانے
ہے؟ کیا ڈھکو صاحب قوم کو اپنا یہ فتوی بتلا رہے ہیں کہ نجف میں امیر
مدفن خلاف شریعت ہے؟

۶۔ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی ہمرکابی میں جنگ صفین میں
جلیل القدر صحابہ کرام نے شہادت پائی تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ مولا
نے شہداء صفین کو شہر رقہ میں صفین سے مغربی طرف خصوصی قبرستان میں
اور کشتیوں پر جنازے صفین سے رقہ نقل کیے گئے تاریخ رقہ طاہر غس
میں ہے کہ ابوبکر سائح ہروی نے پانچویں صدی میں اپنی کتاب الاشارات
الزیارات میں بہت سے صحابہ کرام کی قبور کا ذکر کیا ہے جو قبرستان رقہ

Presented by www.ziaraat.com

صفین کی تھیں جن کے جنازے میدان صفین سے اٹھوا کر کشتیوں کے ذریعے فرات دریا کی مغربی سمت میں شہر رقہ میں دفن کرائے جہاں آج بھی حضرت عمار ابن یاسر اور حضرت اویس قرنی کے مزارات موجود ہیں ملاحظہ ہو مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ صفحہ ۲۹۸ اگر جنازے دوسری جگہ منتقل کرنا شرعاً" ممنوع تھا تو سرکار امیر المومنینؑ نے یہ جنازے معرکہ صفین سے کیوں اٹھوائے۔

۷۔ حضرت مقدادؓ صحابی کا انتقال مدینہ منورہ سے تین میل دور مقام جرف میں ہوا مگر ان کے جنازہ کو وہاں سے اٹھوا کر مدینہ لایا گیا اور جنت البقیع میں دفن کیا گیا اس پر سب کا اتفاق ہے ملاحظہ ہو الاستیعاب جلد ا صفحہ ۲۸۰ اسد الغابۃ جلد ۴ صفحہ ۴۱۱ الدرجات الرفیعہ صفحہ ۲۲۵ طبع نجف اشرف

۸۔ سعد بن ابی وقاص صحابی کا انتقال مقام عقیق میں ہوا اور ان کو وہاں سے منتقل کر کے مدینہ میں دفن کیا گیا۔ طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۴۷ طبع بیروت

۹۔ عبداللہ بن عمرو بن حزام انصاری جو کہ حضرت جابر صحابی کے والد تھے جنگ احد میں شہید ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حین حیات میں ان کے دفن سے چھ ماہ بعد ان کا جسد مبارک احد کے میدان سے قبر سے نکلوا کر دوسری جگہ دفن کیا گیا (صحاح ستہ) التاج جلد اول صفحہ ۳۱۰ طبع مصر عالم اہل سنت شیخ ناصیف ازہری نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ میت کو دفن کر کے بعد کسی ضرورت کے تحت دوسری جگہ لے جانا جائز ہے۔

۱۰۔ شہداء احد کے اجساد مبارکہ چالیس برس بعد صحیح سلامت حالت میں قبور احد سے نکلوا کر دوسرے مقامات پر دفن کئے گئے کسی امام نے اعتراض نہ کیا (صفۃ الصفوہ جلد ا ر ۱۴۷)

۱۱۔ فرزندان حضرت امیر مسلمؑ جن کی شہادت باتفاق کوفہ میں ہوئی مگر ان کے مزارات مقدسہ کوفہ سے ستر میل دور مسیب کے مقام پر ہیں علامہ حرز الدین نجفی فرماتے ہیں۔

هذا التبانی منهم هو المعبر عنه بالسیرة فاذا الشهرة والسیرة قامتا علی اثبات هذه البقعه لهما

علماء شیعہ کا ہمیشہ سے اسی کو بناء قرار دینا جو کہ سیرت سے تعبیر کیا جاتا ہے پس سیرت و شہرت قائم ہے کہ یہ مزارات ان شہزادوں کے لئے ہی ثابت ہیں مراقد المعارف جلد اول صفحہ ۱۷۰ طبع نجف

۱۲۔ حضرت حذیفہ یمانیؓ اور حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ صحابہ کرام جن کی سابقہ قبور مدائن عراق میں دجلہ کے کٹاؤ کی نذر ہونے لگیں شاہ فیصل اول نے خواب میں ان کی طرف سے اجساد مبارکہ دوسری قبور میں منتقل کرنے کا حکم سن کر ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ کو ان کی میتیں سابقہ جگہ سے منتقل کر کے حضرت سلمان فارسیؓ کے مزار کے پاس دفن کرا دیں آج بھی زائرین وہاں جا کر ان کے فیوض سے مشرف ہوتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں جنازوں کی تصاویر بر صفحہ ۲۵۲

۱۳۔ نہج البلاغہ کے مصنف علامہ سید شریف رضیؒ اور ان کے برادر گرامی سید مرتضیٰ علم الہدیٰؒ پہلے کاظمین میں دفن ہوئے پھر ان کے اجساد مبارکہ کئی سال بعد وہاں سے کربلا منتقل کئے گئے اور سید ابراہیم مجاب کی ضریح کے پاس دفن کئے گئے علامہ سید علی خان شیرازی فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں کربلا میں ان کی قبور ظاہر و نمایاں ہیں ملاحظہ ہو الدرجات الرفیعہ صفحہ ۴۶۳ صفحہ ۴۷۸ طبع نجف مراقد المعارف جلد اول صفحہ ۳۰۶ جلد ۲ صفحہ ۳۲۴ طبع نجف

Presented by www.ziaraat.com

۱۰ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ کو حضرت حذیفہؓ و حضرت جابرؓ کی صحیح سلامت لاشوں کو کنارۂ دجلہ سے منتقل کر کے حضرت سلمان فارسیؓ کے مزار میں دفن کیا جا رہا ہے!

۱۴۔ علامہ شیخ مفیدؒ جن کو پہلے ان کے مکان واقع کرخ بغداد میں دفن کیا گیا پھر چار سال بعد وہاں سے منتقل کر کے سرکار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے روضہ اقدس میں دفن کر دیا گیا رجال نجاشی صفحہ ۲۸۷

۱۵۔ علامہ حلی مرحوم کا جنازہ حلہ سے نجف اشرف لے جا کر دفن کیا گیا روضات جلد ۲ صفحہ ۲۸۲

شیخ طوسیؒ اور شیخ مفیدؒ کا بیان

ملت جعفریہ کے مائہ ناز فقیہ فرماتے ہیں۔

قد جاء حدیث یدل علی رخصة فی نقل المیت الی بعض المشاهد مشاهد آل الرسول ان وصی المیت بذلک

اگر میت نے وصیت کی ہو تو ایک حدیث میں آیا ہے کہ اس کو مشاہد آل رسولؐ کی طرف منتقل کرنے کی اجازت ہے۔ یہی قول شیخ طوسی کا بھی ہے۔ بحوالہ وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ ۲۰۳ بحار الانوار جلد ۸۲ صفحہ ۶۹ طبع جدید

محقق حلیؒ کا بیان

محقق حلی نے کتاب المعتبر میں لکھا ہے

علیه عمل الاصحاب من زمن الائمة الی الان وهو مشهور و نقل عمل الامامیته واجماعهم علے ذالک فی التذکرة والذکریٰ (بحار الانوار جلد ۸۲ صفحہ ۶۹)

جنائز کے مزارات مقدسہ کی طرف منتقل کرنے پر زمانہ ائمہ اطہارؑ سے لے کر اب تک اصحاب فقہاء شیعہ کا معمول چلا آ رہا ہے اور یہ قول مشہور ہے اس پر کتاب التذکرہ والذکری میں اجماع اور معمول امامیہ ہونے کا قول منقول ہوا ہے۔

شہید اول کا قول

شہید اول الذکریٰ میں فرماتے ہیں اگر وہاں صالحین یا شہداء کا کوئی

Presented by www.ziaraat.com

مقبرہ ہو تو اس کی طرف میت کو منتقل کرنا اور دفن کرنا مستحب ہے (بحار حوالہ بالا)

علامہ مجلسی کا بیان

علامہ مجلسی ارشاد فرماتے ہیں

روی فی اخبار کثیرۃ ما یدل علی استحباب تقریب المیت الی الضرائح المقدسة والزیارۃ بهم کما هو الشائع فی المشاهد المقدسة وعلی استحباب الدفن بقرب الاقارب والمقدسین (بحار جلد ۸۲ صفحہ ۷۰)

بہت سی احادیث سے یہ ثابت ہے کہ میت کو ضرائح مقدسہ کے پاس لے جانا اور اس کو پاک مقدس مقامات کی زیارت کرانا جیسا کہ عام وہاں پر معمول ہے نیز مستحب ہے کہ میت کو اس کے عزیز و اقارب اور صالحین و مقدسین کے قرب و جوار میں لے جاکر دفن کیا جائے۔

آیتہ اللہ امینی کا بیان

سرکار آقا عبدالحسین امینی فرماتے ہیں

ومن سبر التاریخ وجد الاطباق من علماء المذاهب علی جواز النقل فی الصورتین عملا (قبل الدفن و بعده) وکان من المرتکز فی الاذهان نقل الجثث الی البقاع الشریفه من ارض بیت الله الحرام او جوار النبی او قرب امام او مرقد ولی صالح او الی حیث مجتمع اهل المیت و قبور ذویه

(الغدیر جلد ۵ صفحہ ۶۷ طبع بیروت) جو تاریخ کی جانچ پڑتال کرے گا وہ یہ محسوس کرلے گا کہ تمام علماء مذاہب اسلام کا اتفاق ہے کہ دفن سے قبل یا دفن کے بعد دونوں صورتوں میں میت کو منتقل کرنا جائز اور معمول ہے اور یہ بات ذہنوں میں پختہ ہے کہ میتوں کو مقامات متبرکہ مثلاً سرزمین بیت اللہ الحرام مکہ جوار پیغمبر مدینہ

منورہ یا کسی امام یا ولی صالح کے قرب یا میت کے آبائی و اعزاء کے قبرستان میں لے جاکر دفن کرنا جائز ہے۔

خالصی کا فتویٰ

شیعہ نما وہابی مجتہد شیخ محمد خالصی نے بھی اس حقیقت سے انکار کرنے کی جرات نہیں کی اور واضح طور پر لکھا

یکرہ ان ینقل المیت لیدفن فی غیر البلد الذی مات بہ ولو الی بلدہ و مسقط راسه الا المشاهد المشرفه وهی محل قبر النبی والائمة المعصومین فانه لا یکرہ بل یرجح

(احیاء الشریعہ خالصی صفحہ ۱۷۵) مکروہ ہے کہ میت کو کسی دوسرے شہر کی طرف لے جاکر دفن کیا جائے چاہے وہ میت کا شہر یا اس کا وطن ہو سوائے مشاہد مشرفہ یعنی مدینہ منورہ یا دیگر ائمہ اطہار کے مدفن کے جہاں میت کو لے جانا مکروہ نہیں بلکہ راجح ہے۔

آئمہ اربعہ کا مسلک

فقہاء مالکیہ کا قول ہے کہ بابرکت مقامات کی طرف میت کو منتقل کرنا یا جہاں اس کے عزیز و اقارب کے لیے اس کی زیارت کرنا آسان ہو جائز ہے ورنہ شرائط ثلثہ کے بغیر حرام ہے فقہاء حنابلہ نے بھی کہا ہے کہ اگر میت کو منتقل کرنے کا مقصد صحیح ہو مثلاً کسی مقام شریف یا کسی صالح کا قرب و جوار چاہے دفن سے قبل ہو یا بعد بشرطیکہ بو پھیلنے کا خدشہ نہ ہو تو جائز ہے۔ الفقہ علی المذاہب الاربعہ جلد ۱ صفحہ ۴۲۱ فقہاء شافعیہ کا قول ہے میت کو بغیر کسی غرض و مقصد کے دوسری جگہ منتقل کرنا مکروہ ہے البتہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ بیت المقدس یا کسی صالح کی قبر کے جوار میں لے جاکر دفن کرنا مکروہ نہیں ہے اگر میت نے ایسی وصیت کی ہو تو اس کی وصیت پر عمل کرنا لازم ہے المنہاج برحاشیہ مغنی ابن قدامہ جلد ۱ صفحہ ۳۵۷ فقہاء

Presented by www.ziaraat.com

احناف کے نزدیک مقام انتقال میں دفن کرنا مستحب ہے اور دوسرے مقام پر منتقل کرنا جائز ہے جبکہ بو کے تغیر کا خوف نہ ہو بلاوجہ شرعی قبر کھودنا حرام ہے الفقہ علی المذاھب الاربعہ ار ۴۲۲ ہم یہ نہیں سمجھ سکے کہ جس مسئلہ پر تمام سنی شیعہ فقہاء کا اتفاق ہو اور علماء امامیہ کا اجماع ہو اور چودہ سو سال کے شیعہ فقہاء کا اپنا معمول بھی ہو وہ ڈھکو کی نظر میں کیونکر بدعت ہے یہاں تو وہ خالصی سے بھی ٹکرا گئے اور فقہ اسلامیہ سے باغی بن کر فخر کر رہے ہیں کہ ہم نے تیغ حقائق کا اعلان کرکے برادری کی ناراضگی مول لے لی ہے تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

فاتحہ خوانی کا طریقہ اور قل خوانی تیجہ دسواں چہلم برسی وغیرہ کا شرعی حکم

حضرت ڈھکو لکھتے ہیں "دین اسلام میں اس کے سوا کچھ نہیں کہ مرنے والے کا تین دن سوگ منایا جائے اور تیسرے دن صف ماتم اٹھائی جائے یہ قل خوانی وہ بھی تیجے تھال میں فروٹ دودھ شربت رکھ کر مولوی صاحب کا چند سورتیں پڑھنا قل خوانی کے بعد دسواں بیسواں چالیسواں چھ ماہی برس ہمیں اس سلسلہ میں کوئی چیز نہیں ملی یہ رسم کہاں سے آئی پلاؤ حلوے اور میت کو دفن کرنے کے بعد حلوہ پھر زردہ کھلانا یہ رسم بد ہے سوگوار خاندان کے پاس روٹی کھانے کی جاہلیت کی رسم ختم کردیں صفحہ ۲۶۴ صفحہ ۲۶۳ صفحہ ۲۶۵ پھر چار جمعرات کرنا کھانے پھل فروٹ سامنے رکھ کر ختم دلوانا یہ خالص ہندوانہ رسم ہے وہاں پنڈت پڑھتا ہے یہاں ملا پڑھتا ہے قرآن کا ثواب الگ ملتا ہے اطعام طعام کا الگ بشرطیکہ مستحق کو کھلایا جائے دونوں کو یک جا کرنا ہندوانہ رسم ہے صفحہ ۲۷۸ اصلاح الرسوم (ملخصا) طرفہ تماشہ یہ ہے کہ روپیہ غلہ ایصال ثواب کے لیے دیا جائے تو سامنے رکھ کر کچھ نہیں پڑھا جاتا لیکن کھانے پر پڑھنا ضروری سمجھا جاتا ہے اس فرق کی شرعی دلیل کیا ہے؟

الجواب

یہ عبارات بھی کافی حد تک دیوبندیوں کی کتاب بہشتی زیور جلد ۶ صفحہ ۴۸ سے ماخوذ ہے مولوی اشرف علی تھانوی کے الفاظ بھی یہی ہیں "اگر ثواب پہنچانے کے لیے طباق کا سامنے رکھنا ضروری ہے تو روپیہ پیسہ کپڑا غلہ ثواب بخشنے کے لیے دیا جائے تو اس پر فاتحہ کیوں نہیں پڑھی جاتی" اسی طرح ثناء اللہ امرتسری اہل حدیث نے بھی فتاوی ثنائیہ صفحہ ۳۴ میں لکھا ہے کہ تیجہ چوتھے یا چالیسویں دن مردے کے لیے قرآن خوانی کے لیے رسمی طور پر دن مقرر نہ کیا جائے صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں کہ ختم میت جو آج کل دیا جاتا ہے کھانا سامنے رکھ کر کچھ پڑھتے ہیں یہ بدعت ہے" ہمیں دیوبندیوں کے فتوی پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام کا عمل و فرمان اس سلسلہ میں کیا ہے شریعت میں میت کے ایصال ثواب یا فاتحہ خوانی کا کوئی مخصوص طریقہ منقول نہیں ہے اور کوئی ممانعت بھی وارد نہیں ہے کہ ایصال ثواب کے لیے کوئی دن مقرر کرلیا جائے چاہے سوئم ہو یا چہلم یا برسی بدعت اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب یہ کہا جائے کہ یہ رسوم شریعت ہی کی بیان کردہ واجبات ہیں اور ان کی پابندی واجب ہے اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے سرکار علامہ سید محمد علی طباطبائی بدعت و تشریع کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ارشاد فرماتے ہیں۔

البدعة عبادة عن ادخال ما علم و ثبت انه ليس من الدين و معلوم من جهة الدليل انه ليس من الدين واقعا" كاتيان النوافل اليومية جماعه فحينئذ لا يمكن اتيان الفعل ولو بعنوان الرجاء واحتمال المحبوبية واما التشريع فهو عبارة عمالم يثبت نفيا او اثباتا انه من الدين ولم يعلم انه من الدين فاتيان الفعل ناسبا له الى الشرع بانه منه تشريع محرم ولكن يمكن هنا اتيان الفعل بعنوان الرجا و احتمال

Presented by www.ziaraat.com

المحبوبية من دون نسبه الى الشرع فاطلاق البدعة عليه غير
صحيح لا يخفى انه لو خص منه عدد في يوم معين ولكن لم ينسب
ذالک الى الشارع بل نظر في الاتيان به الى عموم رجحان هذا الذكر
في كل الاوقات و يشتغل به في عدد خاص في يوم خاص بقصد
عموم ذلك الرجحان فحنئيذ لا يكون حراما

حاشیہ انوار نعمانیہ جلد ۱ صفحہ ۱۷۲ صفحہ ۷۳، ملخص ترجمہ یہ ہے کہ بدعت وہ کام ہوگا جو یقینی طور پر دین میں داخل نہیں اور دلیل سے ثابت ہے کہ وہ دین کا حکم نہیں مگر اس کو دین کا حکم مان لیا جائے۔ مثلاً" نوافل یومیہ تو باجماعت پڑھنا اور اس کو حکم شرعی ماننا اور تشریعی حکم وہ ہوگا جس کا شریعت میں نہ حکم وارد ہے نہ اس سے ممانعت وارد ہے مگر اس کو بھی شریعت کی طرف منسوب کر کے بجالانا یہ حرام ہوگا لیکن اگر اس کام کو بعنوان امید ثواب و احتمال محبوبیت خداوندی کے شریعت کے نام منسوب کئے بغیر بجالائے تو اس کام کو بدعت کہنا صحیح نہیں ہے مثلاً" کسی ذکر کو مخصوص عدد میں کسی بھی دن کو مخصوص کر کے پڑھ لینا اسی خیال سے کہ اس سے ممانعت وارد نہیں نہ اس کا حکم واجبی وارد ہے اور رجحان ثواب کی امید ہو تو ایسا عمل حرام و بدعت نہیں ہوگا۔ لہذا میت کے ایصال ثواب کے لیے کوئی بھی تاریخ مقرر کرلینا یا فاتحہ خوانی میں قرآن کی کوئی بھی آیت پڑھ لینا یا سورہ پڑھنا اسی طرح صدقہ خیرات سامنے رکھنا یا ویسے بھی نیت کرلینا اس کے بارے میں کوئی شرعی ممانعت وارد نہیں بلکہ عمومی احکام وارد ہیں جمعرات کو قبرستان جاکر قبور کی زیارت کرنے پر احادیث وارد ہیں۔ (مفاتیح الجنان صفحہ ۵۶۹) (مطلب سوئم در زیارت قبور مومنین) روز جمعہ ارواح اموات کا اپنے گھروں میں جانا حدیث سے ثابت ہے ملاحظہ ہو فروع الکافی جلد اول صفحہ ۲۳۰ مرنے والوں کا صدقہ و خیرات و ثواب کے لیے اپنے وارثوں کے نام فریاد کرنا اور ثواب مانگنے کی التجاء کرنا احادیث میں وارد ہے (مفاتیح الجنان صفحہ ۵۷۰) لہذا یہ کہنا کہ قرآن کا ثواب الگ ہے اور

صدقہ خیرات کا الگ ان دونوں کو یکجا کرنا ہندوؤں کی رسم ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنف اصلاح الرسوم ہندوؤں کی رسوم و اس کے اعمال و رواج کے خاص سپیشلسٹ مجتہد ہیں ورنہ اسلام میں یہ کہاں سے ثابت ہے کہ مختلف ثواب یکجا کرنا حرام یا کفر ہے۔ اگر ایک شخص اعمال حج بھی بجا لا رہا ہو اور تلاوت بھی کر رہا ہو یا دعائیں پڑھ رہا ہو کیا اس نے مختلف ثواب یکجا نہیں کئے کیا یہ ہندوؤں کی رسم ہے کیا ہندو ہی ثواب اکٹھے کرتے ہیں جن کے اعمال ہی بنص قرآن اکارت و ضائع ہیں یہ فتوی بے اصل اور مضحکہ خیز ہے جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں کہ شریعت میں قل خوانی یا فاتحہ خوانی کا کوئی مخصوص طریقہ مقرر نہیں ہے بلکہ میت کے ایصال ثواب کے لیے عمومی طور پر صدقات خیرات قرآن وغیرہ کا ثواب پہنچانے کی ترغیب موجود ہے احادیث میں وارد ہے۔

يلحقه الصلاة والصدقة والحج عنه

مرنے والے کو نماز صدقہ حج کا ثواب پہنچتا ہے۔ (محاسن برقی صفحہ ۷۲) دوسری روایت میں ہے

اذا تصدق الرجل بنية الميت امر الله جبرئيل ان يحمل الى قبره سبعين الف ملك في يد كل ملك طبق و يقولون يا ولي الله هذه هدية فلان فيتلالاء قبره

(بحار جلد ۸۲ صفحہ ۶۳ ر ۶۴) جب کوئی شخص میت کو ثواب پہنچانے کی نیت سے صدقہ دیتا ہے تو اللہ تعالی جبرئیل کو حکم دیتا ہے کہ وہ ستر ہزار فرشتوں کو اس میت کی قبر کی طرف بھیجے ہر فرشتے کے ہاتھ میں ثواب صدقہ کا ایک طبق ہوتا ہے اور فرشتے جاکر قبر والے سے کہتے ہیں اے اللہ کے دوست یہ فلاں نے تیرے لئے ہدیہ بھیجا ہے تو اس کی قبر روشن ہو جاتی ہے"

دوسری روایت میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں

اذا قرء المومن آية الكرسي وجعل ثواب قرئته لا هل القبور جعل

Presented by www.ziaraat.com

الله من کل حرف ملکا یسبح له الی یوم القیامة

جب کوئی مومن کسی قبر والے میت کے لیے آیۃ الکرسی پڑھتا ہے اور اسکا ثواب میت کو دیتا ہے تو اللہ ہر ہر حرف سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اس کے لیے تسبیح پڑھتا ہے آنحضرتؐ کی ایک اور حدیث میں ارشاد ہے

اهدوا الموتاکم قلنا یا رسول الله ماهدیة المیت قال الصدقة والدعاء

اپنے مرنے والوں کے لیے تحفے دو ہم نے کہا یا رسول اللہ میت کا تحفہ کیا فرمایا صدقہ اور دعا (مستدرک الوسائل جلد اول صفحہ ۱۳۹)

قرآن کریم کی تمام آیات کی قرات کا ثواب بے حساب ہے حدیث میں ہے

قراته کفارة للذنوب و ستر فی النار و امان من العذاب و یکتب لمن یقرء بکل آیه ثواب مائة شهید

(بحار جلد ۹۲ صفحہ ۱۷) اس کا پڑھنا گناہوں کا کفارہ اور جہنم سے تحفظ اور عذاب سے امان ہے اور اس کی ایک آیت پڑھنے میں ایک سو شہیدوں کے برابر کا ثواب ملتا ہے میت کے لیے تلاوت قرآن کا ہدیہ کرنے کے متعلق حدیث میں ہے

من قرء قل هو الله احد احدی عشرة مرة ووهب اجره للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات مستدرک الوسائل جلد اول صفحہ ۱۳۹

جو گیارہ دفعہ قل پڑھ کر مرنے والوں کو اس کا ثواب جب کردے اس کو تمام مرنے والوں کی تعداد کے برابر اجر ملے گا سورہ حجر اور معوذتین کے ثواب بے حساب میں بے شمار احادیث معتبرہ بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۴۴ باب نمبر ۱۲۲ ر ۱۲۵ میں دیکھی جاسکتی ہیں لہذا ان احادیث کی روشنی میں قل خوانی اور میت کے ایصال ثواب کے لیے صدقات چاہے کھانے پینے کے ہوں یا لباس کے یا مومنین کو کھانا کھلانا اور اس کا ثواب میت کو دینے کا جواز بلکہ استحباب ثابت ہوجاتا ہے جو ان کو ہندوؤں کی رسم قرار دیتا ہے وہ شریعت مقدسہ کی بے حرمتی کا مرتکب ہوتا ہے اب رہا یہ کہ میت کا سوگ تین دن منایا جائے اور پھر صف ماتم اٹھالی جائے اللہ اللہ خیر سلا یہ

قول بھی بالکل خلاف شریعت ہے کیونکہ وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ ۲۱۲ میں تین روز میت والوں کے گھر کھانے بھیجنے کا استحباب لکھا ہے یہ کہیں نہیں ہے کہ انسان تین دن کے بعد کسی کا فاتحہ ہی قبول کرنے سے انکار کردے شریعت میں سوگ کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ جناب سیدہ زہراؑ نے آنحضرتؐ حضور اکرمؐ کا ۷۵ دن تک سوگ و غم کیا (بحار ششم صفحہ ۸۰۵) مدینہ منورہ میں پانچ یا چار سال تک شہداء کربلا کی نوحہ خوانی ہوتی رہی اور خواتین نے سیاہ لباس نے اتارا اور نہ آنکھوں میں سرمہ لگایا نہ سادات کے چولہوں میں آگ جلی اور ماتم داروں کے طعام کا انتظام امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف سے ہوتا رہا معالی السبطین جلد ۲ صفحہ ۱۲۶ محاسن البرقی صفحہ ۴۲۰ امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک فرزند کی وفات پر ایک سال تک نوحہ خوانی اور ماتم جاری رہا اکمال الدین صدوق جلد ا صفحہ ۱۶۲ بحار جلد ۸۲ صفحہ ۸۴ تین دن سوگواری کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

السنة فی اهل المصیبة ان یتخذ لهم ثلثه ایام طعام لشغلهم فی المصیبة

اہل مصیبت کیونکہ مصیبت میں مشغول رہتے ہیں لہذا تین دن ان کے گھر میں کھانا پکوا کر بھجوانا سنت ہے بحار جلد ۸۲ ر ۸۰

امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک روایت میں ہے کہ سال برابر دن رات تاریخ شہادت کے بعد امام حسین علیہ السلام پر نوحہ خوانی جاری رہی اور پھر تین سال مزید اس نوحہ خوانی کا سلسلہ رہا حتی کہ مسور بن مخرمہ اور صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت چھپ چھپ کر آتے تھے اور نوحہ سن کر گریہ کرتے تھے (بحار جلد ۸۲ ر ۱۰۲) امام محمد باقر علیہ السلام کی وصیت کے مطابق دس سال میدان منیٰ میں ان کا ماتم و نوحہ جاری رہا من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ ۱۱۶ تہذیب الاحکام جلد ۲ ر ۱۰۸ اب رہ گیا میت والوں کے گھر سے کھانا تو یہ عقلاً بھی ناپسندیدہ عمل ہے تاکہ ان کو زحمت نہ کرنی پڑے اسی لئے ان کے ہاں کھانا پکوا کر بھجوانے کا حکم موجود ہے البتہ اگر میت

Presented by www.ziaraat.com

والوں کی اپنی خوشی اور مہانداری کی وجہ سے ان کی طرف سے اس کا انتظام ہو تو کھانا کھالینا ہرگز ممنوع نہیں ہے کیونکہ حضرت ابوذر غفاریؓ نے مرنے سے قبل اپنی بیٹی کو وصیت کی تھی کہ کچھ نیک سیرت لوگ آکر مجھے غسل دیں گے اور میرے کفن دفن جنازہ کا انتظام کریں گے تم ان کے کھانے کے لیے بکری ذبح کرلو اور کھانا پکا کر رکھو اور ان کے دفن کے بعد بیٹی نے خود بتایا

انہ اقسم علیکم ان لا تبرحوا حتی تتغذوا فتغذینا وارتحلنا

خود حضرت ابوذرؓ نے تمہیں قسم دی ہے کہ تم کھانا کھائے بغیر مت جاؤ چنانچہ صحابہ کرام نے کھانا کھایا اور پھر چلے گئے (الدرجات الرفیعہ صفحہ ۲۵۳ طبع نجف) اسی طرح حضرت امام حسین علیہ السلام نے بنی اسد سے کربلا کی زمین خرید کر پھر ان کو بطور صدقہ بخش دی اور یہ شرط رکھی کہ میرے زائرین کو تین دن تک اپنے ہاں مہمان ٹھہرانا یہ روایت چار ائمہ اطہارؑ سے منقول ہے (معالی السبطین صفحہ ۱۷۵ کشکول بہائی) لہٰذا اہل میت خود اگر سوگواروں اور تعزیت کے لیے آنے والوں کو اپنے مہمان سمجھ کر کھانا کھلانے کا انتظام کردیں تو یہ کوئی جاہلیت کی رسم نہیں ہے اور نہ شرعاً ممنوع ہے امام جعفر صادق کا فرمان ہے

قرب ما عندک فان الجواد کل الجواد من بذل ما عندہ

(سفینۃ البحار جلد ۲ / ۶۷) جو کچھ تمہارے پاس میسر ہو مہمان کے سامنے پیش کردو پورا پورا سخی وہی شخص ہے جو حسب استطاعت خرچ کرے اسی طرح اگر کوئی صاحب استطاعت میت کے لیے بطور صدقہ حلوہ تقسیم کرے یا زردہ کھلا دے یا قبرستان میں گندم شیرینی بانٹے اس پر کوئی اعتراض کرنا بے جا ہے سرکار پیغمبر اسلامؐ کا فرمان ہے

لا اسراف فی الخیر

کار خیر میں خرچ کرنے میں کوئی فضول خرچی نہیں ہے (سفینہ جلد ۱ / ۶۱۶) لہٰذا ان حقائق سے ثابت ہوگیا کہ رسم قل خوانی یا ہندوؤں کی سرادھ میں کوئی مشابہت یا

قدر مشترک نہیں ہے وہابیوں کو کیونکہ ہر بات میں مخالف کو کافر مشرک قرار دینے کی رسم و عادت ہے لہٰذا کسی وہابی کے فتوے کو کوئی اہمیت نہ دی جائے"۔

باب ہشتم

مختلف رسوم کا بیان

بائیس رجب کے کونڈے

ڈھکو صاحب نے اصلاح الرسوم صفحہ ۲۸۳ پر بائیس رجب کی نذر و نیاز کے متعلق یوں لکھا ہے " منجملہ غلط رسوم کے ایک رسم ۲۲ رجب کے کونڈے بھی ہیں اگر کسی دشمن خدا و مصطفیٰ و آل عباؑ کی ہلاکت پر خوشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے امام کی بارگاہ میں ہدیہ کے طور حلوہ پوری کھایا یا کھلایا جائے تو قباحت نہیں لیکن جو اس کے شرائط وضع کئے گئے ہیں مثلاً" تاریخ ۲۲ ہی ہو اور سوا سیر شکر سوا سیر گھی لکڑ ہارے کا فرضی قصہ یہ التزام جائز نہیں ہے اہل ایمان کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے اصلاح الرسوم صفحہ ۲۸۳ تا صفحہ ۲۸۵

الجواب

یہ ساری عبارت بھی مذہب حقہ اور علوم محمد و آل محمدؐ سے عناد کی منہ بولتی تصویر ہے اہل بیت علیہم السلام کی روایات کے مطابق رجب کا پورا مہینہ ہی عبادت کا مہینہ ہے اور ان ذوات مقدسہ کے نام سے نذر نیاز پکانے اور کھلانے کی فضیلت وارد ہوئی ہے۔

۱۔ مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے

ان اللہ اطلع الی الارض فاختارنا واختار لنا شیعۃ ینصروننا و یفرحون بفرحنا و یحزنون لحزننا و یبذلون اموالھم وانفسھم فینا اولئک منا والینا (بحار جلد ۴۴ صفحہ ۲۸۷)

Presented by www.ziaraat.com

اللہ تعالیٰ نے زمین پر نگاہ فرمائی اور ہمیں برگزیدہ فرمایا اور ہمارے لئے ایسے شیعوں کو منتخب فرمایا جو ہماری مدد کرتے ہیں ہماری خوشی پر خوش ہوتے ہیں اور ہمارے غموں پر غمگین ہوتے ہیں اور ہمارے کاموں میں اپنے مال اور جانیں صرف کردیتے ہیں وہ ہم میں سے ہیں اور ان کی بازگشت ہماری طرف ہے

۲۔ حدیث قدسی میں وارد ہے

مامن عبد انفق من ماله فی محبّة ابن نبت نبیه و غیر ذلک درهما او دینارا الا و بارکت له فی دار الدنیا الدرهم بسبعین درهما (شرح باب حادی عشر صفحه ۶۵)

جو بھی بندہ نواسہ رسولؐ وغیرہ کی محبت میں اپنے مال میں سے ایک درہم یا دینار خرچ کرے گا میں دنیا میں اس کے ایک درہم میں برکت ڈال کر اس کو ستر درہم کے برابر کردونگا۔

۳۔ فرمان امام جعفر صادق علیہ السلام ہے

ما من مومن یطعم مومنا موسرا کان لو معسرا الا کان له بذلک عتق رقبة من ولد اسماعیل (محاسن برقی صفحه ۳۹۳)

جو مومن اپنے کسی امیر یا غریب مومن بھائی کو کھانا کھلادے گا گویا اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کردیا لہٰذا نیاز امیر غریب سب کو کھلانا ثواب ہے شریعت نے نیکیوں اور کارہائے ثواب کے لیے کوئی دن مخصوص کرنے سے منع نہیں کیا۔

بائیس رجب کی نیاز کی ابتداء

اب رہا یہ سوال کہ ۲۲ رجب کے کونڈے کب سے شروع ہوئے انجمن سپاہ صحابہ اور ڈھکو صاحب کا کہنا ہے کہ اس کی ابتداء لکھنؤ سے ہوئی تو ہماری تحقیق یہ ہے کہ یہ نیاز ائمہ اطہار علیہم السلام ہی کے زمانہ سے جاری ہے لیکن علماء

کی تحقیقات کی وجہ سے اس کی تاریخوں میں ردوبدل ہوتا رہا ہے ہمارے قدیمی محدث اجل سرکار علامہ شیخ مفیدؒ ۴۱۳ھ نے اپنی کتاب مسار الشیعہ (یعنی شیعوں کی خوشیاں) میں صفحہ ۷۰ رائے پر فرمایا ہے کہ ۱۲ رجب خوشی کا دن ہے کیونکہ اس تاریخ کو دشمن امیر المومنین علیہ السلام فلاں کی ہلاکت ہوئی

وهو یوم مسرة لاهل الایمان و حزن لاهل الکفر والطغیان

یہ دن اہل ایمان کے لیے خوشی اور اہل کفر و سرکشی کے لیے غم کا دن ہے اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرمان کے مطابق تیرہ چودہ پندرہ رجب کو شیعہ حضرات عمل ام داؤد کے مطابق روزے رکھتے ہیں اعمال و دعا پڑھتے تھے نیاز پکاتے تھے اور پندرہ رجب کو بالخصوص چند مزید خوشیاں شامل تھیں مثلاً" پندرہ رجب کو آنحضرت صلعم نے جناب فاطمہ الزہراؑء کا جناب امیر المومنین سے عقد نکاح فرمایا نیز اسی تاریخ کو تحویل قبلہ ہوا یعنی بیت المقدس سے ہٹ کر خانہ کعبہ کے قبلہ نماز بننے کا حکم وارد ہوا اسی تاریخ کو امام سجادؑ کی ولادت بھی منقول ہے محققین فریقین کی تحقیق کے مطابق اسی تاریخ کو "دشمن امیر المومنینؑ" کی ہلاکت کی تاریخ الامم و الملوک جلد ۳ صفحہ ۲۶۱ میں سعید بن دینار سعدی اور واقدی سے اور ابن کثیر نے البدایۃ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۲۵ میں ایک جماعت مورخینؒ سے نقل کیا ہے نیز دمیری شافعی نے حیوۃ الحیوان جلد ۱ صفحہ ۵۹ میں لکھا ہے زیادہ مورخین فریقین کا رجحان اسی طرف ہے لہٰذا شیعہ حضرات اس تاریخ کو دعائے ام داؤد منقول از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام پڑھتے تھے اور امام کے نام کی نذر نیاز دیتے تھے اور یہ دن کئی واقعات کی نسبت جو ہم نے بیان کئے یوم مسرت کے طور پر منایا جاتا رہا" مفاتیح الجنان اعمال ۱۵ رجبؒ حتیٰ کہ مصر سے اخبار الزینبات نامی کتاب کا انکشاف ہوا جس کے مطابق علماء نجف نے یہ اعلان کیا کہ جناب ثانی زہرا حضرت زینبؑ کا یوم وفات ۱۵ رجب ہے جیسا کہ علامہ نقدی نے کتاب زینب الکبریٰ صفحہ ۱۲۲ میں اور علامہ سید ہبتہ الدین شہرستانی نہ نہضۃ الحسین صفحہ ۹۱ میں اور صاحب

Presented by www.ziaraat.com

معالی السبطین نے جلد ۲ صفحہ ۱۳۲ میں لکھا بعض علماء شیعہ عراق نے پندرہ رجب کی خصوصیات کو برقرار رکھتے ہوئے ۱۴ ر ۱۵ رجب کو جناب زینبؑ کے یوم غم کا اعلان کیا اور اسی تاریخ کو نجف اشرف کربلا معلی میں مجالس و ماتم کا اہتمام ہونے لگا اور بازار بند کئے جانے لگے لکھنؤ جو عزاداران امام مظلوم کا قدیمی مرکز تھا یہاں جناب زینبؑ کا یوم وفات پہلے ۵ اور ۶ کی درمیانی شب جمادی الثانی کو منایا جاتا تھا سب سے بڑی مجلس شبیہ روضہ زینبیہ ملکیت رائے نشاط باغ میں نواب مہدی بیگم کی طرف سے ہوتی تھی۔ شب بیداری ہوتی تھی اور شبیہ تابوت برآمد ہوتی تھی دعوت نامہ اشتہار منظوم شائع ہوتا تھا جس کے آخر میں نواب مہدی بیگم کے نام کی بجائے یہ اشعار درج ہوتے تھے جو پردہ داری کی بہترین مثال ہیں

خاص یہ مجلس وہ کرتی ہے مدام
پردۂ عصمت میں ہیں جو نیک نام
صورت رنگ حنا ہے مستتر
تا امام عصر اس کی ہے خبر
جاں فدائے بنت سلطان نجف
گر قبول افتد زہے عز و شرف

۵ کی شب مجتہد کی اقتداء میں نماز مغرب و عشاء ہوتی تھی پھر مجلس کا آغاز ہوتا تھا اور نصف شب کے قریب تابوت اٹھتا تھا سیرت زینبؑ آغا مہدی مرحوم صفحہ ۲۳۱*

عراق میں ۱۵ رجب کی تاریخ کو یوم عزاء زینبؑ منانے کے اعلان کے بعد لکھنؤ میں بھی تبدیلی آنا تھی علامہ سید قائم مہدی نجفی خطیب مسجد امام بارگاہ آصف الدولہ نے اس موضوع پر گرانقدر مقالہ بھی لکھا لہٰذا علماء لکھنؤ نے اسی مجبوری کی وجہ سے نیاز امام جعفر صادق علیہ السلام کی تاریخ ۱۵ رجب سے ۲۲ رجب کو منتقل کردی کیونکہ ایک قول کے مطابق یہ تاریخ بھی دشمن علیؑ کی ہلاکت کی تاریخ تھی جیسا کہ تاریخ طبری جلد ۳ ص ۵۶۱ میں ابن اسحاق اور کئی مورخین کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور پندرہ رجب میں دعائے ام داؤد کی وجہ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی نیاز اسی حوالہ سے برقرار رہی اور اس کی برکت وفیض رسانی اور استجابت دعا اس قدر مسلم ہوئی کہ شیعہ اور اہل سنت سب کے سب اس نیاز کو پکانے لگے ہندوپاک کے علاوہ اب دیگر مقامات کے شیعہ بھی اس کی پابندی کر رہے ہیں باقی رہا یہ اعتراض کہ سوا سیر گھی اور سوا سیر شکر کا مسئلہ تو ظاہر ہے کہ شیعہ حضرات ہمیشہ پانچ کے عدد کو ایک مبارک عدد مانتے ہیں اس لئے پانچ پانچ پاؤ کا اہتمام کیا گیا ہے لکڑہارے کے قصے پر جو تنقید کی گئی ہے وہ بھی بے اساس ہے کیونکہ یہ کوئی اہل ہند کا من گھڑت قصہ نہیں ہے بلکہ معجزہ عبداللہ الحطاب کے نام سے نجف اشرف میں کئی بار طبع ہوا ہے اور وہاں ہر شب جمعہ پڑھا جاتا ہے خصوصاً" قیدیوں کی رہائی کے لئے یہ معجزہ عام طور پر مجرب سمجھا جاتا ہے معجزات وفضائل کے موضوع پر ضروری نہیں کہ مسند معتبر روایات کی پابندی کی جائے علامہ محمد تقی نے ہدایۃ المسترشدین شرح معالم الدین ص ۵۸۲ پر ثابت کیا ہے کہ ثواب کے حصول کے لئے ضعیف روایت بھی کافی ہے بشرطیکہ شیعہ راویوں کی طرف سے منقول ہو کیونکہ تمام علماء محققین کا اس پر اتفاق ہے جیسا کہ عبدالحسین نجفی نے النقد النزیہہ میں ثابت کیا ہے

شریعت میں نیک کاموں کا دن مقرر کرنا ممنوع نہیں ہے مثلاً" ۲۷ رجب کو یوم

Presented by www.ziaraat.com

البعث جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی زیارت کو جانا صدیوں سے شیعوں کا معمول ہے بلکہ اس پر سب کا اتفاق ہے لیلۃ البعث کو روضہ مبارکہ میں اندھوں کا شفایاب ہونا ابن بطوطہ نے بھی ساتویں صدی میں اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے مگر علامہ مجلسی فرماتے ہیں

ام اطلع علی سندھنہ الزیارۃ ولا علے استحباب زیارتہ فی خصوص ھنا الیوم لکنھا من المشھورات بین الشیعۃ والا تیان بالا عمال الحسنۃ فی الازمان الشریفۃ موجب لزید المثوبۃ

بحار الانوار جلد ۱۰۰ ص ۳۸۳ میں آج تک اس زیارت کی سند اور اس کے مستحب ہونے کے بارے میں کسی حدیث پر مطلع نہیں ہوا لیکن یہ زیارت مخصوص دن ۲۷ رجب کے لئے شیعوں میں مشہور ہے اور اچھے اوقات میں اعمال صالحہ بجا لانا ثواب ہے علامہ مجلسی نے اس کو ڈھکو صاحب کی طرح بدعت قرار نہیں دیا معجزات وفضائل کے موضوع پر کوئی بھی واقعہ جو ان ذوات مقدسہ کی شان کے خلاف نہ ہو پڑھا جا سکتا ہے واجبات ومحرمات کی احادیث کی طرح فضائل کی زیادہ تحقیق ضروری نہیں یہی بات شہید نے ذکریٰ میں لکھی ہے اور ۲۲ رجب کی نیاز کی برکات سے تمام مسلمان بلا تفریق مذہب مستفیض ہو رہے ہیں اس نیاز کی مخالفت میں یا انجمن سپاہ صحابہ میدان میں اتری ہے یا ان کے مؤید جناب ڈھکو صاحب جن کو شیعہ قوم کے تمام اعمال شرک وبدعت نظر آرہے ہیں اور اس سلسلہ میں بڑے بڑے اکابر مجتہدین کو بھی بخشنے پر تیار نہیں اسی طرح نیاز بی بی پاک میں اگر کسی خاتون کی یہ منت ہو کہ اس کو صرف خواتین کھائیں گی مرد نہیں کھائیں گے تو کوئی قباحت نہیں ہے کہ وہ اپنی منت پوری کرے اہل بیتؑ کے معجزات کو تنقید کا نشانہ بنایا بنی امیہ کی ترویج کی کوشش ہے قوم کے لئے یہ ہرگز حکم الٰہی نہیں ہے کہ وہ اپنے عمل کے لئے ڈھکو صاحب سے ثواب کا سرٹیفکیٹ حاصل کرے امام صادق علیہ السلام کا یہ فرمان سامنے رہے

حلال المشاكل

«قصة عبد الله الحطاب»

تقرأ في ليالي الجمعة لقضاء بعض الحاجات والمهمات

ويليه

دعاء القدح، ودعاء ختم القرآن

«ودعاء العهد»

(الطبعة الأخيرة الصحيحة الكاملة الممتازة)

منشورات المطبعة الحيدرية ومكتبتها في النجف الأشرف

عراق میں پڑھی جانے والی لکڑہارے کی کہانی کا عربی متن اور ٹائٹل (مطبوعہ نجف اشرف)

Presented by www.ziaraat.com

القصة

يروى ان رجلا يسمى عبد الله الحطاب وكان مؤمناً فقيراً و
كل يوم يذهب إلى البراري وسفوح الجبال ويحتطب ما امكنه من الحـ
يأخذه إلى السوق فيبيعه بدريهمات قليلة يقتات بها هو وعياله راضياً قانع
مع كثرة عياله اللذين بلغوا سبعة او أكثر وكلهم اناث وذكور فهم وقد
اكثر حياته في هذا العمل وكانت زوجته قد نذرت في كل يوم جمعة
طلوع الشمس تقف على باب البيت وتدعو الله عزوجل ان يريها ولي
اوليائه حتى تطلب منه ان يسأل الله بفرج عنهم ضيق معيشتهم و
مضت مدة أربعين جمعة فيها هي واقفة تدعو الله وتتوسل اليه بمـ
(صلى الله عليه وآله) وإذا برجل ذو شيبة طويل القامة تراه من بعيد فلما وصل ا
قال لها: إذا رجع عبد الله قولي له كلما حلت به شدة يسأل الله ويتوسـ
محمد (صلى الله عليه وآله) ويندب حلال المشاكل ويكثر من قول

نـاد عليـاً مظهـر العجـائب   تجـده عونـاً لـك في النوائب
كـل هـم وغـم سينجـلي   بولايتك يا علي يا علي يا علي (١)

ويكررها مراراً فانه تقضى حاجته ثم غاب عن عينها فلما رجع
عبد الله أخبرته فقال ويحك هذا والله (الخضر) عليه السلام هل قال لك
شيئاً؟ قالت نعم، قال لي كذا وكذا؟ فحفظ ما قاله اليه فلما أصبح واصل
عمله وصادف ان الوقت أول الشتاء. وقد أرسلت السماء بعض السحب تبشر

---

(١) في كتاب (بحار الأنوار) عن ابن مسعود قال: ان رسول الله
في يوم احد نودي: ناد علياً (إلخ).

من سمع شيئاً من الثواب علی شئی فصنعه کان له وان لم یکن علی
مابلغه (کافی)

جو کسی نیک کام کے متعلق ثواب کی بات سن کر اس پر عمل کر لے تو اس کو اس کا ثواب ضرور ملے گا چاہے فی الواقع وہ بات صحیح ثابت نہ ہو سکے

سلام اور یا علیؑ مدد

ڈھکو صاحب نے صفحہ ۲۹۷ پر سلام کی جگہ یا علی مدد کو آغا خانیوں کی رسم قرار دیا ہے اور ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ سلام کرتے وقت پیشانی پر ہاتھ رکھنا یا سینے پر ہاتھ رکھنا مجوسیوں' یہودیوں' نصرانیوں کا سلام قرار دیا ہے"

الجواب

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اسلام میں شریعت نے سلام کا جو طریقہ بتلایا ہے وہ سلام علیکم یا السلام علیکم ہی ہے مگر شیعہ حضرات نے اپنی شناخت کے لئے اگر یا علی مدد یا پیر مولا علی کہنا شروع کیا ہے تو وہ یہ بطور شعار کہتے ہیں جیسا کہ جنگ خیبر میں مسلمانوں کا نعرہ و شعار یا علی تھا بحار جلد ششم کیانی ص ۴۴۰ فرمان امام جعفر صادق ہے

شعار الحسین یا محمد و شعارنا یا محمد

(بحار حوالا بالا) امام حسین کا اور ہمارا شعار لفظ یا محمد ہے لہذا یا علی یا یا محمدؐ کو اپنی شناخت کا نشان بنانا سنت اہل بیت ہے روضہ امیر المومنین نجف اشرف میں آج بھی جگہ جگہ پر بلکہ روضہ مبارکہ کے مشرقی مین دروازے کے اوپر (یا علی مدد) لکھا ہوا موجود ہے آج تک کسی شیعہ مجتہد نے اس کے خلاف انگلی نہیں اٹھائی باقی رہا یہ کہنا سلام کرتے وقت پیشانی پر ہاتھ رکھنا یا سینے پر ہاتھ رکھنا یہ مجوس نصاریٰ یہود کا فعل ہے تو جواباً" عرض ہے کہ اس مسلک کی تمام روایات کنز العمال میں ہیں جیسا کہ ڈھکو نے خود اسی کتاب کا حوالہ دیا ہے (ملاحظہ ہو جلد ۹ ص ۱۱۸ ص ۱۲۸ ص ۱۲۹)

Presented by www.ziaraat.com

طبع جدید یہ کتاب غیروں کی ہے شیعان حیدر کرار کے لئے ہرگز حجت نہیں ہے جبکہ خود دیوبندی تھانوی نے بہشتی زیور جلد ۷ ص ۱۰ میں لکھا ہے کہ دور سے سلام کرتے وقت ہاتھ سے اشارہ کرنا جائز ہے نیز ہم نے بحار الانوار کے ایک سو دس جلد اور ساتھ مستدرک اور الوسائل جیسی ضخیم احادیث اہل بیت کی کتب کی چھان بین کی ہے ہمیں اس بارے میں روایات اہل بیت میں کوئی ممانعت نہیں ملی بلکہ زیارت ائمہ علیہم السلام ورود پڑھتے وقت انگلی کا اشارہ کرنے کا حکم صادق علیہ السلام سے منقول ہے بحار الانوار جلد ۱۰۱ ص ۳۲۷ لہذا سلام کرتے وقت پیشانی یا سینے پر ہاتھ رکھنے کو اس وقت تک ناجائز قرار نہیں دے سکتے جب تک احادیث محمد وآل محمدؐ سے اس کی ممانعت وارد نہ ہو کیونکہ خود ڈھکو صاحب اصلاح الرسوم ص ۱۴۷ میں یہ مان چکے ہیں " ہر چیز جائز ہے جب تک اس کے متعلق کوئی شرعی ممانعت وارد نہ ہو اگر ڈھکو شیعہ ہیں تو ممانعت شیعہ کتب سے ثابت کریں انہیں یہ کوئی حق نہیں کہ وہ غیر شیعہ کتب سے ممانعت کی روایت شیعوں کے سر پر مسلط کریں ہمارے لئے کنزالعمال کی کوئی روایت حجت نہ ہو گی جب تک کہ اس کی تائید روایات اہل بیت سے نہ ہو جائے

تصوف اور شیعیت

ڈھکو صاحب لکھتے ہیں تصوف کیا ہے یہ فلاسفہ یونان کے ملفوظات یہودیوں کے نظریات عیسائیوں کے عندیات ہندوؤں کے خرافات جوگیوں کے ریاضیات کا ملغوبہ ہے خانوادہ عصمت کے روحانی اقتدار پر شبخوں مارنے کے لئے صوف پوش گروہ تیار کیا گیا احادیث میں صوفیوں سے نفرت کا حکم ہے محی الدین بن عربی کو شیعہ خنزیر کی شکل میں نظر آتے تھے خلاصہ از صفحہ ۳۰۳ تا ۳۱۳ از اصلاح الرسوم

"الجواب"

مصنف نے تصوف کے ایک مخصوص مکتب فکر کا رخ پیش کیا ہے ورنہ یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ صحیح اور حقیقی تصوف کی ابتداء خود ائمہ طاہرین علیہم السلام نے فرمائی اور اصحاب ائمہ اور اکابر علماء شیعہ خود تصوف حق کے نقیب تھے بطور اختصار ہم چند عرفاء حق کے نام گنوا دیتے ہیں

(۱) ابو موسیٰ جابر بن حیان۔ علم کیمیا کے سب سے بڑے عالم جن کے متعلق تاریخ ابن خلکان میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے حالات میں مذکور ہے

كان تلميذه ابو موسى جابر بن حيان الصوفي قد الف كتابا على الف ورقة في علم الكيمياء يتضمن رسائل جعفر الصادق

(روضات جلد ۲ ص ۲۱۸) ان کے شاگرد جابر بن حیان صوفی تھے جنہوں نے علم کیمیاء میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے رسائل پر مشتمل ایک ہزار ورق کی کتاب لکھی علامہ آفندی نے ریاض العلماء میں ان کو صوفی کے لقب سے یاد کیا ہے اور کہا ہے کہ علم طلسمات میں انہوں نے بہت بڑی کتاب تالیف کی علم اکسیر سونا چاندی بنانے کے فن پر ان کو کمال حاصل تھا اس موضوع پر انہوں نے کتاب نہایۃ الطالب اور التقریب تالیف کی

(۲) ابو یزید بسطامی۔ جن کے بارے میں علامہ بہاء الدین عاملی لکھتے ہیں

خدم ابا عبدالله جعفر الصادق سنين عديدة وكان يسميه طيفور السقاء لانه سقاء داره

یہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر میں پانی بھرتے تھے اور خدمت گزار تھے امام نے ان کا نام خود طیفور سقاء رکھا تھا کشکول جلد اول ص ۱۹۰ علامہ محمد باقر اصفہانی لکھتے ہیں کہ یہ شیخ مرشد کامل مجذوب واصل اور متصوف مشہور تھے بہت جلیل

Presented by www.ziaraat.com

القدر عابد زاہد متقی اور صاحب ریاضات تھے اور کہتے تھے

ان لم اصل الی الصادق علیہ السلام لمت کافرا "

اگر میں امام جعفر صادق علیہ السلام تک رسائی حاصل نہ کرتا تو کافر ہو کر مرتا روضات جلد ۴ ص ۱۵۲ ص ۱۵۴ تصوف کا سلسلہ عیفوریہ ان تک جا پہنچتا ہے انہوں نے اٹھارہ برس امام صادق علیہ السلام کی نوکری کی محمد بن عیسی حاجی مومن خراسانی کا قول ہے کہ اس سلسلہ کا ربط ائمہ طاہرینؑ سے متصل ہوتا ہے اور ان کے طبقات علوم وحکم ومعارف ان ذوات مقدسہ سے وابستہ ہیں علامہ سید حیدر آملی نے جامع الاسرار ص ۲۲۴ میں لکھا ہے کہ عیفور السقاء مذکور امام صادق علیہ السلام کے محرم اسرار تھے ان کا ذکر شرح تجرید علامہ حلی میں بھی آیا ہے ملاحظہ ہو شرح تجرید مبحث امامت صفحہ ۳۱۳ اور روضات الجنات جلد ۴ صفحہ ۱۵۲ تا ۱۵۷ آج بھی ایران کے شہر بسطام میں ان کا مزار وقبہ موجود ہے تصوف کے بارے میں ان کے اقوال کشکول بہائی جلد اول ۱۹۱ طبع جدید میں دیکھیں

(۳) بہلول بن عمرو الکوفی المجنون

ان کا پورا نام وہب بن عمرو تھا علامہ اصفہانی لکھتے ہیں کہ یہ عالم عارف کامل کاشف عادل وصوفی تھے اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے خواص تلامذہ میں سے تھے تاریخ مستوفی میں ہے کہ ہارون رشید نے ان سے امام موسی کاظم علیہ السلام کے قتل کا فتویٰ لینے کی کوشش کی تو یہ مجنون بن گئے اور جنون ظاہری میں بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے اور اکثر موقعوں پر جناب امیر المومنینؑ کے فضائل سنواتے رہتے تھے اور خود امام کاظم علیہ السلام نے ان کو مجنون بننے کا حکم دیا ان کے حالات روضات الجنات جلد دوم ص ۱۴۵ تا ۱۵۷ ملاحظہ ہوں سب علماء نے ان کو صوفیاء میں شمار کیا ہے

(۴) ابو نصر بشر بن حارث حافی بغدادیؒ

مشہور عارف عابد صوفی تھے علامہ حلی نے منہاج الکرامۃ میں لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے در اقدس پر توبہ کی اور صالح بن گئے شہید ثانی مولف شرح لمعہ نے بھی لکھا ہے کہ یہ پہلے بداعمال تھے مگر عالی مقام کی تبلیغ سے توبہ تائب ہوئے اور امام کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے اور ساری عمر جوتا نہ پہنا اسی لئے حافی کے لقب سے مشہور ہوئے روضات الجنات جلد ۲ ص ۱۳۰ ص ۱۳۱ ان کا انتقال بروز عاشور ۲۲۶ھ میں بغداد میں ہوا اگر تصوف کفر وشرک کا ملغوبہ تھا تو ائمہ طاہرینؑ اور علماء وفقہاء کابرین نے بشر حافی کی اس قدر جلالت وعزت کیوں تسلیم کی؟

(۵) محقق جلیل علامہ صدر الدین شیرازیؒ

جعفریہ کے مایہ ناز فلاسفر حکیم متکلم جن کے بارے میں علامہ اصفہانی لکھتے ہیں

کان حکیما فلسفیا "صوفیا" بحتا "

روضات جلد ۴ ص ۱۳۲ یہ بلند پایہ کے حکیم وفلسفی اور خالص تھے

(۶) علامہ بہاء الدین عاملیؒ

ملت جعفریہ کے عظیم وجلیل مجتہد علامہ فقیہ جو کہ تصوف کی تعریف یوں کرتے ہیں

ہو الانقطاع عن العلائق والانقطاع الی رب الخلائق

(کشکول جلد اول ص ۸۰) تصوف یہ ہے کہ انسان صرف اپنے خالق حقیقی سے ربط جوڑ لے اور باقی تمام دنیاوی تعلقات سے قطع ہو کر لاتعلق ہو جائے یعنی ہر تعلق کا سبب صرف خوشنودی پروردگار کو قرار دے علامہ سید محمد بحرالعلوم نجفی نے ان کی تعریف تصوف پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے

ہذہ ہی الصوفیۃ السلیمۃ التی تنطوی علی مشاعر عامۃ تتصل بروح الاسلام والزہد فی الحیاۃ والانصراف الی العبادۃ وہذہ فی حد ذاتہا لا تستوجب انحراف

Presented by www.ziaraat.com

اصحابها

(مقدمہ کشکول ص ۳۹) یہی محفوظ تصوف ہے جو کہ روح اسلام ہے پیوستہ مشاعر پر مشتمل ہوتا ہے اور اس کا مطمح نظر زہد زندگی اور عبادت الٰہی کی طرف پوری توجہ پر مبنی ہوتا ہے ایسا تصوف اصحاب تصوف کے انحراف عن الحق کا موجب نہیں بنتا آگے چل کر فرماتے ہیں

الشیخ البھائی فی نزعتہ الصوفیۃ یاخذ حظا سلیما ومسلکا معتدلا " فی الواقع الدینی ما یؤکد مسیرتہ الواضحۃ فی ھذا الخط العرفانی الذی سار بہ کثیر من العلماء الاعلام قبل البھائی وبعدہ لم ینحرفوا قیدا نملۃ عن طریق الصواب

شیخ بہائی اپنے متصوفانہ مزاج میں محفوظ حصہ اور دینی واقعیت کے مطابق معتدل مسلک رکھتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس عرفانی راستہ پر قائم رہے جس پر ان سے پہلے بھی اور مابعد کے بھی بہت سے علماء اعلام چلتے رہے اور سرِ مو انہوں نے درستی کے راستہ سے انحراف نہیں کیا علامہ سید محسن الامین بھی لکھتے ہیں

لا شئی اعجب من نسبۃ مثل الشیخ البھائی الی التصوف المذموم واما التصوف الممدوح فعلی فرض میلہ الیہ لا ذم فیہ

اعیان الشیعہ جلد ۴۴ ص ۳۹ تعجب ہے کہ شیخ بہائی جیسے عالم کی نسبت بھی تصوف مذموم کی طرف دی گئی ہے جبکہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ قابل مدح تصوف کی طرف مائل تھے تو اس میں ان پر کوئی مذمت نہیں ہے علامہ عبدالحسین امینی نے لکھا ہے کہ باطل تصوف جو الحاوی عقائد وحدت الوجود وغیرہ پر مشتمل ہے اس کی طرف علامہ بہائی کی نسبت دینا صحیح نہیں البتہ عرفان حق اور عرفاء طریقت کا صحیح

راستہ تو اس پر اکابر علماء و مجتہدین چلتے رہے ہیں پھر انہوں نے حدیقۃ الشیعہ کی وہ عبارات جن میں صوفیوں کی مذمت پر روایات لکھی ہیں اس کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں

وما یوجد فی کتاب حدیقۃ الشیعۃ من التندید بالصوفیۃ فانما موجہ الیھم بما ذکرنا ومن این عرف النفیسی الحق والباطل من قسمی التصوف والعرفان (الغدیر)

جلد ۱۱ ص ۲۸۳ حدیقہ الشیعہ کتاب میں صوفیوں پر جو جرح کی گئی ہے وہ بھی اس باطل تصوف والوں کے لئے کی گئی ہے ورنہ استاد نفیسی جنہوں نے بہاء الدین عاملی کو صوفی قرار دیا ہے انہوں نے کہاں سے معلوم کرلیا ہے تصوف و عرفان کی دونوں قسموں میں سے باطل و حق میں کیا فرق ہے

سلسلہ تصوف کی ابتداء

یہ کہنا کہ بنی امیہ نے صوف پہنا کر ایک گروہ کو ائمہ طاہرینؑ کی روحانیت کے مقابلہ میں کھڑا کر دیا سراسر دعوا بلا دلیل ہے صوف یعنی اون کا لباس تو ہمیشہ انبیاء واولیاء وصالحین کا معمول رہا ہے اس کے متعلق احادیث اہل بیت ملاحظہ فرمادیں

(۱) آنحضرتؐ کا ارشاد ہے

علیکم بلباس الصوف تجلون حلاوۃ الایمان فی قلوبکم

تم پر لازم ہے کہ اونی لباس پہنو تاکہ تم ایمان کی حلاوت اپنے دلوں میں محسوس کر سکو نیز حضور اکرمؐ نے فرمایا

اسلم علی الصغیر والبس الصوف واکل مع العبید

میں بچوں کو بھی سلام کرتا ہوں صوف کا لباس پہنتا ہوں اور غلاموں کے ساتھ کھانا کھاتا ہوں روضات الجنات جلد ۳ ، ۱۲۴ ، ۱۲۵

Presented by www.ziaraat.com

(۲) فروع الکافی جلد ۶ ص ۴۵۰ میں ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو صوف کا لباس پہنے ہوئے دیکھا تو کہا

جعلت فداک ان الناس یکرھون لباس الصوف فقال کلا کان ابی محمد یلبسھا وکان علے بن الحسین یلبسھا

میں آپ پر قربان ہو جاؤں لوگ تو صوف کے لباس کو مکروہ کہتے ہیں فرمایا ہرگز نہیں میرے والد امام محمد باقرؑ اور میرے جد امام زین العابدینؑ یہ لباس پہنتے تھے در حقیقت بنی صوفہ عرب کا ایک زاہد اور تارک الدنیا گروہ تھا جیسا کہ سمعانی کا قول ہے جبکہ غزالی کا کہنا ہے کہ اصحاب صفہ کی وجہ سے صوفیہ مشہور ہوئے کیونکہ یہ لوگ نہایت ہی درویش نیک سیرت خدا رسیدہ تارک الدنیا تھے اور اہل مدینہ کے مہمان تھے اور مقام فقر و زہد میں یہی لوگ ثابت قدم رہے جیسے سلمان فارسی، ابو ذر، بلال، حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہم اور صوفیہ عموماً" تارک الدنیا عابد و زاہد لوگوں کے لئے عام استعمال ہوتا تھا حتی کہ فقیہ جلیل مصنف لمعہ شہید اول مرحوم نے کتاب الدروس کتاب الوقف میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز صوفیہ کے نام پر وقف کرے تو وہاں صوفیہ سے مراد

ھم المشتغلون بالعبادۃ المعرضون عن الدنیا

ہوں گے یعنی جو لوگ عبادت میں مشغول رہتے ہوں اور دنیا سے رو گردانی کرتے ہوں بحوالہ روضات جلد ۳ / ۱۲۷ جناب امیر المومنینؑ سے سوال کیا گیا صوفی کون ہوتا ہے امام نے فرمایا

الصوفی من لبس الصوف علی الصّفا و جعل الدنیا علے القفا وسلک طریق المصطفیٰ و استویٰ عندہ الذھب

والحجر والفضۃ والمدر والا فالکلب الکوفی خیر من الف صوفی

(حوالہ بالا / ۱۳۰) صوفی وہ ہے جو اخلاص کے ساتھ صوف کا لباس پہن لے اور دنیا کو پس پشت ڈال دے اور مصطفیٰ ﷺ کا طریقہ اختیار کر لے اور اس کی نظر میں سونا اور پتھر اور چاندی اور ڈھیلا برابر برابر ہوں ورنہ اگر صوفی ان صفات کا حامل نہ ہو تو کوفی کتا ہزار صوفی سے بہتر ہے اور تصوف کا اصل مفہوم یہی ہے جو آنحضرت صلعم نے بھی ان الفاظ میں بیان فرمایا

الشریعہ اقوالی والطریقہ افعالی والحقیقہ حالی والمعرفہ راس مالی والفقر فخری و بہ افتخر علے الانبیاء روضات جلد ۳ / ۱۳۰

شریعت میرے اقوال ہیں اور طریقت میرے افعال ہیں اور حقیقت میرا حال ہے اور معرفت میرا سرمایہ ہے اور فقر میرا فخر ہے اور اسی پر میں انبیاء ماسلف پر فخر کرتا ہوں حقیقی اہل تصوف کی مقبولیت اور اثر و رسوخ کو ختم کرنے کے لئے کئی ابو الہوس قسم کے بے دین لوگوں نے تصوف کے نام سے کئی فرقے بنا لئے یا کئی غیر شرعی عادات و رسوم ایجاد کر لیں اور کئی ائمہ اطہار کے مقابلے میں آکر ان پر معترض ہونے لگے تو ائمہ اطہار نے ایسے فنکار صوفیوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا اور ان کی مذمت فرمائی جیسے حسین بن منصور حلاج یا سفیان ثوری یا حارث شامی یا مغیرہ معتمر، حمزہ، فریدی حائد نہدی وغیرہ یہ لوگ ملاحدہ اور ملعون قسم کے صوفی تھے علامہ بہائی مرحوم کے والد علامہ حسین بن عبد الصمد حارثی نے کتاب (عقد طہماسبی) میں لکھا ہے

ان بعض الملوک والاکابر من اھل الدنیا اذا علت ھممھم وکثر علمھم باللہ ولحظتھم العنایہ الالھیہ ترکوا الدنیا وتعلقوا باللہ وحدہ کابراھیم بن ادھم وبشر

Presented by www.ziaraat.com

الحافی واصحاب الکھف فانھم لا یرضون ان یشغلوا
قلوبھم بغیر اللہ لحظۃ عین

بعض بادشاہ اور اکابر جن کی ہمت بلند ہوئی اور علم باللہ زیادہ ہوگیا اور عنایت الٰہیہ شامل حال ہوگئی تو انہوں نے دنیا کو ترک کرکے مکمل طور پر اللہ سے لو لگالی جیسے ابراہیم بن ادھم بشر حافی اصحاب کہف یہ لوگ ایک لحظہ بھی غیر اللہ کے ساتھ اپنے دلوں کو مشغول کرنے پر راضی نہ تھے اسی معنی کے لحاظ سے عرفان تصوف حق رکھنے کی وجہ سے ہمارے اکابر علماء زاہدین کو صوفی صوفی کہہ کر بدنام کیا گیا جیسے علامہ ابو الفتوح رازی کی علامہ سید علی بن طاؤس حلی علامہ شہید اول شہید ثانی علامہ محسن کاشانی علامہ محمد تقی مجلسی علامہ بہاء الدین عاملی اور آخر میں سرکار امام خمینی اور ان کے استاد جواد ملکی میرزا تقی وغیرہ جن کو اصلاح ارسوم میں تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے یہ لوگ تارک الدنیا عابد زاہد اور متقی قسم کے علماء عارفین تھے مگر قشری علماء نے تصوف حقیقی کی اصطلاحات سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے ان کو متہم کرنے کی کوشش کی ہے

تصوف حقیقی اور دعوت امن و آشتی اور شیعہ نوازی

عموماً" اسلامی ممالک میں صوفیاء کا اثر ورسوخ اور لوگوں کی بلا تفریق مذہب ان سے والہانہ عقیدت کی وجہ سے ان کی امن پسندی یاد الٰہی سے وابستگی تھی اگرچہ فقہاء ان کی اصطلاحات اور غیر شرعی اعمال سے سخت نفرت کرتے رہے ہیں تاہم سب سلسلہ ہائے تصوف اس طرح نہیں ہیں امام خمینی نے تو ہمیشہ یہی کہا ہے کہ اہل عرفان کی مخصوص اصطلاحات ہیں جن کو عام ظاہر بین نہیں سمجھ سکتے اور فقہاء پر تہمت طرازی کرتے رہیں ملاحظہ ہو مصباح الہدایہ ص ۱۴۶ ص ۱۴۷ طبع بیروت عربی بہر کیف ہمیں ہر کسی کو برداشت کرنے کا سلیقہ سیکھنا چاہئے کیونکہ اہل تصوف باوجود خامیوں کے بھی شیعوں سے قریب تر رہے ہیں حتیٰ کہ آج ترکی میں

صوفیاء کی بہت بڑی اکثریت ہے مگر وہ لوگ بالخصوص سلسلہ بکداشیہ عزاداری سید الشہداء مجالس ماتم محرم الحرام میں شیعوں سے بھرپور تعاون کرتے ہیں جن کی وجہ سے بہت سے اہل سنت بھی ان مجالس میں شرکت کرتے ہیں اور ترکی وہابی یلغار سے محفوظ ہے ملاحظہ ہو (دائرہ المعارف الاسلامیہ الشیعہ جلد ۲ ص ۳۰۹) ترکی میں اہل تصوف اکثر نقشبندیہ مولویہ قادریہ' رفاعیہ' خلوتیہ تجانیہ کے اہل سلسلہ آباد ہیں جو سب کے سب محب اہل بیت ہیں نیز آج ہندو پاک میں اسلامی اثر ورسوخ اور لوگوں کا دین سے عموماً" لگاؤ اور تعصب و تنگ نظری سے عوام کی نفرت بھی ان بزرگوں کے اثر و رسوخ کا نتیجہ ہے بالخصوص ہندو پاک میں مظلوم کربلا علیہ السلام کی عزاداری میں صوفیاء کے بڑے خدمات ہیں لاہور کے شیعہ مجتہد جلیل القدر علامہ سید علی حائری نے تفسیر لوامع التنزیل جلد ۱۳' ص ۸۴ میں لکھا ہے کہ بابا فرید گنج شکر ہر سال روز عاشور واحسیناہ کا نعرہ لگا کر روتے روتے بے ہوش ہو جاتے تھے اور ان کی ایماء پر اکثر بزرگ علماء و مشائخ روز عاشور سادات عظام کے گھروں میں تعزیت کرنے جاتے تھے شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری نے کتاب مخ المعانی میں لکھا ہے کہ مخدوم خلت اللہ نے ایک مرتبہ روز عاشور سادات کو تعزیت کرتے ہوئے فرمایا جس دن امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے یعنی روز عاشور کو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت فاطمہ زہراء اور دیگر خواتین مخدرات انبیاء علیہم السلام کمربستہ ہو کر کربلا میں جمع ہیں اور مقام شہادت پر جاروب کشی کر رہے ہیں سوال کیا گیا اے خاتون قیامت یہ کون سی جگہ ہے فرمایا یہ حسین غریب کی جائے شہادت ہے اسی طرح سلسلہ چشتیہ کے رہنما سید اشرف جہانگیر سمنانی اور دس محرم الحرام میں اچھا لباس زیب تن نہ کرتے تھے شیخ الاسلام علاء الدین پنڈوی دس روز محرم میں ہر روز گریہ وزاری کرتے تھے شیخ عبدالحق دہلوی نے اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ شیخ امجد شیبانی اور دیگر بزرگان صوفیاء کا معمول تھا کہ وہ روز عاشور کھانے پکوا کر سیدوں کے گھروں میں بھجوایا کرتے تھے سید عبدالرزاق بانسوی کے حالات میں لکھا ہے کہ

Presented by www.ziaraat.com

وہ کئی سو اولیاء اور کئی ہزار مشائخ و محدثین اہل سنت کے ساتھ ماہ محرم میں گریہ وزاری نوحہ و مرثیہ میں مشغول رہتے تھے " جیسا کہ لوامع التنزیل میں مرقوم ہے اور آج بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہندو پاک میں عزاداری ایام محرم کی کل رونقوں میں منصفین اہل سنت اور مشائخ اہل تصوف کا بڑا کردار ہے ملتان شہر میں جلوسوں کے ایک سو سے زیادہ لائسنس اہل سنت کے نام ہیں جبکہ دیوبندی حضرات نے اس کے برعکس یزید کی حمایت کی ہے اور آج بھی کر رہے ہیں چنانچہ ہم نے اپنی مطبوعہ کتاب فرقہ واریت اور اس کا سد باب ص ۲۳۱ میں کتاب شہید کربلا اور یزید تالیف ابو سیب دیوبندی کا عکس لگایا ہے جس میں صفحہ ۱۱ پر مولوی سمیع الحق رو پڑی کے یہ الفاظ دوبارہ ملاحظہ ہوں " خدا نے سب خوبیاں یزید میں رکھی تھیں بہادری میں عرب کا بہادر تھا علم فضل کا کوئی کمال ایسا نہ تھا جو اس کی ذات میں نہ ہو نیکوکاری اتنی کہ ابن عباس فرماتے تھے معاویہ کا بیٹا اپنے خاندان کے صالحین میں سے ہے (استغفر اللہ) لہذا ہمیں خواہ مخواہ صوفیاء کے خلاف محاذ مخالفت کھڑا کر کے قدیمی دوستوں سے عداوت مول لینا معقول بات نہیں ہے جہاں تک ابن عربی کا سوال ہے کہ جس نے شیعوں کو خنزیر کہا ہے فقرہ بھی ان کی غلط فہمی کا نتیجہ ہو سکتا ہے ورنہ کتاب فتوحات کیہ میں ابن عربی نے ائمہ اثناء عشر کے نام لکھتے ہیں اور بارھویں امام حضرت حجت کے حالات و صفات سے بحث کی ہے ان کو معصوم تسلیم کیا ہے (ملاحظہ ہو عکس صفحہ متعلقہ کے لئے ہماری دوسری کتاب برہان الایمان) اگر بالفرض کسی ایک دو افراد نے کوئی ایسی غلطی کی بھی ہے تو اس انفرادی غلطی کو اچھال کر پورے گروہ کو اس کا ذمہ دار ٹھہرانا کوئی دانش مندی نہیں ہے ورنہ قابل اعتراض مواد تو اپنے ہاں بھی کافی مل جائے گا اصلاح کا مطلب مختلف مکاتب فکر میں صلح وہم آہنگی پیدا کرنا تو درست ہے مگر اصلاح کے نام سے نفرتیں بانٹنا اور دشمنیاں بھڑکانا یہ کوئی اصلاح نہیں ہے ہمیں ایک دوسرے کو برداشت کرنے کرانے کے سلیقوں کو رواج دینا چاہئے

علامہ سید الامین کی تحقیق

علامہ سید حسن بن آیۃ اللہ سید محسن الامین العاملی اپنی کتاب دائرۃ المعارف الاسلامیۃ الشیعۃ جلد ۳ ص ۲۲۱ طبع دوم میں کامل الشیبی کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

ان التصوف المتشیع متی وقع تحت تاثیر فقهاء الشیعه فقدعنا صره الصوفیه ومال الی التشیع الفقهی المعتاد ان کلا من التصوف والتشیع یتعلق بالجانب الروحی المتسامی والصفویون بدوا حرکتهم صوفیه متشیعین فآلت بهم الحال الی ذوبان تصوفهم التشیع و زوال التصوف وثبوت التشیع

شیعہ تصوف اگر فقہاء شیعہ کے زیر اثر ہو جائے تو اس کے صوفیانہ اثرات معدوم ہو جاتے ہیں اور وہ عادی فقہی تشیع کی طرف مائل ہو جاتا ہے کیونکہ تصوف و تشیع دونوں کا تعلق بلند مرتبہ روحانیت سے ہے اور صفوی خاندان نے اپنی تحریک تصوف سے شروع کی حتی کہ ان کا تصوف تشیع میں گھل مل گیا اور تصوف زائل ہو گیا اور تشیع ہی باقی اور محفوظ رہ گیا اسی طرح وہ ملتان کے گردیزی خاندان کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں

آل گردیزی هم من اقدم الاسرا الشیعیة فیها ومن حملة التشیع الیها و نشره فی ربوعها ولهم فیما یلو بقایا نظام صوفی متسلسل حتی الیوم ورأس الاسرة مخدوم شاه شاب یتقدم الشیوخ (جلد 3 ص 403 ذکر ملتان مطبوعه لبنان بیروت

Presented by www.ziaraat.com

گردیزی خاندان ملتان کا قدیمی شیعہ خاندان ہے جو کہ ملتان میں تشیع کے عقائد لانے اور نشر کرنے میں اہم مقام کا حامل ہے ظاہرا" اس خاندان میں صوفی نظام کا باقی ماندہ تسلسل آج تک قائم ہے اور خاندان کے رئیس سجادہ نشین مخدوم سید محمد راجو شاہ گردیزی ہیں۔ جو کہ جو انسال ہوتے کے باوجود بزرگوں سے بھی آگے چلنے والے بزرگ ہیں"۔

شب برات کا حلوہ

صفحہ ۳۲۸ پر لکھتے ہیں کہ شب برات میں حلوہ پکانے کا لازمی اہتمام

کرنا اور زیادہ چراغاں کرنا ناجائز ہے۔

الجواب

یہ فتوی دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب بہشتی زیور جلد ۶ ص ۵۸ اور ابن تیمیہ کی کتاب جادہ حق ص ۵۶ سے ماخوذ ہے مگر سوال یہ ہے کہ جب مولف صفحہ ۳۲۴ پر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ائمہ طاہرینؑ کے جشن میلاد کا انعقاد نہ صرف مباح ہے بلکہ مستحسن ونہایت پسندیدہ عمل ہے اور محفل میلاد منعقد کر کے شب کو گھروں میں چراغاں کیا جائے" تو پھر زیادہ چراغاں ہندوؤں کے مسرے کی مشابہت کیسے ہو جائے گا جب امام زمانہ کی عظمت کے مطابق کوئی صاحب استطاعت شیعہ بہت زیادہ خرچ کر سکتا ہے تو اس کی سعادت ارشاد پیغبر اسلام ہے

لا اسراف فی الخیر

کار خیر میں کوئی اسراف نہیں ہوتا سفینۃ البحار اول ص ۶۱۶ باقی رہا حلوہ پکانے کا مسئلہ تو ڈھکو کو معلوم ہے کہ حلوہ معصومین علیہم السلام کی پسند اور مرغوب غذا رہی ہے آنحضرتؐ کا ارشاد ہے

"المومن حلو یحب الحلاوة مومن

شیرینی سے محبت کرتا ہے بحار جلد ۶۶ ص ۲۸۵ ہارون بن موفق ہمدانی کی روایت میں ہے کہ ہم نے امام علی نقی علیہ السلام کے پاس کھانا کھایا تو ان کے ہاں حلوہ بہت زیادہ تھا

فاکثر وامن الحلو فقلت ما اکثر هذا الحلوا قال انا وشیعنا خلقنا من الحلاوة ونحن نحب الحلوا

(محاسن برقی ص ۴۰۸) میں نے عرض کیا کہ یہ حلوا کس قدر زیادہ ہے امام نے فرمایا ہم اور ہمارے شیعہ شیرینی سے خلق ہوئے ہیں اس لئے حلوا سے محبت کرتے ہیں

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں

انا اهل بیت نحب الحلوا

ہم اہل بیت حلوا سے محبت کرتے ہیں (محاسن ص ۴۰۸) تفسیر مجمع البیان میں ہے

روی ان النبی کان یعجبه الحلوا والعسل

روایت میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ نبی اکرمؐ کو حلوا اور شہد بہت پسند تھا بحار جلد ۶۶ ص ۲۸۸ ایک خاتون نے حلوا پکوا کر امام جعفر صادق کے پاس بھجوایا امام نے وہ اپنے اصحاب کو کھلا دیا بحار ۶۶ ص ۳۵۱ اگر شیعہ حضرات اپنے امام زمانہ کی ولادت کی خوشی میں پیغمبر اکرمؐ اور اہل بیت کی مرغوب غذا پکوا کر مومنوں کو کھلا دیں تو یہ کس دلیل سے ناجائز ہے کیونکہ کتاب سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ڈھکو میاں کو ہندوؤں کے حلال حرام کے مسائل زیادہ یاد ہیں لہٰذا یہ کسی ہندو کی کتاب سے ہی اس کو ناجائز کہہ دیں گے ورنہ اسلامی شریعت سے ہمیں وجہ نظر نہیں آئی جس سے یہ بدعت اور حرام ناجائز ہو

Presented by www.ziaraat.com

اجرت پر قرآن خوانی کرانا

ڈھکو صاحب صفحہ ۳۲۸ پر فتویٰ دیتے ہیں کہ اذان' قرأت قرآن' نماز باجماعت پڑھانا اس کی اجرت لینا حرام ہے خود ہی اشرف علی تھانوی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ اجرت لے کر قرآن سنانا حرام ہے اور رسم شبینہ مکروہ ہے ایک رات میں قرآن ختم کرنا

الجواب

بہتر تھا کہ علماء وفقہاء کا حوالہ دینے سے پہلے اس حرمت پر کوئی حدیث پیش کر دی جاتی جیسا کہ کتاب کا نام ہی (بکلام العترۃ الطاہرہ) ہے مگر ہر جگہ دیوبندیوں کے فتاوی کی بھرمار ہے پیشنماز اور موذن کی اجرت حرام ہے تو اس کا مطلب یہ نکلا کہ حرام کمائی کرنے والا کوئی تنخواہ گیر پیشنماز عادل نہیں لہٰذا کسی بھی مسجد میں شیعہ مومنین کو نماز باجماعت کا ثواب میسر نہیں ہے قوم ایسے پیشنمازوں موذنوں کا بندوبست کرے جو گھر سے کھا کر خدمت دین کریں ورنہ مساجد بند کر دیں حالانکہ علامہ مجلسی جیسے محدث وفقیہ بصیر نے احادیث کثیرہ سے ثابت کیا ہے کہ میت کی طرف سے بھی قضاء عبادات نماز' روزہ' حج وغیرہ کی اجرت کالین دین جائز ہے بحار الانوار جلد ۸۸ ص ۳۱۷ ھ فرماتے ہیں

هذه المقدمة داخلة فی عموم الاستیجار علی الاعمال المباحة التی یمکن ان تقع للمستاجر لا یخالف فیها احد من الامامیة

اس مقدمہ میں مباح اعمال جو اجرت کے ذریعے واقع ہو سکتے ہیں داخل ہو جاتے ہیں مباح اعمال کو بطور اجرت ادا کرنے کے جواز پر کوئی بھی شیعہ مخالفت کرنے والا نہیں ہے بلکہ علامہ شہید نے کتاب الذکریٰ ص ۷۵ پر اس پر علماء امامیہ کے اجماع کا ذکر کیا ہے باقی رہا ایک رات میں قرآن ختم کرنے کی رسم شبینہ کا مکروہ ہونا تو ہمیں

ایسے نام نہاد بے بضاعت مجتہد کی حالت پر تعجب ہو رہا ہے کہ انہوں نے یہاں بھی کوئی حدیث پیش کرنے کی بجائے دیوبندی مفتی اشرف تھانوی کے فتوی کا سہارا لیا ہے اور اس کو کحل البصر یعنی آنکھ کا سرمہ سمجھ لیا ہے جبکہ شیعہ حضرات کو کسی دیوبندی مکروہ فتوے کی ضرورت نہیں ان کے لئے حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کا وہ فقرہ کافی روشنی چشم مہیا کرتا ہے جو انہوں نے حضرت حبیب بن مظاہر کی لاش پر آکر ارشاد فرمایا

رحمک اللہ یا حبیب لقد کنت فاضلا" تختم القرآن فی لیلة واحدة

اے حبیب تم پر اللہ رحمت نازل فرمائے تم ایک فاضل مومن تھے جو ایک ہی رات میں قرآن ختم کر لیا کرتے تھے ملاحظہ ہو (بحار عاشر ص ۱۹۸) سیرت حبیب بن مظاہر الشیخ عبد الواحد المظفری ص ۵۷ طبع نجف) اہل سنت برادران کو بھی تھانوی فتوے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کے ہاں بزرگان دین سلف صالح کی سیرت ہی حجت کے لئے کافی ہے

(۱) حضرت سعید بن جبیر تابعی دن رات میں دو ختم قرآن کر لیتے تھے البدایہ والنہایہ ابن کثیر (جلد ۹ ص ۹۸) امام اہل سنت ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی دن رات میں دو دو ختم کر لیتے تھے (مناقب ابوحنیفہ قاری ملا علی ہروی ص ۴۹۳) امام محمد بن ادریس شافعی ماہ رمضان میں دن رات ساٹھ ختم کرتے تھے سنۃ الصفوۃ جلد ۲ ص ۱۴۰)

مساجد وامام بارگاہ کے نقش ونگار

ڈھکو صاحب نے کتاب ھذا کے ص ۳۲۹ پر مساجد اور امام بارگاہوں کی زیب وزینت کی مخالفت کی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ یہ روح عبادت کے خلاف ہے

Presented by www.ziaraat.com

الجواب

احادیث اہل بیت علیہم السلام میں مساجد کے نقش و نگار کی اجازت موجود ہے وسائل الشیعہ جلد اول ص ۳۳۲ میں ہے کہ علی بن جعفر نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا

سألته عن المسجد یکتب فی قبلته القرآن او الشیء من ذکر اللہ قال لا باس وسألته عن المسجد ینقش فی قبلته بجص او اصباغ قال لا باس به

کیا مسجد کے قبلہ میں قرآن یا اللہ کے ذکر میں سے کچھ لکھنا جائز ہے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے نیز سوال کیا کیا مسجد کے قبلہ میں چونے یا رنگوں سے نقوش و نگار بنانا جائز ہے امام نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے (نیز قرب الاسناد طبع نجف) البتہ مساجد و امام بارگاہوں میں ایسی زینب و زینت جو اسلامی طرز تعمیر و تہذیب دین کے خلاف نہ کی جائے ورنہ مقامات مقدسہ ہوں یا مساجد یا حسینیات ان کی تعمیر میں زیادہ خرچ کرنا ان کی تعظیم و تکریم کے عین مطابق ہے شرعاً" حرام نہیں ہے۔

بچوں کے چھلے اور مرکیاں

ڈھکو صاحب اصلاح الرسوم صفحہ ۲۴۴ پر لکھتے ہیں "لڑکوں کے کانوں میں چھلے اور مرکیاں ڈالنا غیر اسلامی یعنی ہندوانہ رسم ہے اس سے اجتناب لازم ہے۔"

<u>الجواب:۔</u> "نہ معلوم مصنف نے ہندوانہ رسموں پر وسیع معلومات کہاں سے حاصل کی ہیں ہر ہر بات وہ نامعلوم ہندوؤں کی نگاہ سے کیوں دیکھنے لگے ہیں اور بلا تحقیق ہر رسم کو ہندوانہ کہہ دینا بڑی جسارت اور دیدہ دلیری ہے کم از کم وہ کتب مقاتل ہی دیکھ لیتے کربلا میں بچوں کے کانوں میں مرکیاں چھلے موجود ہونا ثابت ہے

علامہ مجلسی نے بحار جلد ۴۵ صفحہ ۴۶ میں لکھا ہے وہ خرج غلامہ وفی اذنیہ درتان ایک بچہ نکلا جس کے کانوں میں دو گوشوارے تھے طبری جلد ۶ صفحہ ۲۵۸ اور ابن کثیر جلد ۸ صفحہ ۱۸۶ میں ہانی بن شبیب حضرمی کی روایت اس طرح ہے

انی الواقف عاشر عشرة لما صرع الحسین اذ نظرت الی غلام من آل الحسین علیه ازار و قمیص وفی اذنیه درتان و بیده عمود من تلک الابنیه وهو مذعور یتلفت یمینا و شمالا فاقبل رجل یرکض حتی دنی منه مال عن فرسه و علاه بالسیف فقتله

میں دس آدمیوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا جب امام حسین علیہ السلام گر گئے تو اولاد حسین میں سے ایک بچہ جس پر چادر اور قمیض تھی اور اس کے کانوں میں دو در تھے اور ہاتھ میں خیمہ کی ایک چوب اٹھائے ہوئے تھا اور گھبرا کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا اچانک ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس کے قریب آکر اپنے گھوڑے سے جھکا اور اس بچے پر تلوار سے حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا خصائص حسینیہ صفحہ ۱۲۹ جعفر (شوستری) میں ہے کہ وہ بچہ محمد بن ابو سعید بن عقیل کا تھا جس کی ماں اس کی شہادت کے وقت گھبرا گھبرا کر اس کو دیکھ رہی تھی۔ کافی میں امام رضا علیہ السلام کی حدیث وارد ہے

لما ولد الحسن هبط جبریل علی النبي بالتهنیة في الیوم السابع وامره ان یسمیه و یکنیه و یحلق راسه و یعق عنه ویثقب اذنه و کذالک کان حین ولد الحسین

بحار جلد ۴۳ صفحہ ۲۵۷ جب امام حسن مجتبیٰ کی ولادت ہوئی تو جبرئیل نے ساتویں دن آکر آنحضرتؐ کو مبارکباد پیش کی اور ان کو کہا کہ وہ ان کا نام اور کنیت رکھیں اور ان کا سر مونڈوا کر ان کا عقیقہ کریں اور ان کے کان میں سوراخ کرائیں امام حسینؑ کی ولادت کے وقت بھی ایسا ہی حکم نازل ہوا پھر فرمایا

Presented by www.ziaraat.com

كان الثقب فى الاذن اليمنى فى شحمة الاذن وفى اليسرى فى اعلى الاذن فالقرط فى اليمنى والشنف فى اليسرى روى ان النبى ترك لهما ذوابتين فى وسط الراس وهو اصح من القرن

حسنین کریمین علیہا السلام کے دائیں کان میں کان کی نچلی چربی میں سوراخ کیا گیا اور بائیں کان کے اوپر کے حصہ میں سوراخ کیا گیا اور کانوں میں گوشوارے اور چھلے ڈالے گئے اور ان کے سر کے درمیان دو لٹیں آنحضرتؐ نے چھوڑ دیں جو کہ سر کے ایک طرف کی لٹ سے بہتر تھیں ان احادیث سے ثابت ہوا کہ بچوں کو در، مرکیاں چھلے پہنانا سنت نبوی ہے کربلا میں شہید ہونے والے بچوں کے کانوں میں چھلے تھے اور یہ بنی ہاشم سادات کا بالخصوص معمول تھا مگر ڈھکو صاحب کی آنکھ پر نہ معلوم کیسی عینک چڑھی ہے جن کو ہر سنت نبویؐ بھی (معاذ اللہ) ہندوانہ رسم نظر آتی ہے باقی موتراشی اور ختنہ کے وقت تھوڑی پھیرنے اور تعلیم کے سال مقرر کرنے کے یہ مضمون بھی اصلاح الرسوم تھانوی اور بہشتی زیور سے نقل کئے گئے ہیں اسلام میں جب تک ان کی مناہی وارد نہ ہوں ان کو غیر اسلام قرار دینا غیر معقول بات کوئی بھی شخص ان رسوم کو واجب احکام یا شریعت کے حصے قرار نہیں دیتا۔

خوشی کے موقع پر دھیانیوں کے حق

ڈھکو صاحب صفحہ ۲۲۵ پر لکھتے ہیں ہندو مذہب میں کیونکہ لڑکیوں کو میراث نہیں دی جاتی لہذا وہ کسی تقریب مسرت میں دھیانیوں کو کچھ دے دیتے ہیں اسلام نے لڑکیوں کا میراث میں حصہ مقرر کیا ہے مسلمانوں کے لئے ہندوؤں کی دیکھا دیکھی رسم ایجاد کرکے اور اس پر عمل کرکے لڑکیوں کو احساس کمتری دلانے کا کیا جواز ہے۔

الجواب =۔ مصنف کے ذہن پر نامعلوم کیوں ہندو سوار ہوگئے ہیں کوئی بھی مسلمان لڑکیوں کو حق وراثت دینے سے انکار نہیں کرسکتا یہ قرآنی حکم ہے باقی رہا خوشی کے موقعہ پر لڑکیوں کو تحفے تحائف دینا تو عین سنت اور سیرت اہل بیت اطہار کے مطابق ہے ارشاد نبوی ہے

خیر اولادکم البنات

(مکارم الاخلاق طبری صفحہ ۲۵۱) تمہاری بہترین اولاد لڑکیاں ہیں دوسرے مقام پر ارشاد ہے

نعم الولد البنات المخدرات

پردہ دار لڑکیاں بہترین اولاد ہیں بحار جلد ۱۰۴ صفحہ ۹۱ حضرت پیغمبر اسلام فرماتے ہیں

من دخل السوق فاشترى تحفة حملها الى عياله كان كحامل صدقة الى قوم محاوج وبيدأ بالاناث قبل الذكور فانه من فرح ابنته فكانما اعتق من ولد اسماعيل

بحار جلد ۱۰۴ صفحہ ۹۴ مکارم الاخلاق صفحہ ۲۵۴ جو شخص بازار میں داخل ہوکر کوئی تحفہ خریدے اور اپنے بچوں کی طرف لے جائے گویا کہ وہ محتاجوں کی طرف صدقہ اٹھا کرلے گیا اور لڑکیوں کو تحفہ سب سے پہلے پیش کرے پھر لڑکوں کو دے کیونکہ جس نے اپنی بیٹی کو خوش کیا گویا اس نے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے غلام آزاد کرائے لہذا اگر کوئی کسی خوشی کے موقعہ پر اپنی لڑکیوں کو خوش کرنے کے لئے تحائف دیتا ہے تو اس سے لڑکیوں کو احساس کمتری نہیں بلکہ عزت نفس کا جذبہ اور فرحت محسوس ہوتی ہے نہ معلوم یہ سنت نبویؐ کس طرح ہندوانہ رسم بن گئی (استغفر اللہ واتوب الیہ) واضح رہے کہ یہ احادیث خود ڈھکو صاحب نے اصلاح الرسوم صفحہ ۳۴۰ پر نقل کی ہیں او لکھا ہے کہ بیٹی کو بیٹے کے مقابلے میں حقیر سمجھنا غیر اسلامی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

عورتوں کا ناخن بڑھانا اور پالش لگانا

ڈھکو صاحب صفحہ ۳۲۰ پر لکھتے ہیں مغربی عورتوں کی طرح ہماری عورتوں نے بندریوں کی طرح لمبے لمبے ناخن بڑھانے شروع کر دیئے ہیں حالانکہ شرعاً" ان کے کٹوانے کا حکم ہے اسی طرح ان پر دبیز پالش سے ان کا وضو غسل درست نہیں ہو سکتا۔

الجواب =۔ گذارش ہے کہ ان رسوم کو "ہماری عورتوں" کے نام منسوب کرنے سے مراد اگر شیعہ قوم کی بالخصوص عورتیں ہیں تو یہ تہمت غلط ہے اس فیشن میں بلا تفریق مذھب میں سب عورتیں شامل ہیں مگر جہاں تک ناخن بڑھانے کا تعلق ہے اور کٹوانے کا حکم ہے تو ہماری معتبر کتاب فروع کافی جلد ۶ صفحہ ۴۹۱ حدیث ۱۵ میں یوں وارد ہے

قال رسول الله للرجال (قصموا) اظافیر کم وللنساء اترکن فانه ازین لکن،

آنحضرتؐ نے مردوں سے فرمایا کہ تم اپنے ناخن کاٹو اور عورتوں سے فرمایا تم اپنے ناخن رہنے دو یہ تمہارے لئے زیادہ باعث زینت ہیں معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ حکم مردوں کے لئے خاص ہے یہی حدیث بحار جلد ۷۶ صفحہ ۱۲۳ میں امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام محمد باقر علیہم السلام سے بحوالہ مکارم الاخلاق و محاسن برقی منقول ہے اور کتاب النوادر راوندی صفحہ ۲۳ صفحہ ۲۴ اور بحار جلد ۷۶ صفحہ ۱۲۵ میں یہ الفاظ وارد ہیں

قال رسول الله یامعشر الرجال قصوا اظافیر کم وقال للنساء طولن اظافیر کن فانه ازین لکن

آنحضرتؐ نے فرمایا اے گروہ مردم تم اپنے ناخن کٹوایا کرو اور عورتوں سے فرمایا تم اپنے ناخن لمبے کرو یہ تمہارے لئے زیادہ باعث زینت ہے البتہ ناخنوں کو ایسا رنگ لگانا جو تہ در تہ ہو اور ناخن تک پانی کی رسائی سے مانع ہو تو وہ شرعاً" ممنوع ہے۔

کسی عزیز کی موت کو قہر خداوندی قرار دینا

جناب ڈھکو صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳ پر لکھتے ہیں" نہ صرف عوام بلکہ خواص بھی اس غلطی میں مبتلا ہیں کہ وہ جانی یا مالی نقصان کا نہ ہونا دولت خدا اور اس کی رضا مندی کی علامت سمجھتے ہیں اور کسی عزیز کے داغ مفارقت دے جانے کو دشمن خدا ہونے اور اس کے قہر و غضب میں مبتلا ہونے کی نشانی سمجھتے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ اس بدعتی سوچ کا زاویہ تبدیل کیا جائے اور اسلامی سوچ اپنائی جائے۔

الجواب جناب نے بڑے عدل و انصاف کی بات لکھی ہے مگر پہلے خود کو بھی اس بدعتی سوچ سے بچانے کی فکر کرنی چاہئے کیونکہ انہوں نے خود ہی اصلاح الرسوم صفحہ ۲۸، ۲۹ میں اپنے مخالفین کے متعلق لکھا ہے" مگر الحمد اللہ یہ تمام غوغا آرائی کرنے والے اور سازشوں کے جال بچھانے والے کچھ حرف غلط کی طرح مٹ گئے یعنی عدم آباد کی طرف سدھار گئے اور کچھ تھک ہار کر خاموش ہو گئے گویا ان حضرات کو ڈھکو صاحب کی مخالفت کرنے پر قدرتی سزا ملی کہ وہ حرف غلط کی طرح مٹ گئے ورنہ موت تو برحق ہے انبیاء و اوصیاء اور صالحین چاہے ان کا تعلق ڈھکو صاحب کے دوستوں سے تھا یا دشمنوں کا سب بقضاء الٰہی اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں کسی عالم کی موت کو ذاتی رقابت کی وجہ سے حرف غلط کی طرح مٹ گئے کہہ دینا سب سے بڑی غیر اسلامی سوچ ہے ڈھکو میاں خود بھی اصلاح الرسوم کے قواعد و ضوابط کی پابندی کریں

Presented by www.ziaraat.com

قرض کا مسئلہ

مصنف کے صفحہ ۳۱۴ سے لے کر ۳۲۰ پر قرض کے خلاف مضمون باندھا ہے اور اس کو رسم بد ثابت کرتے کرتے یہاں آکر قلم توڑا ہے کہ اس لعنت اور رسم بد سے دامن بچایا جائے۔

الجواب

قرض کے لین دین کا تعلق بدعت سے نہیں بلکہ شریعت سے ہے لہذا ضرورت اس بات کی تھی کہ قرض کے بارے میں احکام شریعت کے بیان پر ہی اکتفاء کر دیا جاتا جبکہ مصنف نے قوانین الشریعہ جلد ۲ صفحہ ۹۱ پر قرض لینا دینا انسانی فطری تقاضا ثابت کیا ہے اور قرض دینے کے فضائل پر آیات و احادیث کا انبار لگایا ہے اور آخر میں جا کر یہاں بات ختم کی ہے کہ باوجود ادائیگی کی قدرت رکھنے کے ٹال مٹول کرنا گناہ کبیرہ ہے اگر قدرت نہ ہو تو کم از کم خلوص دل سے نیت کرنا واجب ہے کہ جب خدا طاقت دے گا تو فوراً" ادا کر دے گا اب اگر کوئی شخص شرعی سہولیات کو غلط طور پر استعمال کرتا ہے تو لعنت کا وہ خود ہی حقدار ہو گا اس سے نہ قرض لعنت قرار پا سکتا ہے نہ اس کا نام رسم بد رکھا جا سکتا ہے مثلاً" اگر کوئی شخص مسجد میں برائی کرتا ہے تو اس شخص کی مذمت کرنا چاہئے نہ یہ کہ مسجد بنانے کو ہم رسم بد کہنا شروع کر دیں اور اس کے انفرادی غلط کام سے مساجد کے خلاف تحریک شروع کر دیں۔

بی بی پاکدامناں لاہور کی زیارت

ڈھکو صاحب نے اصلاح الرسوم ص ۳۳۰ میں لکھا ہے کہ " لاہور میں جو مزارات بی بی پاکدامناں کے نام سے مشہور ہیں ہمارے سادہ لوح عوام قافلوں کی شکل میں جا کر زیارت کرتے ہیں ممکن ہے یہ سید زادیاں ہوں پاک دامن بھی ہوں مگر یہ حضرت امیر علیہ السلام کی صلبی شاہزادیاں نہیں ہیں جبرئیل امین تو ہمارے پاس آتے نہیں کہ وہ بتائیں " میں تاریخ اس سلسلہ میں خاموش ہے "

الجواب

یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر مرنے والے کے بارے میں مولف کو جبرئیل نے وحی لا کر بتایا ہو کہ کون کون کہاں کہاں واقعی طور پر دفن ہے کربلا، نجف، مکہ مدینہ کے مدفون لوگوں کے دفن کی خبر بھی ڈھکو نے جبرئیل سے نہیں حاصل کی مگر مان ہی لیا دیکھنا صرف یہ ہے کہ اگر یہ سید زادیاں ہیں اور پاک دامن کے نام سے مشہور ہیں تب بھی وہ زیارت کی مستحق ہیں کیونکہ خود آنحضرت حضور اکرم کا ارشاد ہے۔ من زار واحداً من اولادی فی الحیاۃ و بعد الممات فکانما زارنی غفر اللہ لہ البتۃ

جس نے میری اولاد کی زندگی میں یا مرنے کے بعد زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی اور یقیناً" اس کو اللہ نے بخش دیا جناب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے بارے میں ارشاد نبوی ہے من زار ذرتیہما فکانما زارھما۔ جس نے ان دونوں کی اولاد کی زیارت کی گویا اس نے ان دونوں کی زیارت کی (مشاہد العترۃ عبدالرزاق الحائری ص ۱۲ طبع بیروت) صرف ان قبور پر ہی کیا منحصر ہے خود شام، فلسطین مصر اور عراق و ایران میں بہت سی قبریں مخدرات

Presented by www.ziaraat.com

سادات کی موجود ہیں اور زیارت گاہ خلائق بھی ہیں مگر ان کے بارے میں پوری تحقیق میسر نہیں ہے۔

مثلاً۔ (۱) نجف اشرف محلہ براق میں رقیہ بنت الحسن زوجہ عبید اللہ بن عباس بن علی کی قبر تحفۃ العالم جلد ۱ ص ۲۹۶ مشاہد العترۃ ص ۱۵۵

(۲) ضلع حلہ عراق سے مشرقی سمت علاج نامی بستی میں بنات الکاظم علیہ السلام کے نام سے متعدد قبریں جن کے بارے میں معلومات میسر نہیں مراقد المعارف جلد ۱ ص ۲۰۰

(۳) شوستر ایران کی صحراء عسکر میں سیدہ خدیجہ نیک زن کی قبر مراقد المعارف جلد ۱ ص ۲۷۶ عام زیارت ہوتی ہے تفصیل معلوم نہیں۔

(۴) عراق کے شہر دیوانیہ کے مقام بتع میں شریفہ بنت الحسنؑ کی قبر جو ذوالکفل سے حلہ کے راستے میں آتی ہے مراقد المعارف ص ۳۸۵ علماء اہل نسب کا کہنا ہے کہ بہت سے اہم سادات بنی فاطمہؑ کی قبروں کو عمداً" خواتین کے نام سے مشہور کر دیا گیا تاکہ دشمن قبر اکھیڑ کر بے حرمتی نہ کریں اسی لئے سواد عراق میں بنات امام حسن کے نام سے بہت زیادہ قبریں ہیں اس لحاظ سے بی بی پاکدامناں کی قبر جو اس نام سے ملتان میں بھی موجود ہے اگر فالفرض لاہور میں سیدانیاں یا سادات عظام دفن ہیں تب بھی اس مناسبت سے ان کی زیارت کرنا ثواب ہے اگر بالفرض یہ قبر جناب رقیہ بنت علی اور حضرت عقیل کی اولاد میں سے پانچ شہزادیوں کی قبریں ہیں جیسا کہ علامہ آغا مہدی لکھنوی نے اخبار الواعظ نومبر ۱۹۵۶ء میں اور علامہ سید سعید الحسن رضوی نے یاد رفتگاں میں اور اہل سنت کے معروف فاضل نفیس محی الدین فوق ایڈیٹر طریقت لاہور نے ثابت کیا اور ہر چند دلائل کے ساتھ علامہ آغا مہدی نے سیرت زینبؑ ص ۹۲ میں لکھا ہے تو یہ حوالے اگرچہ قوی نہ سہی مگر یہ شہزادیاں فی الواقع جہاں بھی دفن ہوں لاہور والی قبور کی ان کی ظاہری نسبت سے ہی زیارت کر لی جائے تو کوئی مانع نہیں ہے ثواب ہے حدیث میں ہے من بلغہ

شی من الثواب علی شی من الخیر فعمل به کان له اجر ذلک (ثواب الاعمال الاصول الاسلیہ ص ۲۶۵) جس شخص کو کسی بھی کار خیر پر کچھ ثواب ملنے کی خبر پہنچے اور وہ اس پر عمل کرلے تو اس کو اس کا ثواب ضرور ملے گا (اگرچہ فی الواقع وہ خبر صحیح ثابت نہ ہو)

غراخانوں میں معصومینؑ کی جعلی تصاویر رکھنا

جناب مصنف " لکھتے ہیں " کچھ عرصہ سے ہمارے برادر ہمسایہ ممالک کے جمالیاتی و نفسیاتی ذوق و شوق کے جذبہ کی تسکین کی خاطر وہاں جناب رسول اللہ اور آئمہ علیہم السلام کی جعلی تصاویر سے غراخانوں اور مسکنوں کی زیبائش کا رجحان بہت عام ہو گیا ہے ان کی دیکھا دیکھی یہاں بھی افزوں ہے اسلام نے تصویر سازی تصویر کشی کی حوصلہ شکنی کی ہے دیوی دیوتاؤں کی طرح ان کی پوجا پاٹ کرنے کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں ہے اصلاح الرسوم ص ۱۶۱

الجواب

یہاں ہمسایہ ممالک سے صرف ایران ہی مراد ہے ورنہ انڈیا چائنا افغانستان سے تو کوئی ایسی تصاویر پاکستان نہیں آتیں ایرانیوں کو جمالیاتی نفسیاتی ذوق رکھنے والے حسن پرست یا بت پرست قرار دینا سراسر انقلاب اسلامی ایران کے ساتھ کھلی دشمنی کے مترادف ہے اور شیعوں پر یہ تہمت کہ وہ ان تصاویر کی دیوی دیوتاؤں کی طرح پوجا پاٹ کرتے ہیں یہ زبان بھی بتا رہی ہے کہ ڈھکو صاحب کے اندر سے انجمن سپاہ والے بول رہے ہیں ورنہ ڈھکو صاحب اگر اسلامی تاریخ کا صدق دل سے مطالعہ کریں تو ان کو معلوم ہو جائے کہ یہ جذبہ کچھ عرصہ سے نہیں بلکہ صدیوں سے قائم و دائم ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مسجد سہلہ کوفہ

Presented by www.ziaraat.com

کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ ان فیہ صخرۃ خضراء فیہا مثال وجہ کل نبی اس میں ایک سبز پتھر ہے جس پر ہر نبی کے چہرے کی تصویر بنی ہوئی ہے۔

تاریخ الکوفہ ص ۴۹ بحوالہ بحار الانوار وسائل الشیعہ۔ ابو حمزہ ثمالی نے حضرت صادق سے روایت کی ہے۔ فیہ صخرۃ خضراء فیہا صورۃ جمیع النبیین حوالہ بالا ص ۷۹ ((از بحار وسائل) اس میں سبز پتھر ہے جس میں تمام انبیاء کی تصاویر ہیں۔ تفسیر قمی ص ۵۹۵ تا ص ۵۹۸ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سلطان روم نے امام حسن علیہ السلام کو حضرت آدمؑ سے لے کر آنحضرت تک تمام انبیاء کی تصاویر دکھائیں امامؑ نے ہر نبی کی تصویر دیکھ کر ان کی شناخت بتلا دی ابراہیم نے بیر بن مطعم تابعی کو سرکار پیغمبر کی تصویر پیش کی اور ساتھ بتایا کہ یہ تصویر حضرت ذوالقرنین نے جناب دانیال پیغمبر کو عطاء فرمائی ایک راہب جو جناب امیر کے ہاتھوں اسلام لایا اس نے بتایا کہ میرے پاس جناب امیر المومنین اور تمام آئمہ اطہارؑ کی تصویریں موجود ہیں شب معراج ملا کہ نے مقام قاب قوسین میں آنحضرت کو جناب امیرؑ اور جناب فاطمہؑ کی تصویر پیش کی بحار جلد ۶ ص ۵۱ جلد ۸ ص ۱۹۷ قدیمی چاپ و سفینۃ البحار جلد دوم ص ۵۵) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء و آئمہ اطہار علیہم السلام کی تصاویر قدرت نے خود بنوائیں اور وہ تبرکات انبیاءؑ میں منتقل ہوتی رہیں لہذا یہ کہنا کہ تصویر بنانا خلاف اسلام ہے یہ سعودیوں کا فتویٰ ہے شیعوں کا نہیں ہے شروع سے ہی بڑے بڑے بادشاہ اور مشاہیر اسلام جناب امیر المومنین علیہ السلام کی تصویر بنوا کر بطور تبرک اپنے پاس رکھتے تھے ابن ابی حدید معتزلی بغدادی جو ساتویں صدی کے بغداد کے معروف عالم اہل سنت گزرے ہیں انہوں نے مقدمہ شرح نہج البلاغہ ص ۲۹ میں لکھا ہے

ان ملوک الترک والدیلم صوروا صورۃ امیر المومنین علی اسیافہم و کان علی سیف عضد الدولۃ وابیہ رکن الدولۃ و علی سیف الارسلان و ملکشاہ ابنہ صورتہ علیہ السلام کانہم

یتفالون بہ النصر و الظفر بادشاہان ترک و دیلم نے اپنی تلواروں پر امیر المومنین کی تصویر بنوائی ہوئی تھی اور عراق کے شیعہ حکمران عضد الدولہ اور ان کے والد رکن الدولہ اور الب ارسلان اور ان کے بیٹے ملک شاہ کی تلوار پر بھی جناب امیر کی تصویر بنی ہوئی تھی اور وہ کامیابی اور فتح کے لئے اس تصویر سے نیک فال لیا کرتے تھے۔ عضد الدولہ حسن بن بویہ دیلمی وہ بادشاہ تھے جن کا نام بغداد و عراق کے خطبوں میں عباسی خلفاء کے ساتھ لیا جاتا تھا اور یہ بغداد کے محرم کے ماتمی جلوسوں کے بانی مبانی تھے شیخ مفید کے ہم زمانہ تھے اور ان کی بے حد تعظیم کرتے تھے ۳۷۲ھ میں ان کا انتقال ہوا اور ان کا جنازہ بغداد سے لے کر نجف اشرف دفنایا گیا انہوں نے روضہ امیر المومنین کی تجدید فرمائی ان کے والد رکن الدولہ شیخ صدوق کے معاصر زمانہ تھے اور وہ شیخ صدوق کا بے حد احترام و اکرام کرتے تھے ان کے حکم پر انہوں نے قم سے ری میں سکونت اختیار کی اگر جناب امیرؑ کی تصویر بنانا خلاف اسلام تھا تو شیخ صدوق اور شیخ مفید جیسے قدیمی بزرگ علماء نے ان کو تصویر کشی سے کیوں نہ روکا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ رواج زمانہ غیبت کبریٰ سے ہی جاری ہے البتہ تصاویر اگر عام انسان یا حیوان یا ذی روح کی ہوں تو مکروہ ہیں اور روایات میں ایسے لباس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جن میں تصاویر ہوں اور حکم ہے کہ نماز کے وقت سامنے ہوں تو ان کا سر مٹا دیا جائے یا ان پر کپڑا ڈال دیا جائے سفینۃ البحار جلد دوم ص ۵۶

جو حدیث وارد ہے کہ من مثل مثالاً فقد خرج عن الاسلام جس نے کوئی صورت بنائی تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا ھلک اذا کثیر من الناس پھر تو بہت سے لوگ تباہ و برباد ہو گئے کہ وہ صورتیں بناتے ہیں۔

امام نے ارشاد فرمایا لیس حیث ذھبتم انما عنیت بقولی من نصب دنیاً غیر دین اللہ و دعا الناس الیہ اس کا وہ مطلب نہیں

Presented by www.ziaraat.com

جو تم نے سمجھا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جو شخص اللہ کے دین کو چھوڑ کر کوئی اور دین بنالے اور لوگوں کو اس کی دعوت دے تو وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا ملاحظہ ہو سفینۃ البحار جلد ۲ ص ۵۲۳ لہذا اگر ان ذوات مقدسہ کی تصاویر بنانا کفر یا شرک تھا جو ہمارے مراکز علیہ نجف اشرف اور قم مقدسہ کے اکابر مجتہدین اس کے خلاف ضرور جہاد کرتے اور یہ غلط رسوم مٹا دیتے مگر ایسی تصاویر ایران و عراق کے ہر شیعہ گھر ہر امام بارگاہ بلکہ مجتہدین عظام کی رہائش گاہوں پر نصب ہیں ایران و عراق کی شیعہ اکثریت اور اکابر علماء و مجتہدین کے خلاف اس قدر بڑی گستاخی کرنا چھوٹا منہ اور بڑی جسارت ہے۔

عید نوروز اور اس کی شرعی حقیقت

جناب ڈھکو صاحب لکھتے ہیں "اسلام میں ایسی عیدیں داخل کر دی گئی ہیں جن کا اسلام سے کوئی ربط نہیں ہے جیسے عید نوروز جسے بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے اس میں مخصوص اعمال بجا لائے جاتے ہیں علماء و مورخین نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے حالات میں یہ مستند و معتبر واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے منصور دوانیقی کی خواہش پر تقریبات نوروز سے معذرت خواہی فرمائی کہ میرے جو نامدار کے آثار میں مجھے اس عید کے بارے میں کوئی چیز نہیں ملی اسلام سے پہلے اہل فارس اس عید کو منایا کرتے تھے اسلام نے اس کو مٹا دیا منصور نے سیاست لشکری کے لئے بڑی قسمیں دے کر امام کو مجبور کیا انہوں نے شرکت کی مبارک باد دی اور گرانقدر تحفے امام نے وصول کر کے ایک بوڑھے حسینی سید مرثیہ خوان کو دے دیئے (بحوالہ مناقب ابن شہر آشوب) لے دے کر معلی بن خنیس کی ایک روایت پیش کی جاتی ہے مگر راویان اخبار میں معلی کا جو مقام ہے اہل علم پر مخفی نہیں ہے جس کی جرح قدم سے کتابیں بھری پڑی ہیں دنیا کے جو بڑے بڑے واقعے

اس تاریخ سے منسوب کئے جاتے ہیں وہ غلط ہیں اہل ایمان کو غیر اسلامی عیدوں کے احیاء سے احتراز کرنا چاہئے (اصلاح الرسوم ص ۳۳۲ ملخص)

الجواب

نہ معلوم ڈھکو صاحب کس اسلام کے حوالہ سے بات کرتے ہیں

نوروز کے اعمال و فضائل کو تسلیم کرنے میں بانی حوزہ علمیہ نجف اشرف شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ پھر سید ابن طاؤس اور محقق طوسی سید شریف علامہ بہاؤ الدین عاملی علامہ فیض کاشانی علامہ مجلسی سے لے کر علامہ شیخ عباس قمی صاحب مفاتیح الجنان تک سب کے سب متفق ہیں بلکہ ڈھکو صاحب ہی کے ممدوح و معتمد علامہ سید محسن الامین عاملی نے مفتاح الجنات جلد ۳ ص ۵۷۳ میں معلی بن خنیس کی حدیث فضائل نوروز کو نقل کیا ہے اس کی سند کو افضل قرار دیا ہے ہاں اس عید نوروز کو مجوسیوں کی عید قرار دینے میں وہابیوں نجدیوں کے سرخیل ابن تیمیہ پیش پیش ہیں جنہوں نے جادہ حق خلاصہ اقتضاء الصراط المستقیم ص ۱۹ اور ص ۳۹ میں نوروز اور عید غدیر دونوں کو غیر اسلامی عید قرار دیا ہے ان سے پہلے بھی ایک ناصبی العقیدہ میر مخدوم بن میر عبدالباقی شریفی متوفی ۹۹۵ھ نے شیعوں کے خلاف کتاب نواقض الروافض لکھی جس میں عید نوروز اور عید غدیر دونوں کو غیر اسلامی عید اور رافضیوں کی اختراع قرار دیا اس کے جواب میں شہید ثالث آیۃ اللہ سید نور اللہ شوستری نے مصائب النواصب تالیف فرمائی ان کے بعد خاسی میاں کا دور آیا تو اس نے اس عید کے منانے والوں کو نجس العین کافر اور اسلام سے خارج کرنے کا فتویٰ داغ دیا جس کو اب اصلاح الرسوم نے چاٹنا اور اگلنا شروع کر رکھا ہے حالانکہ اسلام میں نوروز کی اہمیت اس لئے ہے کہ اس روز امیر المومنینؑ کی بیعت ہوئی اور جب سے اس دن کو جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی خلافت ظاہری سے نسبت

Presented by www.ziaraat.com

ہوئی تمام مسلمانوں نے اسی نسبت سے اس دن کو ایک بابرکت دن قرار دیا ان کو مجوسیوں سے کوئی سروکار نہ تھی بلکہ صرف مولائے کائنات کی نسبت سے اس دن سے عقیدت ہو گئی حتی کہ بنو امیہ بھی اس کی برکت کے قائل تھے جیسا کہ اہل سنت کے نامور مورخ ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری متوفی ۲۷۶ھ نے کتاب تاریخ الخلفاء الراشدین جلد ۲ ص ۶۸ طبع مصر قدیمی میں لکھا ہے کہ ولید بن عبدالمالک کے زمانہ میں جب موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد کو اندلس و بربر فتح کرنے کے لئے روانہ کیا تو اسکو بربر میں یہ خط بھیجا اطلب رجلاً" یعرف الشھور السریانیہ فاذا کان یوم احد و عشرین من شھر اذار بالسریانی فاشحن علی برکۃ اللہ و نصرہ فی ذالک الیوم فان لم یکن عندک من یعرف شھور السریان فشھور العجم فانھا موافقۃ لشھور السریان و ھو شھر یقال لہ بالاعجمیۃ مارس فاذا کان یوم احد و عشرین منہ فاشحن علے برکۃ اللہ کما امر تک ان شاءاللہ تم سریانی مہینوں سے واقف کوئی آدمی تلاش کرو اور سریانی مہینے "اوار" کی اکیس تاریخ کو اللہ کی برکت و نصرت سے حملہ کے لئے فوجیوں سے کشتیاں بھر لو اور اگر تمہیں کوئی سریانی زبان جاننے والا نہ ملے تو عجمی ایرانی مہینے جاننے والے کسی شخص کی مدد طلب کرو اور عجمی مہینے مارچ کی اکیس تاریخ کو کشتیاں بھرو جیسا کہ میں نے تمہیں حکم دیا۔ حالانکہ طارق کے پاس صرف چھ کشتیاں فوج تھی اور اندلسی حکمران لوذریق کا لشکر ستر ہزار فوجیوں پر مشتمل تھا ان کے پاس پورا پورا جنگی سامان تھا لیکن طارق کو فتح ہوئی اور اس نے لوذریق کا سر قلم کر کے طارق کو بھجوایا اور اندلس پر قبضہ کر لیا پھر ہمیشہ ایران کے بادشاہ تاج پوشی یا دشمن پر حملہ کرنے کے لئے نوروزی کی تاریخ کو منتخب کرتے تھے اور ہمیشہ کامیاب و کامران رہتے تھے۔

"ابتداء" غیبت کبریٰ کا زمانہ اور عید نوروز کی شہرت

جیسا کہ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ یہ عید جناب امیرالمومنین کی خلافت ظاہری کے زمانہ سے منائی جاتی ہے تقیہ کے زمانہ میں عمومی طور پر اس عنوان سے عید نوروز کو ترجیح رہی کیونکہ ۱۸ فروری ذی الحجہ کی تاریخ ثالث کے یوم قتل کی تاریخ بھی تھی اور خلافت ظاہری کی اس خوشی کا اس دن کے حوالہ سے منسوب کرنا ایک لحاظ سے خطرہ بھی تھا کہ ان پر "تہمت" نہ لگ جائے یہی وجہ ہے کہ بنی بویہ کی حکومت کا دور جو شیعیت کی تشہیر کا دور تھا اس میں یہ عید منائی جاتی تھی سلطان موید الدولہ منصور بن رکن الدولہ دیلمی کے وزیر باتدبیر جناب اسماعیل بن عباد طالقانی متولد ۳۲۶ھ متوفی ۳۸۵ھ اپنے دور کے بہت بڑے سیاست دان ہونے کے علاوہ جلیل القدر عالم محدث بھی تھے علامہ بہاؤ الدین عاملی نے رسالہ (غسل الرجلین و مسحما) میں لکھا ہے کہ صاحب بن عباد طالقانی کلینی، صدوق، شیخ مفید اور شیخ طوسی کے پایہ کے محدث و فقیہ تھے جن کو علامہ مجلسی اول نے حواشی نقد الرجال میں افقہ الفقہاء کے لقب سے ذکر کیا ہے (الغدیر جلد ۴ ص ۴۳) محدث و فقیہ ہونے کے علاوہ آپ درجہ اول کے ادیب شاعر نحوی لغوی محقق بھی تھے جن کا کتب خانہ دو لاکھ ستر ہزار سے زائد کتب پر مشتمل تھا دوران سفر ان کے ساتھ تیں اونٹوں پر مطالعہ کے لئے ضروری کتب اٹھائی جاتی تھیں مندرجہ ذیل علماء و محدثین نے ان کو ہدیہ پیش کرنے کے لئے خصوصی کتابیں تصنیف کیں اور انعام پایا۔

(۱) شیخ صدوق کتاب عیون اخبار الرضاؑ (۲) حسین بن علی برادر شیخ صدوق کتاب نفی التشبیہ (۳) حسن بن محمد قمی تاریخ قم (۴) ابو الحسن بن فارس رازی کتاب الصاحبی (۵ قاضی علی جرجانی کتاب التہذیب شعراء نے ان کی مدح میں جو قصائد لکھے ان کی تعداد بھی ایک لاکھ کے قریب ہے بلکہ زیادہ ہے (روضات

Presented by www.ziaraat.com

الجنات جلد ۲ صفحہ ۲۳) اتنے بڑے محدث فقیہ جلیل نے بھی عید نوروز کے موضوع پر مستقل کتاب تالیف کی جس کا نام "الاعیاد و فضائل النیروز" رکھا ملاحظہ ہو الغدیر جلد ۴ صفحہ ۳۶ الفوائد الرضویہ قمی صفحہ ۳۶ روضات جلد ۲ صفحہ ۲۹ علامہ محمد باقر اصفہانی اس کتاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں و معلوم انہ لیس یذکر فیہ الا فضائل اعیاد تعلقت باهل البیت زائدا " علے العیدین کالغدیر و المباهلة ولا شرف للنیروز ایضا " عند احد من المسلمین الا باعتبار رجوع الخلافة فیه الی امیر المومنین علیہ السلام یعنی اور ظاہر ہے کہ وہ اس کتاب میں عیدین کے علاوہ صرف ان خصوصی عیدوں کا ذکر کرتے ہیں جن کا تعلق اہل البیت سے ہے مثلاً" عید غدیر اور عید مباہلہ اور نوروز کی عید کا شرف بھی ہر مسلمان کے نزدیک صرف اسی نسبت سے ہے کہ اس دن خلافت ظاہری کی بازگشت جناب امیر المومنین علیہ السلام کی طرف ہوئی اس کتاب کا ذکر حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اور ڈھکو صاحب کے استاد آقا شیخ بزرگ تہرانی نے کتاب الذریعہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۶۳ میں بھی کیا ہے۔

قارئین اب خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ اگر چوتھی صدی کے درمیان میں عید نوروز اس قدر متبرک اور مشہور تھی کہ بلند پایہ کا محدث اس کے فضائل پر ایک مستقل کتاب لکھنا ضروری سمجھ رہا تھا تو کم از کم شیخ صدوق یا قم مقدسہ ہی کے ۲۶۶ مجتہدین شیعہ نے اس کتاب اور نوروز کے خلاف اس طرح شور کیوں نہ مچایا جیسا کہ خالصی کے بعد آج ڈھکو صاحب کو اس کے خلاف مروڑ پڑ رہی ہے اور بدعت بدعت کا واویلا کر رکھا ہے حالانکہ ظاہر ہے کہ اس عید کے خلاف وہی نواصب پیش پیش رہے ہیں جن کو جناب امیر کا خلافت ظاہری پر مسند نشین ہونا بھی پسند نہ تھا جیسا کہ میر مخدوم شریفی اور ابن تیمیہ حرانی اور پھر خالصی اور اب اس فہرست میں مزید ایک نئے نام کا ڈھکو صاحب نے اضافہ کر دیا ہے کل اناء بالذی فیه ینضح

(نوٹ) حضرت الصاحب اسماعیل بن عباد طالقانی مرحوم مغفور کی قبر آج بھی ایران کے شہر اصفہان کے محلہ معروفہ باب طوقچی میدان عتیق میں موجود ہے اس پر شاندار قبہ ہے اور لوگ کثرت سے وہاں زیارات کے لئے جاتے ہیں اور وہاں دعا، مستجاب ہوتی ہے۔

نوروز احادیث کی روشنی میں

۱۔ احمد بن فہد نے المہذب میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے

یوم النیروز هو الیوم الذی حمل فیه رسول الله لامیر المومنین علی منکبه حتی رمی اصنام القریش من فوق بیت الله وهشمها

بحار الانوار جلد ۳۸ صفحہ ۸۶

نوروز کا دن وہ دن ہے جس دن حضور اکرمؐ نے امیر المومنینؑ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور انہوں نے خانہ کعبہ کی چھت کے اوپر سے بتوں کو نیچے پھینک کر توڑ ڈالا۔

۲۔ علامہ حلی نے کشف الیقین میں اور محمد بن مسلم طوسی نے کتاب الاربعین میں ابو سعید خدری صحابی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے عرفطہ بن شراخ نامی جن کے ساتھ جناب امیر المومنین علیہ السلام کو سرکش کافر جنات کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا جس جنگ میں جناب امیر نے اسی ہزار جن قتل کے اور باقی سب کے سب اسلام لے آئے ابو سعید خدری فرماتے ہیں

ذالک الیوم کان یوم نیروز الفرس

جس دن یہ جنگ فتح ہوئی اس دن نوروز کا دن تھا۔ (القطرہ جلد اول صفحہ ۱۳۳)

Presented by www.ziaraat.com

امام موسی کاظم علیہ السلام کے انکار کی روایت اور درایت

ڈھکو صاحب کو بخوبی معلوم ہے کہ جس روایت سے انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ امام موسی کاظمؑ نے نوروز کو غیر اسلامی عید قرار دیا مورخین و علماء اسلام تو دور کی بات ہے اس روایت کو سب سے پہلے ابن شہر آشوب متوفی ۵۸۸ھ نے اپنی کتاب مناقب آل ابی طالب جلد ۴ ص ۳۱۸ پر نقل کیا مگر انہوں نے نہ کسی کتاب کا حوالہ دیا نہ کسی راوی کا نام لکھی بلکہ صرف اتنا لکھا کہ (حکایت کی جاتی ہے) کہ علامہ مجلسی نے بھی اس روایت کو غیر مستند قرار دیتے ہوئے لکھا ہے ھذا الخبر مخالف الاخبار المعلی و اخبار المعلی اقوی سندا" و اشھر بین الاصحاب و یمکن حمل ھذا علی التقیۃ ۔ (بحار الانوار جلد ۵۹ ص ۱۰۰ تا ۱۰۱) یہ روایت معلی بن خنیس کی روایت کے مخالف ہے مگر معلی کی روایت زیادہ قوی ہے اور اصحاب فقہاء میں بہت زیادہ مشہور ہے اور ممکن ہے کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہو۔ اگر ڈھکو صاحب ہمیں یہ روایت مناقب ابن شہر آشوب سے پہلے کی کسی کتاب سے ثابت کر دیں تو منہ مانگا انعام طلب کر لیں کیونکہ یہ روایت غیر مستند تھی اسی لئے شیخ عباس قمی نے اس کو نظر انداز کر کے مفاتیح الجنان میں معلی بن خنیس کی روایت کے مطابق اعمال نوروز لکھے ابن شہر آشوب سے ایک سو اٹھائیس سال پہلے شیخ طوسی متوفی ۴۶۰ھ جیسے عظیم الشان محدث اعظم نے معلی بن خنیس کی روایت اور اعمال و فضائل نوروز مصباح المتہجد میں لکھے پھر علامہ نصیر الدین محمد بن حسن محقق طوسی نے اس روایت کو نظم کیا اور منظوم رسالہ لکھا (الذریعہ جلد ۲۴ ص ۲۰۹) ڈھکو صاحب کی پیش کردہ روایت میں واضح طور پر تضاد پایا جاتا ہے جب امام نے بڑی سختی سے نوروز کو غیر اسلامی عید قرار دے دیا تو پھر اس کی تقریب میں شرکت کرنا اور اس کے عطیات و

تحائف وصول کرنا جن کی تعداد لاکھوں کی تھی نامناسب تھا جب امام واضح طور پر پہلے کہہ چکے تھے کہ جس عید کو اسلام مٹا دے ہم معاذ اللہ اس کو زندہ نہیں کر سکتے اتنی جرات کے ساتھ انکار کرنے کے بعد امامؑ کا شرکت کرنا اور مبارکبادیاں وصول کرنا اور تحائف قبول کرنا اسلام کی مٹائی ہوئی عید کو زندہ کرنا یہ عجیب تضاد ہے جو ایک امام معصومؑ کے شایان شان نہیں لگتا یہ کسی دشمن کی روایت لگتی ہے جس کو امام عالی مقام کو مصلحت پرست ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی" آئمہؑ کا یہ دستور رہا ہے کہ وہ خلافِ اسلام بدعات پر ہرگز کوئی سودا بازی نہیں کرتے تھے۔"

عید نوروز پر سنی شیعہ علماء کی تصنیفات و تالیفات

ہم دلائل کی طرف آنے سے قبل ثابت کرتے چلیں کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام چونکہ اسی تاریخ کو فلک سیادت و ولایت پر جلوہ فگن ہوئے جیسا کہ اہل سنت کے مورخ جمال الدین محدث متوفی ۱۰۰۰ھ نے روضۃ الاحباب جلد ۳ ص ۲ مطبوعہ لکھنؤ میں لکھا ہے "از روئے تحقیق پذیرفتہ کہ آفتاب بہ برج حمل تحویل کردہ بود کہ شاہ فلک ولایت در منزل خلافت استقرار یافت' بعض محقق علماء کی تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ جس روز شاہ فلک ولایت منزل خلافت پر رونق افروز ہوئے اس روز شمس برج حمل میں تحویل کر چکا تھا" اسی برکت و نسبت سے اکثر سنی شیعہ بادشاہ اسی تاریخ کو تاج پوشی کی تقریب منعقد کرتے تھے اس موضوع کی حمایت میں لکھی جانے والی مستقل کتب کی ایک تحقیقی رپورٹ ملاحظہ ہو"

(۱) کتاب نوروز نامہ تالیف محدث اہل سنت محمد بن علی حکیم ترمذی متوفی ۲۵۵ھ یہ کتاب غیبت کبریٰ کے زمانہ سے بالکل قریب تالیف ہوئی

Presented by www.ziaraat.com

(۲) نوروز نامہ تالیف عمر خیام نیشاپوری اہل سنت یہ کتاب ۱۳۱۲ھ میں تہران میں طبع ہوئی عمر خیام نے یہ کتاب اپنے زمانہ کے بادشاہ جلال الدین ملک شاہ کے نام سے لکھی یہ رسالہ ۴۶۹ھ میں لکھا گیا۔

(۳) منظومہ حدیث معلی بن خنیس سرکار علامہ محقق طوسی علیہ الرحمہ متوفی ۶۷۲ھ نے یہ رسالہ آداب و اعمال نوروز پر نظم کیا جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے۔

بقول جعفر صادق خلاصہ سادات۔ زماہ فارسیاں سنت روز مذموم است ڈاکٹر احمد علی رجائی نے ۱۳۵۴ھ شمسی کو تہران سے شائع کیا۔

(۴) رسالہ نوروزیہ جو کہ ۹۸۴ھ میں شاہ طہماسپ کے لئے کسی عالم نے تالیف کیا عمدہ رسالہ ہے جیسا کہ محمد جعفر سبزواری نے لکھا ہے۔

(۵) نوروزیہ علامہ محمد جعفر سبزواری نے شاہ اصفہان سلطان حسین صفوی کے لئے تالیف کیا۔

(۶) رسالہ نوروزیہ ملا اسماعیل بخاری نے ناصبی منکر میر مخدوم شریفی کی رد میں لکھا جس نے عید غدیر و نوروز کو بدعت قرار دیا میر مخدوم شریفی سید شریف جرجانی صاحب شرح مواقف کی اولاد میں سے تھا۔

(۷) نوروزی روز تالیف محدث علامہ محسن بن رضا فیض کاشانی متوفی ۱۰۹۱ھ انجمن ایران شناسی کے زیر اہتمام تہران سے چھپ گیا ہے۔

(۸) النور روز تالیف محمد ابراہیم حسینی مدرس خادمی یہ کتاب آقا رضی قزوینی کی کتاب کی رد میں لکھی گئی اور شیعوں کے مسلک کی حمایت کی گئی ہے اس میں پانچویں صدی کے اہل سنت کے متکلمین شاہ مردان بن ابوالخیر مولف نزہت نامہ علائی اور مولف روضۃ المنجمین کے حوالے پیش کئے ہیں۔

(۹) نوروز نامہ تالیف علامہ محمد باقر خاتون آبادی حسینی اصفہانی یہ کتاب ۱۱۳۵ھ میں شاہ سلطان حسین صفوی کے لئے لکھی گئی اس کے قلمی نسخ طہران اور

برٹش میوزیم لندن میں موجود ہیں

(۱۰) نوروزیہ سید ابراہیم حسینی نیشاپوری مشہدی نے ۱۰۱۲ھ میں تالیف کی۔

(۱۱) نوروزیہ اہل سنت کے عالم ملا اسماعیل خواجوئی نے عماد الدین مسعود کے رسالہ نوروز کی شرح میں یہ کتاب سلطان حمزہ مرزا کے لئے تالیف کی یہ بھی اہل سنت مسلک کے حکمران تھے۔

(۱۲) نوروزیہ یہ کتاب ۱۰۸۹ھ میں اسماعیل بن محمد باقر اصفہانی نے سلطان سلیمان صفوی کی فرمائش پر لکھی ایک مقدمہ اور بارہ ابواب پر مشتمل ہے دونوں باپ بیٹا نے اس موضوع پر الگ الگ کتابیں لکھیں۔

(۱۳) نوروزیہ یہ کتاب محمد تقی رازی نے سلطان صفی صفوی کے لئے تالیف کی تہران یونیورسٹی میں اس کا نسخہ قلمی محفوظ ہے۔

(۱۴) نوروزیہ میر محمد حسین بن محمد صالح حسینی نے تالیف کی جو کہ خزائن الجواہر کے مصنف ہیں۔

(۱۵) علامہ سید شریف رضی مولف نہج البلاغہ نے نوروز کے بارے میں بیس سے زیادہ عربی قصیدے لکھے ہیں ملاحظہ ہو کتاب اشادۃ الشاذ جاسم گلگاوی ص ۷

(۱۶) نوروزیہ میر غیاث الدین کاشانی نے ناصر الدین قاجار کے زمانہ میں لکھی۔

ابوالحسن علی بن ہارون متوفی ۳۵۲ھ انہوں نے بھی کتاب النوروز تالیف کی جس کا ذکر ابن ندیم بغدادی نے الفہرست ص ۱۶۱ مطبوعہ کراچی میں کیا ہے

Presented by www.ziaraat.com

(۱۸) نصر بن عامر بن وھب سنجاری متوفی بعد ۴۱۱ ھ یہ شیخ صدوق و شیخ مفید کے ہم عصر اور غضائری کے مشائخ روایت میں سے تھے باتفاق علماء رجال معتبر و ثقہ تھے انہوں نے بھی "ماروی فی یوم النوروز" نامی کتاب لکھی جس میں فضائل نوروز کی احادیث جمع کی ہیں ملاحظہ ہو رجال نجاشی ص ۳۰۲ رجال مامقانی جلد ۳ ص ۲۶۹

(۱۹) محمد حسین بن حیدر علی تستری متوفی ۱۰۷۶ھ علامہ مجلسی اول کے شاگرد تھے انہوں نے "اعمال السنۃ" نامی کتاب کے خاتمہ میں لیلۃ القدر اور نوروز کے فضائل و اعمال درج کئے ہیں ملاحظہ ہو الذریعہ جلد ۲ ص ۲۴۵

(۲۰) شیخ المشائخ آقا سید عبداللہ شبر متوفی ۱۲۴۲ھ جن کو خواب میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے قلم کا تحفہ دیا اور فرمایا اس سے احادیث لکھو یہ علامہ مجلسی کے بعد سب سے بڑے محدث تھے جن کو مجلسی ثانی کہا جاتا ہے جامع الاحکام نامی کتاب ۲۰ جلدوں میں لکھی جو کہ مدرسہ شبریہ نجف اشرف کے کتب خانہ میں موجود ہے انہوں نے کتاب "اعمال الشہور" کے خاتمہ میں اعمال نوروز کی روایات کا بالخصوص ذکر فرمایا ہے الذریعہ جلد ۲ ص ۲۴۶

مزید تفصیلات کے لئے الذریعہ جلد ۲۴ از صفحہ ۳۷۹ تا ۳۸۴ ملاحظہ ہو

ڈھکو صاحب قوم کو اس بات کا جواب دیں کہ غیبت کبریٰ سے متصل زمانہ سے لے کر اب تک کے یہ سنی شیعہ علماء محققین مجتہدین جن میں شیخ طوسی محقق طوسی اور علامہ مجلسی جیسے اکابر بھی شامل ہیں کیا یہ سب مشرکوں مجوسیوں کی عیدیں مناتے رہے؟ افسوس ہے کہ ایسے نام نہاد مجتہد یہ جو کسی بھی دوسرے بڑے مجتہد کو انسان تو کیا مسلمان تک سمجھنے پر تیار نہیں اور قوم کا مصلح بن کر سلف صالح کا منہ چڑھا رہا ہے۔

عید نوروز کی ابتداء

اسلام سے قبل یہ عید اگر مجوسیوں فارسیوں کی عید ہوگی تو اسلام کے بعد مجوسیوں کا اس عید سے کوئی واسطہ نہیں رہا کیونکہ خلافت ظاہری پر فائز ہوتے ہی مولا نے بڑی خوشی سے اس دن کا نام نوروز خود رکھا جیسا کہ نہج البلاغہ کے خطبہ میں وارد ہے طلع طالع و لمع لامع ولاح لائح واعتدل مائل و استبدل اللہ بقوم قوماً و بیوم یوماً انما الائمۃ قوام اللہ علی خلقہ و عرفائہ علی عبادۃ لا یدخل الجنۃ الا من عرفھم و عرفوہ ولا یدخل النار الا من انکرھم وانکروہ (نہج البلاغہ ص ۲۱۴ صبحی صالح)

ایک طلوع ہونے والا طلوع ہوا اور ایک چمکنے والا چمکا اور ایک ظاہر ہونے والا ظاہر ہوا اور ٹیڑھا کام سیدھا ہوا اللہ نے ایک قوم کو دوسری قوم سے تبدیل کر دیا اور ایک دن کو "دوسرے دن" سے بدل دیا آگاہ رہو کہ آئمہ مخلوق پر اللہ کے قائم کردہ حکمران اور بندوں پر اس کے مقرر کردہ رئیس ہیں جنت میں وہی داخل ہوگا جو ان کو جانتا ہوگا اور یہ اس کو جانتے ہوں گے اور جہنم میں وہی داخل ہوگا جو ان سے انجان ہوگا اور وہ اس سے انجان ہوں گے یہی وجہ ہے کہ اسلام میں عید نوروز کا تصور ہی جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت ظاہری کی بیعت ہونے پر ابھرا اس سے پہلے اس کا تصور نہ تھا حتیٰ کہ روایات اہل سنت کے مطابق خود کوفہ میں ابو ثابت زوطی کابلی نے نوروز کے جناب مولائے کائنات کو فالودے کا تحفہ پیش کیا جو انہوں نے وصول فرمالیا اور "نوروز نا کل یوم" (ہمارا تو ہر دن نوروز ہے) تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۲۶ شرح دیوان متنبی عکبری جلد اول ص ۲۶۵ پھر معاویہ نے

عراقیوں پر ایک کروڑ درہم نوروز ٹیکس مقرر کر دیا تاکہ وہ یہ عید نہ منائیں۔ الحرکات الفکریہ فی الاسلام ص ۴۴ تاریخ التمدن الاسلامی ج ۲ ص ۲۲

Presented by www.ziaraat.com

اور مولائے ولایت نے الحمد للہ علی احسانہ قد رجع الحق الی مکانہ خطبہ دے کر عید کی بنیاد رکھ دی اگر مولاؑ کے نزدیک یہ خالص غیر اسلامی عید تھی اور مجوسیوں کا تہوار تھا تو آپ کوفہ میں اقامت کے دوران نوروز کی مبارک دینے والے اور فالودہ پیش کرنے والے کو سمجھا دیتے کہ جب یہ تہوار ہی غیر اسلامی ہے تو یہ کیسے تحفے لائے ہو؟ یہ حرام ہیں واپس لے جاؤ مگر مولائے کائناتؑ نے نوروز نا کہہ کر ہمارا نوروز یہ ثابت کر دیا کہ اس کی نسبت ان ذوات مقدسہ کی وجہ سے باعث فخر و مباہات ہے کیونکہ اکثر مورخین کی تحقیق یہی ہے کہ آپ کی بیعت ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو ہوئی جس دن ثالث قاتل ہوا اگرچہ یہ تاریخ روز عید غدیر کے نام سے پہلے ہی سے منائی جا رہی تھی جیسا کہ تاریخ ابن خلکان جلد اول ص ۶۰ میں خلیفہ مستنصر باللہ عباسی کے حالات میں ہے بویع فی یوم عید غدیر خم ان کی بیعت یوم غدیر خم کی عید کے دن ہوئی امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد کی سند سے آنحضرتؐ کی یہ حدیث بیان فرمائی یوم غدیر خم افضل اعیاد امتی روز غدیر خم میری امت کی عیدوں میں سے سب سے افضل ہے الغدیر جلد اول ص ۲۸۳ کوفہ میں ایک دن روز جمعہ اور عید غدیر ایک ہی دن میں آ گئے تو مولا امیر المومنین علیہ السلام نے پورے پانچ گھنٹے طویل خطبہ دیا جس میں ارشاد فرمایا ان اللہ جمع لکم معشر المومنین فی ھذا الیوم عیدین عظیمین کبیرین اظھروا البشر فیما بینکم و السرور فی ملاقاتکم و اذا تلاقیتم فتصافحوا بالتسلیم و تھانوا النعمۃ فی ھذا الیوم (مستدرک نہج البلاغہ ص ۸۰ ؛ ۸۳)

تحقیق اے گروہ مومنین اللہ نے آج دو بڑی عیدوں کو جمع کر دیا ہے تم آپس میں اس دن خوشی کا اظہار کرو اور اپنی ملاقات میں سرور و مسرت کا مظاہرہ کرو اور جب آپس میں ملاقات کرو تو سلام کے ساتھ مصافحہ کرو اور آج کی نعمت کی ایک دوسرے کو مبارک باد دو پھر ارشاد فرمایا و یبلغ الحاضر الغائب و الشاھد البائن جو تم میں سے حاضر ہو وہ یہ بات غیر حاضر اور غیر موجود لوگوں تک پہنچا دے علامہ مجلسیؒ نے بھی نوروز کو بیعت امیر المومنینؑ کے حوالہ سے مشرف و مکرم دن قرار دیا بحار جلد ۱۰۰ ر ۲۸۳ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نوروز کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں هو الیوم الذی بویع لامیر المومنین فیہ البیعۃ الثانیۃ یہ وہی دن ہے جس دن امیر المومنینؑ کی دوسری بیعت کی گئی بحار الانوار جلد ۵۹ ر ۹۳ مگر نوروز کی اہمیت صرف تحویل شمس در برج حمل کی مناسبت سے قرار پائی اور اسی مبارک ساعت پر ہی تمام شیعہ حکمران رسم تاج پوشی کرتے رہے ہیں ---------- حتی کہ وہ بادشاہ جو اہل سنت میں سے تھے وہ بھی اس سے غافل نہ تھے۔ ظہیر الدین بابر نے رانا سانگا سے جنگ نوروز کے دن لڑی حالانکہ اس وقت کے نجومی محمد شریف منع کرتا رہا لیکن بابر نے شراب نوشی سے توبہ کر کے رانا سانگا سے جنگ لڑی اور نوروز کی وجہ فتح مند ہوا تاریخ فرشتہ محمد قاسم فرشتہ اردو

حدیث نوروز کے راوی معلی بن خنیسؒ کی وثاقت

جہاں تک ڈھکو صاحب کا یہ کہنا کہ معلی بن خنیس کی جرح قدح پر کتابیں بھری پڑی ہیں تو عرض ہے یہ حدیث نوروز جس میں نوروز کے اعمال و فضائل وارد ہے وہ مسند حدیث کے طور پر معلی بن خنیس سے منقول ہے جس کے متعلق بانی حوزہ علمیہ نجف اشرف شیخ طوسیؒ جو ہماری کتب اربعہ میں سے دو کتابوں کے مصنف ہیں اور علم رجال میں ان کی تحقیق اور ان کا علمی مقام "یگانہ" بعد والے

Presented by www.ziaraat.com

جارحین کے مقابلہ میں بلند ترین ہے وہ فرماتے ہیں۔ و من المحمود بن المعلے بن خنیس و کان من قوام ابی عبداللہ و انما قتلہ داؤد بن علی بسببہ و کان محموداً عندہ و مضی علے منہاجہ و امرہ مشہور و لماقتل داؤد المعلی بن خنیس و صلبہ عظم ذلک علے ابی عبداللہ و اشتد علیہ و قال لہ یا داؤد علی ماقتلت مولای و قیمی فی مالی و علے عیالی و اللہ انہ لاوجہ عند اللہ منک اما واللہ لقد دخل الجنۃ کتاب الغیبہ شیخ طوسی ص ۲۲۴ طبع نجف اشرف آئمہ اطہارؑ کے قابل تعریف و مدح وکلاء میں سے معلے بن خنیس بھی ہیں جو کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے کارندے تھے داؤد بن علی نے اسی وجہ سے ان کو قتل کیا وہ امام صادق کے نزدیک ان کے چہیتے تھے اور ان کے راستہ پر چلتے ہوئے ہی وفات پا گئے ان کا معاملہ بہت مشہور ہے ابو بصیر سے روایت ہے کہ جب حاکم مدینہ داؤد بن علی عباسی نے ان کو قتل کر کے پھانسی دے دی تو یہ بات امام صادق پر سخت ناگوار گزری انہوں نے حاکم کے پاس جا کر فریاد کی کہ اے داؤد تو نے میرے غلام اور میرے مال و عیال میں میرے کارندے کو کس جرم میں قتل کیا بخدا وہ اللہ کے نزدیک تجھ سے زیادہ باوجاہت تھا اور خدا کی قسم وہ جنت میں داخل ہو گیا ہے (بحار جلد ۴۷ ص ۲۲۳)

مسمعی سے روایت ہے کہ پھانسی پر چڑھنے سے قبل معلی بن خنیس نے بازار مدینہ میں عوام الناس کے بھرے مجمع عام میں آخری تقریر کرتے ہوئے کہا اے لوگو میں معلی بن خنیس ہوں جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے تم سب گواہ رہنا کہ جو بھی مال یا قرضہ قابل وصولی یا غلام یا مکان یا ہر کم یا زیادہ جو کچھ میرے ترکہ میں باقی ہے وہ سب میرے امام جعفر بن محمدؑ کی ملکیت ہو گا اس کے بعد سپاہیوں نے ان کو سولی پر چڑھا دیا اور امام صادقؑ نے حاکم مدینہ کے پاس جا کر فرمایا واللہ لا دعون علے من قتل مولای و اخذ مالی خدا کی قسم میرے غلام کے

قاتل اور اپنا مال لوٹنے والے پر ضرور بددعا کروں گا پھر امام نے بددعا فرمائی اور داؤد عباسی مر گیا اور مرنے سے قبل اس نے اصل قاتل سیرافی کو بھی قتل کرا دیا (بحار جلد ۴۷ ص ۳۵۳) معلی بن خنیس عید کے دن صحراء میں جا کر بنی عباس کے ظالم حکمرانوں پر بددعا کرتے تھے اور ان پر لعنت کرتے تھے (ص ۳۶۴) شیخ عباس قمی مرحوم نے منتہی الامال جلد ۲ ص ۱۷۸ میں لکھا ہے کہ معلی بن خنیس کے متعلق روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اولیاء اللہ اور اہل بہشت میں سے تھے امام ان سے بڑی محبت کرتے تھے اور امام کے عیال کے گھریلو اخراجات و مصارف پر ان کے بااعتماد وکیل و کفیل تھے علامہ مامقانی نجفی فرماتے ہیں کہ معلی بن خنیس کے بارے میں ایک امام معصومؑ کی شہادت کافی ہے کہ وہ اہل بہشت میں سے ہیں بنی عباس کے گورنر داؤد بن علی عباسی نے ان سے صادق آل محمدؐ کے خواص شیعوں کے نام طلب کئے مگر اس نے قتل ہونا گوارا کیا مگر امام کے رازوں کی پوری حفاظت فرمائی ابن غضائری اور ان کے ہم خیال متعصبین نے ان پر غالی ہونے کی تہمت لگائی تھی اور اس الزام کی وجہ سے ان کی حدیث کو ضعیف قرار دیا علامہ مامقانی اور ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ یہ شہید حق آئمہ اطہارؑ کے ایسے مناقب و فضائل و معجزات روایت کرتے تھے کہ منحرفین نے ان کو غالی قرار دے دیا جبکہ ان پر تمام الزامات بے بنیاد ہیں رجال مامقانی جلد ۳ ص ۲۳۰ جس شہید حق کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام جیسا واجب الاطاعت اور معصوم امام یقینی طور پر اہل بہشت ہونے کی شہادت دے دے اس کے مقابلہ کسی بھی تنقید کرنے والے وہابی چاہے وہ ڈھکو صاحب جیسا مجتہد ہی کیوں نہ ہو اس کی جرح پر اعتماد کر لینا امام معصومؑ کے خلاف جرات و جسارت ہے؟

عید نوروز اور خالصی کے متعلق آیۃ اللہ شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء کا تاریخ ساز فتویٰ

Presented by www.ziaraat.com

حلہ کے ایک مومن عبدالخالق مہدی آل حکام نے سرکار کاشف الغطاء سے یہ سوال کیا

میں نے خالصی کی کتاب نیروز میں یہ عبارت پڑھی (جو شخص عید نوروز کو عید سمجھے اور اس پر عمل کرے اگر وہ جانتا ہے کہ یہ دین مجوس ہے تو وہ شخص کافر اور نجس العین ہے اس پر کفار کے تمام احکام لاگو کئے جائیں گے اور اگر وہ غافل ہے تو وہ جاہل و مقصر ہے یا فاسق ہے کیونکہ اس نے ایک مجوسی سنت کو زندہ کیا آپ ہمیں اس بارے میں ارشاد فرمائیں سرکار نے جواب میں تحریر فرمایا۔

"عید نوروز ایک مبارک تہوار ہے اس میں مجوس کا کوئی دخل نہیں ہے یہ ایک فطری انسانی عید ہے جس میں درختوں پر پتے اگتے ہیں پھولوں میں مہک اٹھتی ہے اس میں دن اور رات برابر ہو جاتے ہیں اور دین اسلامی کی عظمت و شرف اور وسعت نظر و برکت کی بناء اس کی تائید و تاکید اکابر علماء امامیہ نے فرمائی ہے مثلاً" شیخ الطائفہ شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جلیل مصباح المتہجد میں جو کہ اشرف کتب میں سے ہے اس کو بیان فرمایا ہے ان کے بعد تمام علماء حق نے ان کی پیروی کی ہے مثلاً" سید ابن طاؤس اور محقق طوسی اور علامہ حلی وغیرہ جو کہ دین و ملت کے مرکزی ستون و نگہبان تھے جو شخص ایسے اکابر علماء و مجتہدین پر کافر یا فاسق ہونے کی تہمت لگاتا ہے وہ زیادہ حقدار ہے کہ اسی کو کافر و فاسق کہا جائے یہ فقیر یعنی میں حقیر اس عید میں ہر سال بیٹھک لگا کر اپنے دوستوں اور مومنوں کو مبارک باد دیتا ہوں اور میں نے اپنے بزرگ اساتذہ کو اسی پر عمل کرتے ہوئے پایا ہے یہ ایک فطری قومی اسلامی شرعی عید ہے چاہے مجوسی اس کا احترام کرے یا نہ کرے جس نے یہ مقولہ کہا ہے سچ کہا ہے کہ کئی حق باتوں سے خواہ مخواہ باطل مفہوم مراد لیا جاتا ہے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں حقائق دیکھنے کے لئے نور بصیرت و بصارت عطاء فرمائے (کیونکہ خالصی اندھا تھا) کاش کہ ہم عید نوروز منانے والوں کو کافر قرار دینے کی بجائے ' شرابیوں ' فاجروں 'فاسقوں جواریوں کا مقابلہ کرتے

ہماری خاموشی کا نتیجہ ہے کہ یہ بدکار لوگ اپنی بدکاریوں سے زیادہ مانوس ہوتے جا رہے ہیں نجف اشرف (محمد الحسین کاشف الغطاء)

رأی الامام کاشف الغطاء فی الخالصی

بسم الله عز شأنه

عليكم سلام الله ورحمته وبركاته

النيروز عيد مبارك ميمون ولا دخل له بالمجوس وانما هو عيد انساني طبيعي تورق به الاشجار وتعبق به الازهار ويتساوى به الليل والنهار ومن عظمة الدين الاسلامي وشرفه وسعة نظره وبركته واحاطته أيده واكده وقد ذكره اعاظم علماء الامامية هذا شيخ الطائفة الشيخ الطوسي عطر الله مرقده ذكره في كتابه الجليل (مصباح التهجد) الذى هو من اشرف الكتب وتبعه جميع العلماء على ذلك كالسيد ابن طاووس والمحقق والعلامة وغيرهم من اساطين الدين وسدنة الملة . فمن يقول أو يرى امثال هؤلاء بالكفر أو الفسق فهو اولى بالكفر أو الفسق . أما الفقير فاني اجلس كل سنة في هذا العيد وأبارك لأخواني المؤمنين به وادركت العلماء السابقين من أساتيذي العظام على مثل ذلك لأنه عيد شعبي طبيعي اسلامي شرعي سواء عظمه المجوس أم لا وقد أحسن من قال رب كلمة حق يراد بها باطل أما ذكر كلمة المجوس هنا فهي كلمة باطل يراد بها باطل نسأله تعالى ان ينور ابصارنا وبصائرنا حتى نرى الحقايق كما هي وليتنا بدل ان نكفر أو نفسق المتخذي النوروز عيداً نكافح ونقاوم شاربي الخمور ومرتكبي الفجور

Presented by www.ziaraat.com

ولاعي القمار وامثالهم بهذه المقاومة ولكننا سكتنا عنهم واشتغلنا بهذه السفاسف التي لا طائل تحتها سكتنا عن شاربي الخمور واهل الفجور حتى صار كأنه أصبح امراً مألوفاً ومشروعاً فلا حول ولا قوة إلا بالله .

النجف الاشرف — محمد الحسين كاشف الغطاء.

قوم شیعه فیصلہ کرے

اگر پیغمبرؐ اسلام اور مولائے کائنات سرکار امیر المومنینؑ اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق شاہ فلک ولایت کی بیعت اور حق کی بازیابی کی خوشی کا دن عید منانے کے لائق ہے اور شیخ طوسی سے لے کر موجودہ مجتہدین عظام تک ہزاروں مجتہدین اس دن کی حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں اور علامہ مجلسی میں فرماتے ہیں کہ معلی بن خنیس کی حدیث جو فضائل نوروز پر مشتمل ہے اس کی سند زیادہ قوی ہے اور اصحاب فقہاء کے درمیان زیادہ مشہور ہے (بحار جلد ۵۹ ص ۱۰۱) تو کیا ہمیں خالصی کا یہ فتوی تسلیم کرلینا چاہئے کہ نوروز کی عید مجوس کی عید ہے اس کو عید منانے والا کافر اور نجس العین ہے یا ابن تیمیہ کا فتوی کہ ایرانیوں کی عید نوروز دوسرے کفار کی عیدوں کی طرح غیر اسلامی اور بدعت تحریمی ہے جادہ حق ص ۱۹۔

کیا قوم کو شیخ ڈھکو کا یہ فتوی منظور ہے کہ نوروز کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اس عید کی کوئی کل پول سیدھی نہیں ہے اصلاح الرسوم ص ۳۳۲ تا ۳۳۳؟

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

یہ کیسا نجفی ہے جس کو نجف اشرف کے مجتہدین میں بھی کفر و مجوسیت کی بو آتی ہے مگر کیا کیا جائے کہ بخدی کو نجفی سمجھ لیا گیا ہے۔

ختم شد

اظہار تشکر

ہم شکر گذار ہیں جناب خطیب العصر علامہ سید ابن حسن شیرازی صاحب کے جنہوں نے پیرس میں عشرہ محرم الحرام کی مجالس سے خطاب کیا۔ اور عقائد حقہ سے روشناس کروایا۔ اور پاکستان میں بڑی چالاکی کے ساتھ مذہب حقہ کو جو نقصان پہنچایا جا رہا ہے ان خطرات سے مومنین کو آگاہ کیا اور بالخصوص اصلاح الرسوم جیسی کتاب جس میں عقائد امامیہ کا مذاق اڑایا گیا ہے اور باطل عقائد کی ترویج کی گئی ہے۔

مولانا موصوف نے اراکین امامیہ کو کہا کہ اس کتاب کے رد میں ایک مدلل کتاب محقق دوراں جناب علامہ محمد حسنین السابقی النجفی نے تحریر فرمائی ہے جس کی دوبارہ اشاعت کی اشد ضرورت ہے۔

بالخصوص ہم شکریہ ادا کرتے ہیں اراکین امامیہ پیرس فرانس کا جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کیلئے رقم فراہم کی۔ خداوند متعال بحق چہاردہ معصومین علیہم السلام ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

دعا گو

حیدر عباس نجفی

Presented by www.ziaraat.com